یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا فتحنا لک فتحا مبینا

مع اضافہ

فتوحات شیعہ

از افادات

حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہ

مؤلف و مرتب

مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر

مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمد

جعفریہ کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد۔ فون ۷۴۴۰۴۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲

نام کتاب	فتوحات شیعہ
مؤلف مرتب	مولانا الحاج ناظر حسین نجفی
بار	پنجم
تعداد	ایک ہزار
کاتب	شریف قادری
طباعت	جہانگیر پریس فیصل آباد
ناشر	مبلغ اعظم اکیڈمی
قیمت	۲۰ روپے

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	[illegible]
۲	پیش لفظ	۵
۳	میں شیعہ کیوں ہوا؟	۷
۴	مناظرہ میراں ملہم (ملتان)	۱۵
۵	مناظرہ ڈھکی (سرگودھا)	۲۹
۶	مناظرہ کوٹ سماہہ	۵۰
۷	مناظرہ سیالکوٹ	۷۷
۸	مناظرہ کوٹ نامدار	۱۲۴
۹	مناظرہ جھوک دایہ	۱۴۹
۱۰	مناظرہ منڈرانوالہ (مرزائی شکست)	۱۸۶
۱۱	مناظرہ ڈوڈچک ذخیرہ	۲۲۸
۱۲	مناظرہ گھنگ شریف	۲۴۳
۱۳	مناظرہ ہاگہ سرگانہ کی اصل حقیقت	۲۵۴

مقدمہ

"فتوحاتِ شیعہ" مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ قدس سرہ کے ان شہرہ آفاق مناظروں کا عظیم ترین مجموعہ ہے جن مناظروں میں ہزارہا لوگوں نے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ قبول کیا جس سے مخالف و موالف کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اکثر شیعہ مناظرین مبلغ اعظم مرحوم کے مناظرے سن کر اور اسی فتوحات شیعہ سے استفادہ کے بعد ہی میدانِ مناظرہ میں آتے ہیں جن کی علمی استعداد مبلغِ اعظم مرحوم کی مرہونِ منت ہے۔

ان مناظروں میں اکثر مناظرے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بلکہ بعض مناظروں میں حضرت مبلغِ اعظم کا معاون بھی رہا ہوں۔

میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ نایاب گوہر تراش کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حقیر کو اس عظیم تبلیغی کام پر دادِ تحسین دیں گے اور حضرت مبلغِ اعظم اعلی اللہ مقامہ کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا کریں گے۔

دُعا کا طالب
ناصر حسین نجفی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی [illegible] الحکیم ولا ناقض لقضائه ثم الصلوة والسلام علی [illegible] انبیائه [illegible] اولیائه [illegible] ولعنة الله علی [illegible] اعدائه

اما بعد فقد قال الله تعالی وجادلهم بالتی هی احسن۔

حضرات! حسب ارشاد خداوندی حکمت اور موعظہ حسنہ کے بعد تیسرا طریقہ تبلیغ مجادلہ و مناظرۂ احسن ہے جس کی بنیاد علم، ہدایت اور کتاب منیر پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر۔

مگر میری زندگی کا تیس سالہ تبلیغی دور شاہد ہے کہ برادران اسلام اور خصوصاً مرزائی اور دیگر برائے نام فرقِ اسلامیہ مذہب شیعہ کی صداقت کا اصولی مناظرہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے، کیونکہ مذہب شیعہ آلِ محمدؐ کا آئمۂ اطہار کا مذہب ہے جو وارثانِ کتاب اللہ و نائبانِ رسول اللہؐ ہیں۔ ان کی امامت کتاب و سنت، فلسفہ و حکمت، اصول نبوت و ولایت، وراثت، قرابت اور فضائل ہر طرح دلائل سے ثابت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سیاسی اصول ہیں جو وقتی و عارضی ہوتے ہیں حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے مناظرین کو اصول میں رہ کر بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم زندگی بھر عوام کے عقائد کو بچانے کے لئے اتمام حجت کے طور پر ان کی بے اصول بحثوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر ان بے اصولیوں کی داستانیں دہراؤں تو ایک دردِ سر ہے۔ زندگی بھر میں مجھے بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ بھی مناظرہ کر کے معلوم ہوا کہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کا اصولی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا صرف وقع الوقتی ہے کج بحثی ہے۔

اصل مذہب تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کو اپنے اماموں کی امامت اور ان کی صداقت ثابت کرنی چاہیئے۔ مگر شیعہ کے سوا اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت کو موضوع بنانے سے کترائیں گے برادران اہل سنت والجماعت اصحابِ ثلاثہ کے لئے جوش و خروش تو بہت کرتے نظر آئیں گے۔ مگر ان کی خلافت

کی صداقت زیر بحث لانے سے اور موضوع بحث بنانے سے بہت حذر و بہانے تلاش کریں گے تحریف القرآن اور بنات الرسولؐ جیسے غیر ضروری موضوع سامنے لاکر جان چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ اگر اس میں بھی مدد نہ کر پائیں گے تو سب کچھ آئمہ طاہرین کی منصوص یا غیر منصوص امامت [illegible] ہے۔

چنانچہ میرے شاگرد رشید مولوی ناصر حسین صاحب نجفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو دس سال سے میرے ساتھ یہ مناظرے دیکھ اور سن رہے ہیں اور بعض مناظروں میں معاون مناظر بھی رہے ہیں، چند مناظرے جمع کر کے نمونتہً پیش کیے ہیں تاکہ اتمام حجت تبلیغ مذہب اور عوام کی تسکین ہو جائے۔ برخوردار نے بہت محنت و ہمت کی ہے آئمہ اطہار قبول فرمائیں۔ امید ہے ناظرین و مومنین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے۔

والسلام

محمد اسماعیل

إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ پ ۲۳

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَشِيعَتُكَ فِي الْجَنَّةِ

(کنز الحقائق)

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی

نام ملعون پر ضرورست کرنا لازم اظہار — لعنة اللہ علیہ وعلیہ وعلیہ
ہرکہ بر آل نبی دست ستم کرد دراز — حرق اللہ یدیہ ویدیہ ویدیہ

میں شیعہ کیوں ہوا؟

از تصنیف مبلغ اعظم

مولانا محمد اسماعیل صاحب اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ الٰہی و درود لامتناہی
بر سیّد المرسلین و آلہ الطیبین

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین و آلہ الطیبین الطاہرین واخیہ وخلیفتہ امیر المؤمنین وامام المبین ولعنۃ اللّٰہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

تمہیدِ مدعیٰ و سببِ تالیف کتاب ہٰذا

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشی حق واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا میں بعد تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مروجہ متنازعہ فیہ کے ہمیشہ متلاشی حق رہا ہوں۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ تربیت اور تعلیم کا ماحول اور محلِ قدیم الایام سے مذہباً اہل السنت والجماعت تھا۔ والدین اہل حدیث خیال اور اکثر اساتذہ حنفی المذہب دیوبندی مشرب تھے۔ لہٰذا تقلیداً تدبّر اور تفکر کا دائرہ یہیں تک تا بعرصہ چند سال محدود رہا اور باز پروازِ تفکر اور تدبّر دامِ تزویر تاویلاتِ باطلہ اور احادیث موضوعہ کا شکار رہا۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبکساران ساحلہا

ضمیرِ حق آفرینش کے سبب تا بہ چند سال بہ سمت تحیّر اور اشکال رہا کہ دین اسلام تو بیشک برحق فطرتی اور خدائی دین ہے اور تاجدارِ معظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لاریب نبی مکرم اور محترم ہیں۔ مگر ہماری موجودہ فقہ اور حدیث اور تاریخ کے اکثر مسائل اور ہمارا طریقہ اور سلیقہ اور ہمارے امام اور خلیفے اور اُن کے اقوال و احوال کیوں مظالم اور خلافِ حقانیت کی بُو اور جھک دیتے ہیں اور ہمارے سابقہ اور موجودہ علماء اور فضلاء کیوں اہل بیتِ رسولؐ کے فضائل اور مصائب کے آیات اور احادیث چھپاتے رہے اور چھپا رہے ہیں۔ آخر الامر فضل الٰہی اور قرآن پاک کی بلا تاویل روشنائی اور رہنمائی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ قرآن شریف برحق اور آلِ محمدؐ کتاب ناطق ہے اور ہر مسلمان کے لئے تمسک اور اعتصام بہر دو ضروری ہے۔ قرآن اور اہل بیت میں فرق کرنے والا گمراہ اور یؤمنون ببعض الکتاب ویکفرون ببعض کا مصداق ہے۔

اُمتِ محمدیہ کے تفرق اور تشتت کا واحد سبب عدم اعتصام بذیل آل خاتم الانبیاء ہے۔ اگر آج ہی حسبِ حدیث ثقلین اُمتِ محمدیہ اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی امام اور خلیفے کالعدم سمجھ کر اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو تمام اختلاف اور تفرق دور ہو سکتے ہیں اور خلقِ خدا جادۂ مستقیم پر جمع ہو سکتی ہے۔ چونکہ حسب معروضہ بالا میری سمجھ میں یہ حقیقت بخوبی آگئی ہے کہ حضرات اہل السنت والجماعت کا شیوہ حضرت عمرؓ کی مہربانی اور رحمت سے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آلِ محمدؐ کے حق چھینیں اور ان کے فضائل چھپائیں اور آلِ محمدؐ کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گرائیں۔ لہٰذا میں اُن کے مذہب اور عمل سے بیزار ہوتا ہوں اور آلِ رسول علیہ السلام کے دامن میں جملہ فتنوں اور گمراہیوں سے پناہ لیتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر شیعیانِ حیدرِ کرار اور پیروانِ آلِ اطہار میں کرے۔ اور دنیا اور عقبےٰ میں دشمنانِ آلِ احمدؐ سے بیزار رکھے آمین، آمین!

خدایا بحقِ بنی فاطمہ
کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

رباعی طبع زاد

صد شکر الحمد للہ میں حسینی ہوگیا — بیقراری اضطراری سے میں چینی ہوگیا
ہوں حسینی فدیہ میں سینہ زن و نوحہ کناں — کربلائی ذکر میں شور و شینی ہوگیا

الغرض

رسالہ ہٰذا میں حسب فرمان عالیشان حضرت سید حیدر علی شاہ صاحب کربلائی اہلسنت والجماعت کی چند ایک باطل کوشیاں اور باطلہ کے لئے گرم جوشیاں اور حضرت عمر کی معنی دار بیہوشیاں اور حق پوشیاں تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ میں تیس سال تک اہل سنت میں تعلیم و تربیت پاکر کیوں مذہب شیعہ خیر البریہ میں شامل ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

معنی لفظ شیعہ و اہل سنت کی باطل کوشی

شیعہ کا معنی تابعین اور امت اور محب اور طائفہ یعنی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک معنی کا محل قرآن پاک سے مندرجہ ذیل ہے:۔

تابعین

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ پ۲۳ سورۃ الصافات۔

ترجمہ:۔ اور تحقیق اس کے تابعین سے البتہ ابراہیم ہے جبکہ آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے۔ دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ۔ اہل سنت والجماعت کی معتبر تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۱۲ میں یوں مرقوم ہے:۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰهِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَهْلِ دِیْنِہٖ۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰهِیْمَ کا

معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھا۔ قَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰی مِنْهَاجِهٖ وَسُنَّتِهٖ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم، حضرت نوح کی سنت اور ان کے طریقے پر تھے (ابن کثیر)

پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابراہیم شیعہ تھے اور حضرت نوح کے تابعین سے تھے اور چونکہ ہم کو حضرت ابراہیم کی اطاعت اور تابعداری کا حکم ہے یعنی ہم بھی مثل خلیل اللہ شیعہ کہلاتے ہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے:۔ وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ (سورۃ بقرہ) ترجمہ:۔ سوائے بیوقوف کے ملت ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ پ۱ ع۱۶۔

اہل سنت کی باطل کوشی اور حق پوشی یہ ہے کہ شیعہ کو فرعون کا بنایا ہوا مذہب اور کفار کا گروہ بتلاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے خلیل کو نوح کا شیعہ فرماتا ہے۔ اور موسیٰ کلیم اللہ کے امتی کو شیعہ کہہ کر لفظ عدو یعنی دشمن کے لفظ سے مقابلہ کرکے محب کے معنے کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو پ۲۰ سورۃ قصص شیعہ بمعنی محب وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ۔ اور داخل ہوا شہر میں وقت غفلت کے۔ پس اس میں دو آدمی لڑتے پائے یہ اس کے دوستوں سے تھا اور یہ اس کے دشمنوں سے۔ پس اس سے جو دوستوں سے تھا فریاد کی اوپر اس کے جو دشمنوں سے تھا۔ دیکھو آیت ہٰذا میں صاف بلا تاویل شیعہ کا معنی محب اور عدو کا معنی دشمن ہے۔ مگر باطل کوش اپنی کج روی سے یہاں بھی باز نہیں آتے۔ رسالہ ہٰذا تفصیل کا متحمل نہیں ہے ورنہ ہم اہل باطلہ کے باطل عقائد لکھ کر ان کی پوری طرح دھجیاں اڑاتے۔

جملہ پیغمبروں کی امتوں کو خدا نے شیعہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰی بِهَا صِلِیًّا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم) پھر البتہ ہم ہر امت میں سے جدا کر دیں گے اس کو جو رحمٰن پر زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم زیادہ جانتے ہیں اس کو جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

سُبحان اللہ! معلوم ہُوا ہر نبی کی اُمت کا نام شیعہ ہے اسی واسطے تمام اُمتوں کے گنہگار روزِ قیامت علیحدہ کئے جائیں گے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے دوسرے مقام پر کُلِّ شِیعَۃٍ کا معنی کُلِّ اُمَّۃٍ فرمایا ہے۔ دیکھیے وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً اور علامہ ابن کثیر نے جلد سوئم صفحہ ۳۱ پر کُلِّ شِیعَۃٍ کی تفسیر بقول حضرت مجاہد مِنْ کُلِّ اُمَّتٍ فرمائی ہے اور بقول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مِنْ کُلِّ اَھْلِ دِیْنٍ یعنی تمام اہلِ ادیان سے گنہگار جُدا کئے جائیں گے۔ جب تمام اُمتوں کو خدا نے شیعہ کہا ہے تو ہم خلاف قرآن کیوں اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کہلائیں۔ کہاں ہیں شیعہ جتنے گروہ کتا ب کہنے والے شرم کریں اور اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی فرقوں کے نام قرآن سے دکھلائیں۔ بصورت دیگر اپنا نام شیعہ رکھائیں جیسا کہ اُن کے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسے مذہب حنفیہ شیعہ خیر البریہ کے مقابل ہار کر مائیم شیعہ اولیٰ فرما گئے کہ اصلی اور پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہُوں کہ اہلِ سُنت والجماعت اہل حدیث اہلِ قرآن اہلِ فقہ۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی چشتی قادری احمدی محمدی وہابی بابی بہائی نیچری صوفی یہ اُن کے مصنوعی نام قرآن پاک سے ہرگز ہرگز نہ ملیں گے۔ بلکہ اُن کے مذہب اور نام بیرونی ہیں اور باہر ہی رہیں گے۔

مسئلہ خلافت اور اہلسُنت کی مذبوحی حرکات

نقطہ شیعہ کی تحقیق کے بعد چُونکہ مسئلہ خلافت بھی شیعہ اور سُنی کا مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اندر اختصاراً شیعہ خیر البریہ کے براہین قاطعہ اور دلائل قویہ اور اہلِ سُنت کے تاویلاتِ باطلہ دکھاتے ہیں تاکہ حق پسندوں کو باطل پرستوں کا پوچ اور ہذیان نظر آئے۔

نبی اور خلیفہ بنانا خُدا کا کام ہے مگر اہلسُنّت خود بنا لیتے ہیں

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (پ-ع۳- بقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا، مَیں دُنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہُوں۔ دیکھیے فرمایا کہ میں بنانے والا ہُوں۔ فرشتوں کا اجماع نص کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آیا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ:- کیا تُو نے نہیں دیکھا طرف سرداروں بنی اسرائیل کے بعد مُوسیٰ کے جب اُنہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دے ہم اللہ کے راستے میں لڑائی کریں اور اُن کے نبی نے فرمایا ان کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ کہا اُنہوں نے ہم پر اس کی بادشاہی کہاں ہو سکتی ہے ہم اس سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ وہ مال کی زیادتی نہیں دیا گیا۔ نبی نے فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور اس کو علم اور جسم کی زیادتی عطا فرمائی ہے۔

تشریح

دیکھو بعد موسیٰ علیہ السلام کے تمام بنی اسرائیل نے نبیٔ وقت سے درخواست کی ہے کہ خلیفہ اور امیر مقرر کرے اور نبی نے بھی خود نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ مگر یہاں کیا ہُوا۔ نہ قرآن پاک کی پرواہ رہی نہ فرمانِ پیغمبر یاد رہا۔ آیت عشیرہ کو چھوڑا اور حدیث غدیر کے معنے بدلے اور حدیث منزلت کی تاویل کی۔ فضائل مرتضوی فراموش کئے۔ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بسترِ علالت پر جلوہ افروز ہیں کہ یاروں نے شوریں چشمیاں شروع کر دیں۔ حضورؐ کی خبر وفات ابھی مشہور نہیں ہوئی کہ یار سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے کر آج علی مشغولِ تجہیز و تکفین ہیں اُن کی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔

الغرض بل ملا کر حضرت ابوبکر بیچوں بیچ تنہا ہی خلیفے مقرر ہو گئے اور خدا اور رسُولؐ کے مقرر فرمودہ خلیفہ علی المرتضےٰ کو قتل کی دھمکیاں شروع ہوئیں۔ جناب بی بی پاک کے دروازۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں نے آگ لگانے کے خوف

چونکہ یہ تمام مضامین اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں ثابت ہیں۔ لہٰذا میں مصنوعی اور بناوٹی خلیفوں سے بیزار ہو کر رسول پاک کے سچے خلیفے اور جانشین کو جس کی نسبت غدیر خم پر مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا اعلان ہو چکا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی)۔

اپنا امام بعد رسول پاک سمجھتا ہوں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ روز قیامت شیعیان علی علیہ السلام میں اٹھائے۔

تمت بالخیر۔ اللّٰھم صلِّ علی محمد و آل محمد

مناظرہ

میراں ملہہ میں

مذہب شیعہ کی فتح مبین

حضرات ناظرین! مولوی دوست محمد صاحب قریشی صدر مبلغ تنظیم اہلسنت والجماعت کا ایک غلط اور خلاف واقعہ جھوٹا اشتہار دیکھ کر حیرت ہوئی۔ وہ اس مناظرہ میں مولانا صاحب دونوں دن دونوں موضوعوں میں بری طرح ناکام رہے۔ مسئلہ بنات میں لفظ چار پر کوئی صحیح روایت نہ پیش کر سکے اور مسئلہ خلافت میں صاف انکار کر دیا کہ وہ آیت حدیث کے خلیفے نہیں بلکہ اجماعی ہیں۔ اجماع میں اہل بیت کو شامل اور راضی نہ دکھا سکے اور گھر جا کر اشتہار شائع کر دیا۔ شاید یہ علماء صاحبان جھوٹ بولنا حرام نہیں سمجھتے یا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کی آیت نہیں پڑھتے۔ اصل حقیقت مختصراً ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ یہ مناظرہ مورخہ ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۱۴، ۱۵ شوال بروز بدھ جمعرات علماء اہلسنت والجماعت خصوصاً مولوی عبدالستار تونسوی کی دیرینہ شیخیاں بگھارنے کی بنا پر وقوع میں آیا۔ مدت سے چیلنج پر چیلنج ہو رہے تھے کہ مولوی محمد اسماعیل بھاگ جاتا ہے فرار ہو جاتا ہے علماء اہل سنت کا نام سن کر سہم جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی تحقیق کے پیش نظر یہ مناظرہ منعقد کرایا اور سارا انتظام کیا اور حفظ امن کا پورا پورا ذمہ لیا اور خیال رکھا۔ مولوی دوست محمد قریشی معمولی معمولی باتوں پر عدم حفظ امن کا بہانہ کر کے مناظرے سے جان چھڑانا چاہتا تھا مگر ہم نے ہر طرح کی منت سماجت معذرت اور معافی سے اس کو میدان سے بھاگنے کا موقعہ نہ دیا تاکہ علاقہ بھر کے لوگوں کو پوری تحقیق ہو جائے اور آئے روز کا چیلنج ختم ہو جائے۔ پھر بھی مولوی عبدالستار تو پہلے ہی حج کے بہانے فرار ہو گیا حالانکہ ابھی حج کی تیاری میں کچھ دن باقی تھے مگر نہ آیا۔ چنانچہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے جو رسالہ "فرار تونسوی" لکھا ہے

ستہا ثابت ہوا۔ اور یہ فرار بھی ان گذشتہ فراروں کی ایک کڑی ثابت ہوا۔ چنانچہ مولوی
دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت والجماعت اور مولوی قائم دین صاحب علی پوری
مولوی منظور احمد صاحب بہاولپوری اور مولوی محمد علی صاحب عثمان پوری پیپلی راجن اور
علاقہ بھر کے تمام علماء ٹڈی دل کی طرح اُمڈ آئے۔ شیعہ کی طرف سے جناب مبلغ اعظم محمد اسماعیل
صاحب قبلہ مع اپنے شاگردوں کے درس آلِ محمد لائل پور سے آکر بعض کتب شیعہ و سنی لیکر تشریف
لائے۔ اللہ رے حوصلہ مبلغ اعظم کہ ان بیسیوں علماء اہل سنت کے سامنے ایسے علمی شان اور
اطمینان سے آئے کہ ان علماء کی کثیر تعداد کی [illegible] تک بھی خیال نہ کیا۔ اکیلے میدانِ مناظرہ میں
وقت سے پہلے آکر کرسی پر بیٹھ جاتے رہے۔ اگرچہ کچھ لیٹ ہو کر مولانا قاضی سعید الرحمٰن صاحب
بھی تشریف لے آئے اور مناظرہ میں صدر اور معاون رہے مگر جب پہلے دن میدانِ مناظرہ
گرم ہوا تو مبلغ اعظم اور نیز ان کے شاگرد ہی تھے۔

حضرات! مبلغ اعظم نے اہل السنت کے من مانے موضوع بنات الرسول
کو بھی نہایت فراخدلی سے منظور کر لیا اور سب سے پہلا موضوع مناظرہ یہی اس کو بنایا جس پر
پورے تین گھنٹے روزِ اول مناظرہ ہوا مگر قریشی صاحب اس میں بھی شکست کھا گئے اور کوئی مستحکم
ثبوت نہ دے سکے جو قابلِ اعتقاد اور یقینی ہو حتیٰ کہ معصوم کی صحیح حدیث بھی نہ پیش کر سکے۔

مولوی دوست محمد قریشی کی استدلالی کمزوریاں

حضرات! اگرچہ مولوی دوست محمد قریشی [illegible] زور بھی بہت لگایا
ناز نخرے بھی بہت کیے، داؤ پیچ بھی کھیلے، تصنع تکلف بھی کیا۔ حتیٰ کہ دھوکہ و فریب دینے
کی کوشش بھی کی، غلط حوالے بھی دیئے، قطع و برید بھی کی، خیانت در نقل سے بھی باز نہ آئے
مگر مبلغ اعظم صاحب نے پھر بھی کچھ پیش نہ جانے دی۔ ہر ہر غلط حوالے پر گرفت
کر کے خیانتیں ظاہر کیں۔ کتاب مانگی تو دی، حوالہ پوچھا تو بتلایا۔ مولوی دوست محمد صاحب
نے اصول کافی پیش کرنے میں تو حد کر دی۔ تعریف کافی کی تو [illegible] آنحضرت حجت
علیہ السلام کا قول ہے منذ کافٍ لشیعتنا پڑھا مگر ضعیف روایت دوسری کتاب
کی پڑھ دی۔ اس گرفت میں مناظرہ تقریباً ختم ہی ہو گیا تھا۔ کیونکہ مبلغ اعظم نے
مان لیا تھا کہ اگر یہ قول امام جعفر الصادق علیہ السلام اصول کافی میں موجود ہے تو [illegible]

مناظرہ ختم۔ اس مطالبہ پر اتنا زور دار مواخذہ کیا کہ مبلغ اعظم منبر پر کھڑے ہو کر اعلان
کرنے لگے۔ کہ حضرات! اپنے مولوی سے کہو کہ حوالہ دکھلائے ہم شکست مان لیں گے
مگر کون دکھائے۔ قریشی صاحب نادم اور حیران و پشیمان [illegible] کھڑے
تھے اور ہستی دنیا ذرا تنگ تھی۔ حضرات! خدا شاہد ہے کہ مولوی دوست محمد کی غلط
حوالے دیکر شرمسار ہونیکی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔

مسئلہ بنات الرسول میں چند دلائل کا توازن

حضرات! تفصیل تو بعد میں آئے گی مگر مختصر نمونہ از خروارے
چند دلائل کا توازن ملاحظہ فرمایئے۔ مولوی دوست محمد قریشی مناظر اہل السنت نے اس
مسئلہ میں صرف ایک آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ
سورۃ الاحزاب سے پڑھی کہ اس میں لفظ بنات جمع ہے کم از کم تین بیٹیاں ثابت ہوتی ہیں اور
آخر تک اسی کی رٹ لگائی اور تکرار بے معنی کیا۔ اس کے مبلغ اعظم نے چند جوابات دیئے
اوّل یہ کہ یہ آیت سورۃ الاحزاب کی ہے اور یہ حکم حجاب ثانی کا ہے۔ اس وقت جناب
رقیہ اور جناب ام کلثوم کی حیات ثابت کرو، ورنہ مردوں سے خطاب کیسا اور حکم کیسا ہے
اس وقت یہ دونوں لڑکیاں زندہ ثابت کرو۔ مگر کون کرے۔ ورنہ ایک تو صیغہ واحد ہے
دو تثنیہ اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے۔ اس آیت کے وقت تین زندہ بیٹیوں کا وجود
ثابت کرو اور کسی اپنی تفسیر سے بحکم رسول پاک دکھلاؤ کہ اس آیت میں دو میری بیٹیاں
داخل اور شامل ہیں۔ بس قریشی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے۔ کیونکہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ
بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ کے مطابق استدلال ختم ہو گیا۔

دوم: مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جمع کو تعظیمی بھی ہو سکتا ہے جیسے
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پ ۱۴ النحل کہ چار صیغے جمع کے نازل
کرنے والا صرف ایک واحد حقیقی ہے جس کی وحدت میں کسی قسم کی کثرت داخل ہی نہیں ہو سکتی

سوم: یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ میں الرسل جمع ہے اور مخاطب
صرف ایک خاتم النبیین ہے۔ ورنہ مرزائیوں کی طرح صیغہ جمع سے استدلال کرکے

نبوت کی مہر بھی توڑ دو۔

چہارم :- اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ میں جمع بین الجمعین ہے۔ مباہلین بھی صیغۂ جمع سے استدلال کرکے چار بیٹیاں دکھلاؤ۔ اگر اس وقت مرگئی تھیں تو پھر استدلال کیسا۔ جناب زینب کی زندگی ثابت ہونے سے رقیہ اور ام کلثوم کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور دو صیغہ تثنیہ ہے جمع نہیں ہو سکتی استدلال جمع حقیقی سے ہو رہا ہے۔

پنجم :- لفظ بنات سے ہر وقت حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ اور جیساکہ ہٰؤلاء بناتی کہ یہ میری بیٹیاں ہیں سے حضرت لوطؑ کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی اس پر تفسیر دیکھو کہ یہ حقیقی بیٹیاں نہیں دیکھو ترجمہ اشرفیہ ص۲۰۰ حاشیہ ۷ بلکہ اُمت کی بیٹیوں کو حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیاں کہہ دیا کیونکہ نبی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔ اگر اُمت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں بنصِ قرآن ہو سکتی ہیں تو حضورؐ کی اپنی بالخصوص ربیبہ بیٹیاں اگر مجازاً داخل ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔

ششم :- اس میں سادات کی تمام بہو بیٹیاں مراداً اور داخل ہیں کیونکہ پردہ کا حکم قیامت تک ہے جیساکہ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم میں قیامت تک بیٹیاں ہونے والی داخل ہیں جناب مبلغ اعظم نے مولوی دوست محمد کے استدلال کو کچھ اس طرح توڑا کہ اس کو سرچھپانے کی پڑ گئی۔ کیونکہ آیت محکم نہ رہی، صحیح حدیث نہ مل سکی اور احتمالِ غیر آگیا لہٰذا استدلال ختم ہوگیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چار بیٹیاں یا ایک بیٹی اس کا اعتقاد اور ایمان سے تعلق ہے۔ لہٰذا یا آیت محکم پیش کرو یا حدیثِ متواتر یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے تواتر میں کسی قسم کا شک اور احتمال پیدا کرکے دکھلاؤ۔ ورنہ عوام کو دھوکہ نہ دو۔ بیٹی صرف ایک ہے جس کا ثبوت اتنا مضبوط اور متواتر ہے کہ اس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔

آیاتِ عشرہ بر وحدتِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد مبلغ اعظم نے دس آیات سے سیدہ فاطمہ کا توحد اور اکلوتی بیٹی

ہونا دکھلایا۔

اوّل :- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ پ۲۲۔ سورۃ احزاب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اس ایک بالغ مرد کا باپ نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا سبحان اللہ! لفظ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ایک مرد کے باپ نہ ہونے کی بھی نفی ہو گئی ایک بیٹی کے باپ ہونے کا اثبات بھی ہو گیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا اللہ رے بلاغتِ کتاب اللہ کہ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ایک بیٹی کا حقیقی باپ بھی ثابت کر دیا۔ لفظ رجال سے جناب طیب اور طاہر اور حضرت ابراہیم ابناء رسول اللہ کی ابنیت بھی ثابت رہ گئی۔ مبلغ اعظم نے اس آیت سے ہر چیز ثابت کر دی۔ ایک بیٹی کی وحدت لفظ احد سے، حضورؐ کے صغیر بچوں کی ولادت لفظ رجال سے، حسنین علیہما السلام اور آلِ محمدؐ کے اپنے فرزند ہونے کی ابنیت لفظ کم سے کہ تمہارے مردوں کا باپ نہیں، اپنے اہل بیت اولادِ آلِ محمد کے مردوں کا باپ ہے۔ لفظ اَحَد سے جناب سیدہ کی وحدت پر کیا استدلال کیا کہ دوست محمد قریشی کی لفظی بحث کہ ایک کا لفظ دکھلاؤ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

دوم :- آیت تطہیر کہ سوائے سیدہ کے کوئی بتول نہیں اور داخلِ تطہیر نہیں اور انبیاء کی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔ اصول کافی ص۴۵۸ جلد۱، ذخائر العقبیٰ ص۲۶، صواعق محرقہ ص۱۵۸ اور سیدہ پاک ہے۔

سوم :- آیت مباہلہ۔

چہارم :- آیت خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہرا کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں ملا ورنہ قریشی صاحب ثابت کریں باوجود سوال کے حضرت عثمان کو حضورؐ نے خمس نہ دیا۔ صحیح بخاری ص۴۴۳ جلد۱ اور حضرت علیؑ پورے خمس کے مالک اور متولی بنے رہے۔ بخاری شریف ص۴۳۶ جلد۲

پنجم :- آیت ایتاء ذالقربیٰ کہ حضورؐ نے حضرت سیدہ کو بلا کر فدک دیا۔ دیکھو تفسیر درِ منثور ص۱۷۷ جلد۴ اور ابن کثیر جلد۳ ص۳۶

ششم :- آیت نسب کہ روزِ قیامت سوائے فاطمہؑ کے کوئی نسب نہ رہے گا دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۲۵۵

ہفتم :- آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ یَا فَاطِمَۃُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ۔
بخاری شریف جلد دوم صلاۃ

ہشتم :- آیت صہرًا نسبًا وَّصِہْرًا کہ سیدہ کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی اور پڑھی گئی۔
نہم :- آیت مودت جس میں صرف سیدہ ہی مع آپ کی اولاد اور شوہر کے شامل ہے۔
دہم :- آیت نور۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سوائے سیدہ فاطمہؑ کے اس پورے گھر میں کوئی نوری بیٹی ثابت نہ ہوئی۔ مبلغ اعظم نے سیدہ کی نوری پیدائش کو اس آیت کے تحت شیعہ و سنی کتب اصول کافی ۔۔۔۔ سے پڑھا

مسئلہ بنات نبی

حدیث شریف سے استدلال کا حال

اس مسئلہ میں حدیث صحیح متواترہ قطعیہ کی شرط تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ اعمال سے لیکن خدا شاہد ہے اور چشم دید مشاہدہ ہے۔ عین مناظرہ میں کانوں سنی شہادت ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب قریشی صحاح ستہ اور کتب اربعہ تو کجا دیگر کتب سے بھی بقول رسول پاکؐ یا امام معصوم کوئی ایک حدیث صحیح بھی نہ پڑھ سکا۔ حدیث صحیح بسند صحیح قول صحیح روایت کا بہت مطالبہ ہوا، بار بار ہوا، آخر تک ہوا مگر قریشی صاحب کہاں سے لائیں۔ موجود ہی نہیں۔ قریشی صاحب نے شرائط نامہ کی ذرا بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب و یابس خشک و تر روایات پیش کرنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے۔ خطابت کا رنگ پیدا کر کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش بھی کی مگر ٹھوس استدلال کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ آخر بہت کچھ اشارے کنائے سے رہا یا پبلک کو ہاں میں ہاں ملانے کے لئے بہت دعوت دی مگر کمزور دعویٰ استدلال کا پبلک کیا علاج کرے۔ قریشی صاحب کا ایک پرانے گھاگ مشہور عالم کثرت معلومات کے مالک حاضر جواب مناظر سے پالا پڑ گیا تھا جو نہ خیانت کرنے دیتا تھا، نہ غلط حوالہ چلنے دیتا تھا، نہ اصول مناظرہ سے باہر جانے دیتا تھا

نہ روایت میں قطع و برید سے کام لینے دیتا تھا۔ موقعہ پر پکڑ کر ہر جھوٹ کا انکشاف کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب جس عبارت کو چھوڑتے یا چھپاتے فوراً پڑھ دیتا تھا۔ قرآن کو قرآن، حدیث کو حدیث اور قول معصوم کو قول معصوم ثابت کر کے غیر معصوم کے ضعیف اور غلط اقوال کو فوراً رد کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب بیچارے کیا کرتے آخر تک وہی حاجبیہ القلوب سے بار بار روایت پڑھی مگر اس کا راوی مسعدہ بن صدقہ رجال مامقانی صلاا جلد ۳ سے سنی ثابت ہوا۔ اور عبارت موقعہ پڑھی گئی تو قریشی صاحب اس کا شیعہ ہونا نہ دکھلا سکے اور نہ صحیح روایت پڑھ سکے اور غیر صحیح اور ضعیف کو مانے کون۔ سنی بزرگوں کے ان خود ساختہ افسانوں پر ایمان کون لائے۔

مبلغ اعظم نے ان لڑکیوں کا ربیبہ ہونا کتب اہل السنت یعنی سیرت ابن ہشام جلد چہارم صلاا، تفسیر نیشاپوری جلد پنجم صلاا، تفسیر کبیر جلد ہشتم صلاا وغیرہ سے پیش کر کے مولوی دوست محمد کے جذباتی بیانوں کو ختم کر دیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ مولانا آپ ان علمائے اہل السنت پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں جنہوں نے ان بیٹیوں کا باپ غیر کو لکھ دیا ہے کہ ربیبہ تھیں۔

اس کے بعد جب ان لڑکیوں کی شادیاں کفار سے کتب اہل سنت سے دکھلائی گئیں اور ابو العاص کا جنگ احد تک ایمان نہ لانا اور عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب جیسے کفار سے نکاح ہونا اور مدارج النبوۃ اور کتاب الاسماء والکنی للدولابی صلاا جلد ۱ سے حضرت عثمان کا بھی نکاح جناب رقیہ کے بعد ایمان لانا اور البدایہ والنہایہ جلد صلاا ۱۹۸ سے حضرت عثمان کا بلکہ نکاح ایمان لانا ثابت ہوا تو سنی پبلک حیران ہو گئی۔ اصل حد تو اس وقت ہوئی جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف جلد اول صلاا اور مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز سے یہ دکھلا دیا کہ حضورؐ نے حضرت عثمان کو جنازۂ رقیہ سے روک دیا تھا۔ حضورؐ نے داماد کو بیوی کی قبر اور جنازہ سے بھی روکا جا رہا ہے۔ الغرض قریشی صاحب بیچارے کیا نہ قرآن سے ثابت کر سکے نہ حدیث سے نہ کسی امام معصوم کے قول صحیح سے۔ مبلغ اعظم نے بانجمار متواترہ صحیحہ جناب سیدہ کی وحدت ثابت کر کے جب بخاری شریف صلاا ۵۳۲ جلد ۱ سے جناب سیدہ پاک کا حق پڑھا، غضب ناک ہونا، والپس آنا، تا وفات غضب ناک رہنا کے وفات پا جانا پڑھا اور تین بیٹیوں کا مناظرہ کرنے والو! تمہارے دو بازوؤں سے جو رسول اللہ کی

ایک بیٹی معصومہ بتول بضعۃ الرسول جیسی بیٹی خالی چلی گئی۔ بیٹیوں کا مناظرہ کس برتے پر کرتے رہتے ہو۔ جب سیدہؑ کے حق پر مبلغ اعظم نے قرآن و حدیث پڑھی اور حنانی آنا ذکر کیا۔ دردناک منظر کھینچا سر پر قرآن اٹھا کر کہا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خاتون آگئی غضبناک ہو کے آگئی غضبناک ہی مرگئی، کلام ترک کر گئی بائیکاٹ اور مہاجرت کر کے مرگئی تو جو سنی سید مولوی دوست محمد کے ارد گرد بیٹھے تھے غیرت قومی سے سر جھکا گئے آبدیدہ ہو گئے۔ اب قریشی پریشان تھا کہ کیا کروں۔ نہ صحیح حدیث ملتی ہے نہ آیت صادقہ آتی ہے نہ مبلغ اعظم کے زور بیان اور کثرت معلومات کے سامنے کوئی پیش جاتی ہے نہ کوئی بات چھپائی جاتی ہے اور صرف ڈھٹائی کام نہیں آتی کیا کروں، صرف منہ سے ڈاڑھی چبانے پر زور تھا۔

حضرات! یہ منظر پورے مناظرہ میں قابل دید رہا کہ جب مبلغ اعظم شیر کی طرح گرجے اور دریا کی روانی سے قرآن و حدیث پڑھتے مونچھوں پر ہاتھ دے تاؤ دیتے تو مولوی دوست محمد صاحب اپنی ڈاڑھی چبانا شروع کر دیتے۔ مبلغ اعظم کی مونچھوں کا تاؤ، مولوی دوست محمد کا ڈاڑھی چبانا ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ مناظرہ مولوی دوست محمد کا آخری مناظرہ ہوگا امید ہے آئندہ اس شکست کے بعد مبلغ اعظم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ مولوی دوست محمد صاحب دوسرے دن کے مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے کہ شاید گئی ہوئی عزت ہاتھ آجائے۔ ورنہ یہ کہا تھا کہ جب تک مناظرہ بنات الرسولؐ کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی دوسری بات نہ شروع ہو گی لیکن اب مجبور تھا۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل موجود نہ تھے۔ پبلک دل شکستہ تھی، عزت علمی رہ نہ گئی تھی۔ شیعہ لوگ نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے فضائل گنتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے تمام مقام یاد کرتے جا رہے تھے۔ حد یہ ہو گئی کہ مولوی دوست محمد کو روایت اور آیت تو کجا صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت اور بخاری شریف کے باب مناقب قرابۃ النبیؐ میں ان لڑکیوں کا نام تک نہ ملا۔ جب فاطمہ بضعۃ منی پر بحث ہوئی تو دوسری کسی لڑکی کے متعلق لفظ بضعہ اور ٹکڑا نہ دکھلا سکا۔

مبلغ اعظم نے جب لفظ بضعہ سے حقیقی بیٹی ہونے پر استدلال کیا تو تمام شبہات دور ہو گئے بلکہ بہت سے سنی لوگ شیعہ ہو گئے۔ اب شیعہ پُرجوش اور سنی خاموش تھے۔ مبلغ اعظم نے دوسرے دن کے مناظرہ کا اعلان کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مناظرہ ضرور ہوگا۔ اگر

دیوان صاحبان نے اجازت نہ دی تو کسی اور جگہ ہو جائے گا لیکن قریشی کو بھاگنے نہ دوں گا۔ کل انشاء اللہ خلافت کے مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے ان کے بزرگوں کی خلافت کو غلط ثابت نہ کر دوں تو مناظر نہ کہنا اور بارہ خلیفے اور بارہ امام قرآن شریف سے ثابت کر کے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر خلافت کی دستار بندی بدست رسالتمآبؐ نہ دکھلا دوں تو شیعہ نہ کہنا۔ اس وقت قریشی صاحب کے چہرہ کی مرجھاہٹ، پیشانی کے شکن، آنکھوں کا جھکاؤ بلکہ چہرہ اُترا قابل دید تھا، دنیا حیران تھی کہ اس مسئلہ پر یہ حال تھا تو کل خلافت پر کیا بنے گا۔

الغرض اس پر یہ مناظرہ ختم ہوا اور دنیا کل کے انتظار میں بکھر گئی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ سچ ہے۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ والحق مع علیؑ۔

دُوسرے دن

مناظرہ بر مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ

دوسرے دن مبلغ اعظم صاحب قریشی صاحب سے پہلے تشریف لا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ بعد میں قریشی صاحب تشریف لائے مگر وہ کل کا جوش و خروش کہاں، زور اور شان کہاں، چہرے کی روشنی اور زینت کہاں۔ میدان مناظرہ میں تشریف لاتے وقت چہرہ اداس تھا۔ کیونکہ من مانا مایہ ناز اور اصل مسائل کا مورچہ فتح ہو چکا تھا اس کی شکست کی خفت مع موضوع کی دہشت قریشی صاحب کو کھائے جا رہی تھی۔ وقت ہو گیا مناظرہ شروع ہوا قریشی صاحب نے خطبہ کے بعد آیہ استخلاف کو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھا۔ کیونکہ حفظ یاد نہ تھی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ الخ کو پڑھ کر اپنے خلفاء کو وعدۂ خداوندی کا مصداق اور موعود ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرات! وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا جن سے وعدہ تھا وہ خلیفے ہو گئے۔ اگر وہ خلیفے نہ ہوتے تو حضورؐ کے منبر پر کیسے بیٹھتے حکومت پر کیسے قابض ہو جاتے۔ ان کا منبر پر بیٹھ جانے قابض ہو جانے غالب ہونے کو آخر تک دلیل خلافت بنایا۔ مبلغ اعظم نے اس آیۂ استخلاف کو اس روانی اور ادائیگی قرأت اور خوش الحانی سے پڑھا کہ اپنے بیگانے

جھوم گئے۔ آپ نے آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ کو پڑھ کر فرمایا کہ حضرات! یہ موعود من اللہ خلیفوں کا ذکر ہے جن کا ایمان مشاہدہ اور شہود فوائی تک پہنچا ہوگا۔ اعمالِ صالحہ کی حد عصمت تک ہوگی۔ کیونکہ الصّٰلحٰت جمع معرّف باللام ہے جو فائدہ استغراق دیتی ہے یعنی کل اعمال ہوں گے اور وہ سوائے معصوم کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے۔ یہ مومن ہیں جن کے ایمان اور اعمال اور خلافت کا خالق نے خود دوسری جگہ اعلان فرمایا إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ (پ۶۔ سورۃ المائدہ) کہ تمہارے ولی مرد تین ہیں اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ تو ایمان، عمل اور ولایت ثابت ہوگئی۔ صرف مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کو یاد کرو۔ رکوع کی حالت میں حضرت علیؑ نے فقیر کو انگوٹھی دے دی۔

حضرات! اس کے بعد آیۂ استخلاف سے مبلغ اعظم نے ائمہ اطہار کے تین وعدے ثابت کئے۔

اوّل: ان کی خلافت کا اعلان مثل خلافتِ ہارون، آدم، داؤد اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام۔

دوم: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سے آئمہ طاہرین کے مذہب شیعہ کو مذہب حقہ صادق اور مرتضےٰ اور مضبوط ثابت کر دیا کہ سوائے مذہب شیعہ کے اصول اور فروع کسی مذہب کے مضبوط اور ثابت نہ ہوں گے۔ اس مذہب کے ہر مسئلہ کی دلیل مضبوط اور متمکن ہوگی، ٹوٹ نہ سکے گی۔ دِيْنَهُمْ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ دین کے مالک ہیں، امام ہیں، معصوم ہیں، دینی خلیفے ہیں۔ دنیاوی اور سیاسی نہیں۔

الَّذِي ارْتَضٰى کا جملہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ آئمہ طاہرین کا دین اور مذہب ہے۔ کیونکہ وہ مرضاۃ اللہ

کے مالک ہیں۔ راضیۃً مرضیۃً ان کی شان ہے۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ ان کے محب و محبوب ہونے کی سند ہے۔ تیسرا وعدہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کا ہے کہ ان کا خوف اور تقیہ ہمیشہ نہ رہے گا۔ بلکہ آخری خلیفۃ اللہ المہدی الہادی کے دورِ ظاہری میں جہاد بالسیف سے خوف امن میں بدل جائے گا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ کا معنی اور مترادف ہے کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کہ شرک بڑا ظلم ہے جن سے شرک سرزد ہوا۔ اور اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ أَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ (درِ منثور صفحہ ۲۶، ادب المفرد صفحہ) کے مصداق ہیں عہدۂ امامت اور خلافت نہیں پا سکتے لہٰذا ثلاثہ صاحبان کا دامن جب تک شرک سے دائمی طور پر یعنی ماضی، حال، استقبال تینوں میں پاک ثابت نہ ہو خلافت اور امامت کہاں۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ سے مبلغ اعظم نے ثابت کر دیا کہ امامت اور خلافت اصولِ دین میں داخل ہے ورنہ کفر کیسا۔ اور مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کا معنی کیا اور فرمایا هُمُ الْفَاسِقُوْنَ سے وہی فاسق مراد ہیں جو الْفَاسِقُوْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ کہ جو اللہ کا عہد اور اعلان کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس میں وصل کا حکم ہے اس میں فصل پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خلیفہ بلا فصل میں فصل پیدا کرتے ہیں اور ما امر اللہ کے مامور من اللہ کو اجماعی اور سیاسی خلیفہ بناتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! یہ آیۂ استخلاف موعود من اللہ خلفاء کی شان میں ہے۔ مثل آدم، داؤد، ہارون کے خلفاء کی آیت ہے۔ دین مرتضےٰ کے مالک خلفاء کی آیت ہے۔ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کے مصداق مظلوم خلفاء کی آیت ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کے مطابق اپنے منکروں اور باغیوں کی آیت نہیں۔ سیاسی، باغی، طاغی افراد کی آیت نہیں۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۱۹، ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۰ سے یہ حدیث پڑھی لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا مَنِيْعًا إِلٰى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً کو ملا کر دیکھو یہ بارہ کس دین کے خلیفے ہیں۔ دینِ مرتضےٰ کس کا دین ہے

قریش کی نُعلٰے اور مصطفٰے شاخ بنی ہاشم ہے یا کوئی اور، تمام بنی ہاشم نے مصطفٰے بنی فاطمہ میں یا کوئی اور۔ فرمایا ہمارے مولا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، محمد باقرؑ، جعفر الصادقؑ، موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی نقیؑ، حسن عسکریؑ، امام مہدی صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ کر دین کا مجسم مجموعہ دکھلایئے، دین کا عالم دکھلایئے، خدا کا محبوب اور مرتضٰے دکھلایئے، خاندان محمد سے دکھلایئے اپنے بارہ خلفاء اور آئمہ کی تعداد اپنے مذہب میں دکھلایئے۔ یا ترمذی حاشیہ ۵۵ ج ۲ میں جو آپ کے بارہ خلفاء یزید، ولید مروان کی گردان لکھی ہے ان میں دِیۡنَهُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی اور لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ عَزِيزًا مَنِيعًا کی شان دکھلایئے۔ آپ نے حدیث ثقلین سے قرآن اور اہل بیت کو پڑھا اور جامع الصغیر سیوطی ص ۱۰۳ ج ۱ سے قرآن اور اہل بیت کا "خلیفتین" ہونا پڑھا۔ حضرت علیؑ کی نسبت مَنۡ كُنۡتُ مَوۡلَاهُ۔ اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَةِ هَارُوۡنَ مِنۡ مُوۡسٰی اور اَنۡتَ خَلِيۡفَتِیۡ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤۡمِنٍ مِنۡ بَعۡدِیۡ پڑھا اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد دہم ص ۲۳۳ سے باب العمائم سے غدیر خم میں علیؑ کے سر پر دستار بندی پڑھی۔ حضرت حجتؑ کی بارہویں خلافت ظاہری دکھلائی۔ تیس سال کی خلافت سے مراد خلافت بلافصل حضرت علیؑ کی ثابت کی۔ کیونکہ علیؑ رسالت مآبؐ کے بعد تیس سال زندہ رہے جو آپ کے خلیفہ بلافصل تھے۔ اور صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۲۱ سے بقول حضرت عمر لَمۡ يَسۡتَخۡلِفۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ سے اصحاب ثلاثہ کا عدم استخلاف یعنی بنص خدا اور رسولؐ خلیفہ نہ ہونا ثابت کر دیا کہ یہ رسول اللہ کے ساختہ پرداختہ خلفاء نہیں ہیں۔ چنانچہ مولوی دوست محمد نے پورے ڈیڑھ بجے صاف اقرار کر لیا کہ ہم یہ کب دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہے۔ چنانچہ سنی پبلک کے چہرے فق ہو گئے کہ یا اللہ! یہ کیا کہا کہ اللہ و رسولؐ کے بنائے ہوئے خلیفے نہیں پھر آیت کیسی اور حدیث کیسی۔ مولوی دوست محمد نے اپنی پبلک کی مجبوری پر کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب اللہ و رسولؐ نے ان کو بنایا نہیں۔ قرآن اور حدیث میں ان کی خلافت کا اعلان آیا نہیں۔ اور لَمۡ يَسۡتَخۡلِفۡ حضرت عمر کا خود اقرار ہے اور حضرت خلیفہ ثانی کو یہ حسرت رہ گئی کہ کاش حضورؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپ کے بعد خلیفہ

مناظرہ بستی مبارک شاہ ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں جب شرائط نامہ تحریر ہونے لگا تو اسی مولوی دوست محمد قریشی کی جھنگ میں

کون ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اللہ رے شانِ خلافت مدعی سست گواہ چست۔ خود خلفاء کو تو اپنی خلافت کا علم نہیں اور مولوی دوست محمد صاحب ان کے اثبات میں زور لگا رہے ہیں۔ جب اجماع شوریٰ پر بات آئی تو مبلغ اعظم نے ہر سہ خلفاء کی خلافت پر حضرت علی علیہ السلام کی عدم رضامندی ثابت کر دی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۰۹ سے خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ دکھلا دیا کہ حضرت علیؑ بوقت سقیفہ خلافت اوّل سے مخالف ہو گئے اور بیعت نہ کی۔ لَمۡ يُبَايِعۡ تِلۡكَ الۡاَشۡهُرَ کہ فاطمہؑ کی حیاتی میں بیعت نہ کی اور بعد میں حضرت خلیفہ اوّل کو بلا کر اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور ناراضگی کی وجہ بتلا کر ترک موالات سے روکا اور خلافت ثانیہ پر شرح عقائد نسفی سے تعریض دکھلا دی اور خلافت ثالث میں مخالفت اور ناراضگی اور لَاَجۡعَلَنَّ عَلٰی اَعۡنَاقِكَ سَبِيۡلًا تک کی نوبت ثابت کر دی کہ حضرت علیؑ ان سے ناراض ہو گئے حتیٰ کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے ان کو قتل کی دھمکی دی۔ جب غضب سیدہ اور العراق باپ فاطمہؑ کی نوبت آئی تو سید سنی سرنگوں ہو گئے۔ اپنے مریدوں کی مجبوری سے گھبرا گئے آخر کار حضرت علی علیہ السلام کو ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے قریشی صاحب نے استدلال کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔

اوّل تو حضرت علیؑ کا بہ نیت اقتداء ان کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہی نہ کر سکے بلکہ صَلّٰی لِنَفۡسِهٖ بحار الانوار جلد ہشتم سے دکھلایا گیا کہ آپ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

دوم۔ احتجاج طبرسی کی روایت سلام پڑھنے میں خیانت کی جو موقعہ پر پکڑی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی سازش کا حصہ چھوڑ دیا اور اگلی پڑھی لیکن جب پوری روایت سامنے آئی تو شکر شیر کہنے والوں کی ہوا اُڑ گئی۔

سوم۔ جب مشکوٰۃ ص ۱۰۰ سے نماز خَلۡفَ كُلِّ مُسۡلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوۡ فَاجِرًا اِنۡ عَمِلَ الۡكَبَائِرَ کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو سکتی ہے مگر خلافت کیلئے تمام اعمال صالحہ کی شرط ہے اور فروع کا لحاظ ہے حضرت علیؑ کا اپنی نماز خود پڑھنا بلکہ بسا اوقات ظالم پیدا ہونے کے موقعہ پر دہرا لینا اور ان کے اماموں کا بمنزلہ دیوار کے ساتھ کھڑا ہونا دکھلایا گیا تو مولوی دوست محمد قریشی کی اس جذباتی دلیل کا حال بہت پتلا ہو گیا جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف سے قاتلانِ عثمان کے پیچھے حسب اجازت عثمان صحابہ

کا نماز پڑھنا دکھلا دیا۔ حسنین علیہما السلام کی نماز مروان جیسے فاسق کے پیچھے خود اہل السنت کی کتاب بیہقی صـ۱۲۳ جلد سوم سے دکھلا دی۔ الغرض مولوی دوست محمد صاحب نہ خلافت ثابت کر سکے نہ چار بیٹیاں۔ بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے جو ابھی تک مذہب حقہ پہ قائم ہیں اور تنظیمی ملاؤں کی شکست کا یقین ثبوت ہیں۔

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جو خیبر کی فتح کے بعد علیؑ کی فتح کا اقرار نہیں کر سکے اور ثلاثہ کے فرار کا اظہار نہیں کر سکے۔ مگر خدا اپنے دین کی فتح کیسے چھپنے دیتا۔ سچ ہے ؎

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

مناظرہ میں چند چشم دید گواہوں کے نام

جناب ظفر علیخان صاحب رئیسِ اعظم جہان پور ضلع ملتان۔ فیض علیخان صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور، فرزندان خان اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ مرید عباس صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ علی نواز صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ جناب سید منظور علی صاحب شمسی جہان پور۔ نور محمد صاحب خاکی۔ سید حسین شاہ صاحب و دیوان سید منظور بخش صاحب بانیانِ مناظرہ۔ جناب صفدر علی صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور پسر خورد جناب اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ سید اصغر علیشاہ صاحب جہان پور۔ قادر بخش صاحب منظور حسین صاحب۔ غلام رسول صاحب۔ منشی غلام حیدر و جناب غلام حیدر صاحب لنگاہ۔

(ناشر)

ناصر حسین ناصر معین مناظرہ درسِ آلِ محمدؐ لال پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آئینہ شکستِ تونسوی

در

مسئلہ بناتِ نبیؐ

بمقام وجھی متصل میانی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات مومنین! ہم اس سے قبل شکست تونسوی و اچھروی و میانوی و بھیروی و دیوبندی و بریلوی ایک اشتہار میں بمقام وچھی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا واضح کر چکے ہیں کہ دیوبندی و بریلوی عبدالستار تونسوی، محمد عمر اچھروی، مفتی محمد رفیق میانوی، کرم حسین شاہ بھیروی اور افتخار بگوی یہ سب مل کر بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کی صداقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر باوجود اپنے اشتہار میں شائع کرنے کے موقعہ پر بحث کرنے سے صاف انکار کر گئے۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا طیبہ طاہرہ بنت رسولؐ کی وحدت، فضیلت، عصمت و طہارت کے مقابلہ میں نصوص صحیحہ متواترہ قطعیہ چار بیٹیاں حقیقی ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ مجمع بیشمار تھا، اہل السنت کی کثرت تھی، بڑا عام تھا۔ لہٰذا شور و غوغا تو بہت کیا لیکن علمی مقابلہ نہ کر سکے۔ اصولی مناظرہ کی تاب نہ تھی حضورؐ کی حقیقی چار بیٹیاں کسی آیت محکم اور حدیث صحیح متواتر سے ثابت نہ کر سکے اور ضعیف روایات پر خود قائم نہ رہ سکے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کے قریب آخر وقت تک نہ آئے اور لوگ ان کمزوریوں کو بھانپ کر شیعہ ہو گئے۔ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈہ جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کیا تھا چار دن میں ہباءً منثورہ ہو کر رہ گیا۔ لہٰذا اب ہم اس کتاب میں حسب وعدہ شکست تونسوی در مسئلہ بنات نبیؐ کی مختصر روئیداد شائع کرتے ہیں۔ تاکہ پڑھے لکھے حضرات دلائل کے قوت اور ضعف، صحیح اور غلط، صدق و کذب، حق اور باطل کا خود اندازہ لگا لیں۔ کیونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ صداقت کا وہ قلعہ و حصار ہے جس کو باطل کے بیشمار حملے اور زلزلے بھی نہ ہلا سکیں گے۔

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب تونسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کا تکرار و اعادہ کیا۔ دیگر نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت میدانِ مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت و ہمت ہوئی۔ روایت اوّل حیات القلوب جلد دوم ص۷۱۸ سے پیش کی کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت

صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی اولاد حضرت خدیجہؑ سے طاہر و قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم، رقیہ و زینب متولد ہوئے۔ اس کا جواب اسی وقت دے دیا گیا کہ حضور! یہ روایت سنّیوں کی ہے شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی سند یہ ہے:

روی الحمیری فی قرب الاسناد عن ھارون بن مسلم عن مسعدۃ بن صدقۃ عن جعفر عن ابیہ علیھما السلام۔

اس سند میں ایک راوی "حمیری" شارب الخمر ہے۔ اسی وقت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اوّل ص۱۲۲ سے دکھلا دیا گیا کہ "انہ کان یشرب الخمر" یعنی وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور مزید بتایا یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے منکروں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو اور انہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو۔ اور دوسرا راوی اس ضعیف روایت میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنّی تبری ہے۔ چنانچہ رجال مامقانی جلد ۳ ص۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے جا کر رکھ دی گئی۔ کہ مسعدۃ بن صدقۃ عامی بتری۔ یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے۔ روایت سنّیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مگر ہمت کہاں؟ بہت دیر تک پریشان رہے اور تلاش بسیار کرنے کے بعد شور مچایا کہ لو صحیح دکھلاتا ہوں۔ میں عبدالستار ہوں اسماعیل! تو مجھے جانتا نہیں میں عبدالستار ہوں؟ لو صحیح لو سنّی ہمارے چہرے کھل اٹھے اور افتخار بگوی صاحب تو فرطِ مسرت سے رقص فرمانے لگے کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کو چار بیٹیوں کی صحیح روایت مل گئی۔ مگر وہ آنا و بال جان بن گئی۔ چنانچہ تونسوی صاحب نے حیات القلوب جلد دوم ص۷۱۸ سے پڑھا کہ ابن ادریس بسند صحیح از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کردہ است کہ رسولؐ دختر بدو منافقان داد۔ یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریمؐ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں، ایک کا نام ابو العاص اور دوسرے کا نام تقیہً ترک کر دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ عبدالستار کے طوطے اڑ گئے کہ وعدہ چار بیٹیاں دکھلانے کا تھا نہ کہ دو منافق دکھلانے کا۔ بس اب پریشان تھا کہ اگر روایت صحیح کہوں تو اپنے ہی منہ سے اپنے بزرگ کو منافق ماننا پڑتا ہے اور اگر منافق مان لوں تو بحث کیسی؟ جھگڑا کس بات کا؟ قصہ ختم شیعہ کا مذہب ثابت جیسے مبلغ اعظم نے کہا

حضور! اوّل تو ابن ادریس خود ہی صحیح نہیں، دوم اس روایت میں لفظ چار دکھلایئے۔ پھر حقیقی بیٹیاں دکھلایئے اور پھر تیسرا منافق تسلیم کیجئے۔ ورنہ یہ روایت نہ پیش کیجئے۔ لوگوں میں شور پڑ گیا کہ عبدالستار منافق کی روایت پیش کر رہا ہے۔ نامراد آتا خود اپنے بزرگوں کو منافق ثابت کر رہا ہے۔ اے افسوس! اس کو منافق کے بغیر کوئی روایت نہ مل سکی۔ تونسوی الفاظ کے چکر میں اسے چھپا تو رہا تھا۔ مگر مبلغِ اعظم نے کتاب منگوا کر صفحہ نکال کر لفظ منافق تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس کو کہو لفظ چار دکھلائے جس کے لئے پیش کر رہا ہے یا اس کو منافق تسلیم کرے۔ بس پھر کیا تھا سمجھدار سنّی کہنے لگے ہزار دفعہ کہا کہ شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کیا کرو۔ ورنہ جو چار سادہ رہ گئے ہیں وہ بھی شیعہ ہو جائیں گے۔ میانی کے مفتی محمد رفیق، بھیرہ کے پیر کرم شاہ اور بگوی سب حیران کھڑے تھے کہ کیا کریں اور روایت ملتی نہیں، اس میں لفظ منافق ہے۔ اس کو صحیح مانیں تو مذہب اہل السنت ختم، شیعہ ثابت۔

حضرات! سب سے بڑی یہ روایت تھی جس پر ناز، اعتماد اور شور تھا۔ اب ذرا مذہب اہل السنت کے دلائل اور تونسوی کے ذخیرۂ استدلال کا خود ہی اندازہ لگایئے ہزار دفعہ واضح کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ محکم ہے، مضبوط ہے، ثابت ہے مربوط ہے۔ اس کا علمی و استدلالی مقابلہ مشکل ہے۔ بعض سنّی علماء اور مولوی صاحبان اپنے تاثرات کا یوں اظہار کر رہے تھے کہ تو یہ چار بیٹیوں کا موضوع عبدالستار کا مایۂ ناز موضوع ہے مگر اس میں بھی یہ حال ہے۔ جھوٹ اور شے ہے اور صداقت و حقیقت چیزے دیگر۔ اس روایت کو اسی نے اپنے اشتہار میں چھپا گئے ہیں کہ چار بیٹیوں کی بجائے لکھے دو منافق لکھے ہوئے ہیں۔ شیعہ سنّی حضرات کو چاہیئے کہ وہ عبدالستار کو پکڑ کر پوچھیں کہ یہی روایت پیش کی تھی جس میں دو منافق لکھے ہیں، تم اب منافق بھی مان گئے۔

روایت سوم

تونسوی صاحب نے بڑے طمطراق شور و غوغا سے کہا، چلو بھی اس کو چھوڑو۔ میں کتاب نہج البلاغۃ شیعوں کے قرآن سے اور مولا علیؑ کے متواتر کلام سے چار بیٹیاں ثابت

کرتا ہوں۔ اسماعیل! تو مجھے نہیں جانتا؟ میں عبدالستار ہوں [illegible] آیئے۔ یہ کہہ کر کتاب نہج البلاغۃ جلد دوم [illegible] مَا اَعْلَمُ [illegible] پڑھا کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ تو نے حضرت رسالت مآب کی دامادی سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ پایا ہے جو ان دونوں یعنی ابوبکر و عمر نے نہیں پایا [illegible] کر شور مچایا کہ دیکھو چار بیٹیاں ثابت ہو گئیں۔

مبلغِ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! یہ کتاب نہج البلاغۃ کلام حضرت امیر علیہ السلام ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے۔ نہج البلاغۃ اس کا نام ہے [illegible] آپ کے بزرگوں کو ذرا [illegible] کر فصاحت و بلاغت کس شے کا نام ہے [illegible] چار بیٹیاں کہاں [illegible] حضرت کی اولاد کہاں۔ اس میں تو لفظ "صہر" ہے [illegible] تو دامادی میں سے بھی تھوڑی سی نسبت پائی ہے جو شیخین نے [illegible] جس کے معنی بعض کے ہیں۔ اگر پورا داماد ہوتا تو لفظ "من" [illegible] تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔ بیٹیاں ربیبہ، نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں ویسا داماد۔ نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا [illegible]

مبلغِ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب! لفظ "من" کے بغیر حضرت عثمان کے لئے لفظ "صہر" دکھلایئے تاکہ پورا داماد ثابت ہو [illegible] حضرت علی علیہ السلام کے لئے تمہاری مستند کتابوں سے دکھاتا ہوں [illegible] جلد اوّل [illegible] بغلت [illegible] رسول اللہ [illegible] فرزندان حضرت [illegible] حضرت علی علیہ السلام کو کہا کہ تو نے رسول اللہ کی دامادی کا پورا [illegible]

مبلغِ اعظم نے فرمایا حضور [illegible] لفظ "صہر" دکھلایئے [illegible] رسول اللہ [illegible] لقد نلت من صہرہ [illegible] جو بلاغت [illegible] کیوں؟ سچ ہے کہ ملاں تونسوی اور [illegible] لفظ "من" [illegible] رمز دکھلا نہ سکا۔ لہٰذا استدلال باطل [illegible]

إِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ فَبَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ۔ کہ جب احتمال اور شک آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور! حضرت علی علیہ السلام کے لئے قرآن مجید تک لفظ صِهْرًا آیا ہے مگر اس میں رحم نہیں آیا۔ چنانچہ هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔ پ۱۹ سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو پورا سسر فرمایا۔ یہ خطبہ جناب رسالتمآبؐ نے صرف نکاح حضرت علی علیہ السلام میں پڑھا۔ دیکھو اپنی کتابیں ۱۔ مدارج النبوۃ۔ جلد ۲ صفحہ ۵۵ ، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر ذخائر العقبیٰ صفحہ ۳۰ مطبوعہ مصر۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جیسا رشتہ نسب اور صہر حضرت علیؑ کو حاصل ہے ذلیا عثمان کو نہیں۔ ہاں حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے قریب تر ہے (خواہ حضرت علیؑ کی نسبت بعید تر ہے۔ کیونکہ حضرت علیؑ اور رسول خدا بنی ہاشم سے حقیقی چچا زاد ہیں اور حضرت عثمان بنی امیہ سے ہے جو دو واسطہ بعید ہے۔ حضرت علیؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے داماد ہے جو حقیقی بیٹی ہے۔ حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازی ہے داماد بھی مجازی۔

تونسوی کے سوالات اور

مبلغ اعظم کے جوابات

تونسوی صاحب نے شور مچایا کہ مولوی اسماعیل! ان لڑکیوں کا باپ بتلایئے؟

مبلغ اعظم نے فوراً اہل السنت کی مستند کتاب سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ مصر سے دکھلایا: فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي هَالَةَ کہ جناب زینب کے باپ کا نام ابو ہالہ تھا اور دوسری لڑکیوں کے باپ کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا۔ تونسوی صاحب نے کتاب منگوا کر خود دیکھی پڑھی اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ کتاب واپس، جواب ندارد، حجت تمام ہوئی۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فوراً تفسیر کبیر اور قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا کہ وہ

لڑکیاں یتیم تھیں اور حضورؐ کے خانۂ اقدس میں ان کی پرورش ہوئی۔ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (پ۳۰ سورۃ والضحیٰ) کہ اے میرے محبوب یتیم کو نہ جھڑکنا [illegible] تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ مصر میں یہ عبارت پڑھی۔ وَرُوِيَ أَنَّهَا نَزَلَتْ حِينَ صَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ وَلَدِ خَدِيجَةَ کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑکی) اس وقت نازل ہوئی جب جناب رسالتمآبؐ نے جناب خدیجہؓ کے بچے پر [illegible] تو آواز آئی اے میرے حبیب! ان یتیموں کو نہ جھڑکو۔

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ جناب تونسوی صاحب! فرمایئے۔ جناب خدیجہؓ کے وہ کون سے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے (یتیم تو وہ بچہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ اگر حضورؐ ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ اگر یتیم تھے تو حضورؐ ان کے باپ کیسے؟ تونسوی صاحب نے یہ کتاب منگوا کر دیکھی، صحیح، خاموش۔ بہرحال باپ کا نام مل گیا، یتیم ثابت ہو گئیں، ہمارے دعویٰ میں احتمال آ گیا استدلال باطل ہو گیا۔ کیونکہ چار بیٹیوں کے مدعی اہل السنت ہیں۔ دعویٰ کرنا بلا تحقیق و تعارض ثابت کرنا ان کا فرض ہے۔ شیعہ تو جناب سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہراؑ کو حقیقی بیٹی مانتے ہیں جس میں نہ شک ہے نہ شبہ نہ احتمال نہ اعتراض۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھلایا۔ چنانچہ نیشاپوری علیٰ حاشیہ تفسیر ابن جریر [illegible] وربائبکم اللاتی کے تحت کہا تقول بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجۃ پڑھا۔ کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر آیا ہے وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے رسول اللہ کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبریٰ سے تھیں۔

لیجئے! معاملہ صاف ہو گیا۔ قرآن مجید سے ان کا ربیبہ ہونا بھی ثابت ہو گیا یتیم ہونا بھی۔ ان کا باپ بھی مل گیا اور خود کتب اہل السنت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا [illegible] خدیجۃ الکبریٰ سے لکھا ہوا ان سے ربیبہ؛ باقی [illegible] بیٹیاں جناب خدیجہ [illegible]

مبلغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! بس ہوتے ہوئے تمام عمر چار بیٹیاں چار بیٹیاں کی پکار [illegible] رہے ہو۔ اگر ہمت ہے تو دعویٰ بلا معارضہ و مناقشہ ثابت کرو۔ دیکھو! ہم تمہارے دو کو ضعیف و کمزور ثابت کرکے اس کے مقابلہ میں دو کی قوت بھی پیش کر [illegible]

اس کا نام ہے مقام تقصیر و معارف ...

[illegible] نسوی صاحب نے کہا مولوی اسماعیل صاحب! آپ نے معصوم امام کے قول سے ان

دیگر بیٹیوں کا حضور کی بیٹیاں نہ ہونا دکھلایا ہے۔ مبلغ اعظم نے ہوا اپنی کتاب احقاق الحق

ص ۲۲۹ پر لکھا ہے ... اہل اللہ معتقد ہو بغیر متابعت کے ثابت کرنے میں سند بھی جانتے ہیں

اور ایک محقق متاخر کی کتاب ہے کہ ... [illegible]

روی اهل العلم عن آئمة اهل البیت وهاتان الابنتان المنسوبتان

الی رسول اللہ ربیبتاہ ... من امراتہ خدیجہ

یعنی اہل علم نے آئمہ اہل بیت سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بیٹیاں جو رسول خدا کی

جانب منسوب ہیں یہ ... [illegible]

آیت اول

... [illegible] ... بہت قریبیوں کو ڈرا

بخاری شریف ص ۳۸۵ جلد ا ... [illegible]

عشیرتک الاقربین ... حضور نے ... قریبی رشتہ داروں کے نام لے لیکر فرمایا

یا بنی عبد مناف ... یا عباس بن عبد المطلب یا صفیۃ ... یا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت

من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا ... اے عباس بن عبد المطلب

اے صفیہ ... اور اے فاطمہ بیٹی محمد کی سلینی ما شئت من مالی اور اے

فاطمہ بیٹی محمد کی ۔ میرے مال سے جو چاہتی ہو مانگ لو میں دے دوں گا مگر اللہ سے تم کو بے نیاز

نہ کرسکوں گا ...

... [illegible] ... کوئی بیٹی داخل نہیں۔ بنت محمد

بنت واحدہ ... بنات محمد ... ثابت ہوئی۔ ایک

بیٹی ہونا ... [illegible]

... [illegible] ... رسالت میں

... [illegible] ...

اس کا مقام تو نسوی سے کچھ جواب نہ بن آیا بیٹھا سن رہا تھا۔ پوچھا اس سے اس آیت کا

کیا جواب ہے؟

آیت مباہلہ میں تو تم کہتے ہو فوت ہوگئی تھیں اب تم زندہ تھیں ۔ اس کا

جواب دو۔

آیت دوم آیہ تطہیر

عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

غداۃ علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ

ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی

فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اهل البیت

ویطہرکم تطہیرا ۔ مشکوٰۃ شریف ... باب مناقب اہل بیت النبی ... [illegible]

ترمذی شریف ص ۲۲۲ جلد ۲ باب مناقب اہل بیت نبی ۔ ترمذی شریف ... جلد ۲

کتاب التفسیر ... [illegible]

"چھ ماہ آیہ تطہیر کی تلاوت بر دروازہ سیدہ فاطمۃ الزہراء"

عن انس بن مالک ان رسول اللہ ... یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشہر

اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اهل البیت انما یرید اللہ

لیذھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا ۔

ترمذی شریف ص ۱۵۳ جلد ۲ تفسیر ... [illegible] ... ہیں کہ

ان کی اولاد ان کے شوہر اور ان کے سوا کوئی داخل نہ تھا۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوتے

چھ مہینے جب نماز فجر کے لئے نکلتے تو دروازہ فاطمہ پر گزرتے ... فرماتے

"الصلوٰۃ یا اهل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ..."

... [illegible] ... آیت تطہیر کی تلاوت ... [illegible]

دوبارہ پر تلاوت نہ ہوتی۔

آیت سوم مباہلہ

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناءنا و ابناءکم ۔۔ دعا رسول اللہ علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی ۔

مسلم ص۲۷۸ جلد ۲ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸ ، باب مناقب اہل البیت حدیث ۱۔

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ اتری ۔ ندع ابناءنا و ابناءکم ۔۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہرا، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر عرض کی یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ۔ (ترمذی شریف ص۲۱۳ جلد ۲) ۔

حاشیہ ۵ میں ہے جب مطلق اہل البیت کا لفظ آئے تو فاطمہؑ ، علیؑ ، حسنؑ اور حسینؑ ہی مخصوص سمجھا جاتا ہے ۔ یعنی ان پانچوں کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہو سکتا ۔

لیجئے حضور تونسوی صاحب ! مباہلہ میں صرف فاطمہؑ آئی باقی کوئی بیٹی نہ داخل ہوئی نہ بلائی گئی ، وجہ بتلائیے ۔ جواب ندارد ، چپ سادھ لی ، آنکھیں پتھرا گئیں ۔

عذر وفاتِ بنات غیر معقول ہے

کیونکہ اول تو ان لڑکیوں کے سنہ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے ۔ بقول شبلی مرحوم جناب زینبؓ کی وفات ۸ھ میں ہوئی اور حضرت رقیہ کی وفات غزوۂ بدر ۲ھ میں ہی ہو گئی اور حضرت ام کلثوم کی وفات بقول شبلی ۹ھ میں ہوئی ۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول ص۱۲۵ اور جناب رقیہ کی وفات بقول سیرت رحمۃ اللعالمین ۲ھ

میں ہوئی ۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین ص۱۲۵ جلد ۲ اور وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی ۔ دیکھو رحمۃ اللعالمین ص۱۲۵ جلد ۲ ۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی ۔ رحمۃ اللعالمین ص۱۲۸ جلد ۲ اور مباہلہ بھی ۹ھ میں ہوا ۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اول ص۹۔

وفد نجران کا ذکر ۹ھ ص۹۲ پر ہے ناظرین کو جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہرا اور امام حسن و حسین علیہما السلام کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے تو عیسائیوں کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہئیے ۔ اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے تو ہم ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے ۔ غرض ان لوگوں نے مباہلہ سے گریز کر کے صلح کر لی ۔

کیوں حضور ! جب مباہلہ ۹ھ میں ہوا ، جناب ام کلثوم بھی ۹ھ تک زندہ رہیں تو مباہلہ میں حضورؐ نے ان کو شامل کیوں نہ کیا جب نساءنا کا لفظ جمع کے لئے تھا ۔ یہ عذر بھی تونسوی کا ختم ۔ یہ شخص اہل سنت کو دھوکہ میں رکھ کر ان کی دولت کھاتے جا رہا ہے نہ مناظرہ کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے ۔

ٹھیک ہے خسر الدنیا و الآخرۃ ۔ مذہب اہل السنت بھی شیعوں کے مقابلہ میں کمزور ہے یہ کیا کرے ۔

آیت چہارم خمس

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ ۔ (پ۱۰ انفال) ۔

اور جان لو کہ جو شئے بطور غنیمت دو گے تم کو حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا اور آپ کے قرابت داروں کا ہے ۔ (حاصل ترجمہ)

عن علی قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر و کان النبی اعطانی شارفا من الخمس فلما اردت ان ابتنی بفاطمۃ بنت رسول اللہ ۔ (بخاری شریف ص۴۳۵ باب فرض الخمس)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے ایک اونٹنی خمس سے دی

روز بدر عطا فرمائی جب کہ فاطمہ بنت رسولؐ کو اپنے گھر لانے کی تیاری کر رہا تھا۔ پس فاطمہ آیت خمس میں شامل "عضبت فاطمة بنت رسول اللہ" (بخاری شریف ص۴۳۴) بھی اسی باب فرض الخمس میں ہے کہ جناب سیدہؑ نے اپنا حق مانگا، ابوبکر نے انکار کیا، سیدہؑ خشمناک ہو کر واپس ہوئی۔ دیکھو سیدہ خمس میں سے اپنا حق مانگ رہی ہے لہٰذا آیت میں شامل ہے اور مشکوٰۃ شریف ص۳۴۹ میں ہے کہ حضرت عثمان نے خمس سے حصہ مانگا تو حضورؐ نے منع فرمایا کہ یہ بنی ہاشم کا ہے لہٰذا تیرا کوئی حق نہیں۔ سبحان اللہ جس کے گھر دو بیٹیاں ہیں ان کو سیدہ نے خمس کے نہیں ملتے۔ جس کے گھر ایک بیٹی ہے وہ خمس کا متولی ہو گیا دیکھو بخاری شریف ص۴۴۲ الجزء ۱۷

قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذالک کہ حضورؐ نے حضرت بریدہ سے فرمایا کہ علیؑ سے بغض نہ کر۔ اس کا خمس میں اس سے بھی بہت زیادہ حصہ ہے جتنا تو سمجھتا ہے۔ خطیب خوارزم نے اپنے مناقب میں لکھا ہے تمام دریاؤں کا پانی مہر سیدہ طاہرہ کو بطور خمس دیا گیا ہے۔ دیکھو حضرات اس آیت میں صرف فاطمہؑ ہے، تونسوی کوئی دوسری کا بیٹا دکھلائے۔

آیت پنجم

وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ پ۱۵ بنی اسرائیل

عن ابی سعید قال لما نزلت وآت ذا القربیٰ حقہ دعا رسول اللہ فاطمة فاعطاها فدك۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۳۶)۔

کہ جب یہ آیت آئی تو رسول اللہؐ نے جناب سیدہؑ کو بلا کر باغ فدک عطا فرمایا۔ کیوں تونسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو۔ یہ تمہاری کتابوں سے حوالے پڑھ رہا ہوں۔ تم کو صرف حیٰوۃ القلوب جیسی غیر مستند کتاب سے روایت ضعیف کا جو راوی سُنی ہے یاد ہے اور یہ تمام روایات یاد ہیں۔ کتاب حیات القلوب کی تونسوی تمام عمر کوشش کریگا کہ یہ کتاب صحیح ہے یا مستند ہے یا قوی ہے۔ فارسی کی معمولی غیر صحیح کتاب جو صرف ہر قسم کی ضعیف غیر مستند روایات کا مجموعہ ہے۔ مومنین حیات القلوب بالکل غیر مستند کتاب ہے۔ اس کا بغیر تحقیق

کوئی اعتبار نہیں ہے۔ روایت صحیح ہو قرآن موجود ہوں تو یا مردود نہیں۔

آیت ششم

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ

(پ۱۸ سورۂ مومنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے نسب کی بناء پر سوال کر سکیں گے۔

عن ابن مخرمة قال قال رسول اللہ فاطمة بضعة منی یغیظنی ما یغیظها وینشطنی ما ینشطها وان الانساب تنقطع الا نسبی وسببی وصهری وهذا له اصل فی الصحیحین۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۵۹ جلد سوم و مستدرک حاکم جلد سوم ص۵۵۸)

حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو رنج دے وہ مجھ کو رنج کرتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھ کو خوش کرتا ہے اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے صرف میرا نسب اور سبب اور دامادی باقی رہے گی۔ فرمائیے نسب رسالتمآبؐ سوائے فاطمہؑ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمۃ الزہراؑ کا دیکھو اس حدیث میں خصوصاً نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ تونسوی صاحب ورنہ سیٹیوں کو تو بتا چھوڑ دو۔

آیت ہفتم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (پ۲۲ سورۂ احزاب)

اور نہیں ہے محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا رسولؐ اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔

اس آیت میں اولاد محمد رسول اللہؐ کی پوری نفی نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ سوائے طیب طاہر

قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا حسنؑ اور حسینؑ اولادِ رسولؐ میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآبؐ نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کر لیا تو لوگوں نے متبنّٰی بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی بیٹا نہیں بلکہ متبنّٰی اور منہ بولا بیٹا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں، حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں۔ اور اس آیت کا ایک ایک لفظ جامع اور مانع ہے کہ پوتوں کو اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کر رہا ہے۔ چنانچہ بیضاوی شریف حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر ص۱۱۱ جلد ۲ میں ہے۔

ولا ینتقض عمومہ بکونہ ابا للطاھر والقاسم وابراھیم لانھم لم یبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا کانوا رجاله لا رجالکم۔

کہ اس آیت کا عموم کہ کسی ایک کا بھی باپ نہیں طیب طاہر اور قاسم کا باپ ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس عموم سے ان کو دو لفظ نکال رہے ہیں۔ "رجال" اور "کم"۔ کیونکہ اول تو وہ حدِ رجولیت یعنی بلوغ سے پہلے فوت ہو گئے۔ لہٰذا "رجال" کی نفی کے نیچے نہیں آ سکتے۔ دوم لفظ "کم" کہ تمہارے مرد بنا رہا ہے۔ لہٰذا اگر وہ بالغ بھی ہو جاتے تو حضورؐ کے اپنے فرد ہوتے نہ کہ ہمارے۔ نفی تو ہمارے مردوں کے باپ ہونے کی ہے نہ کہ اپنے فرزندوں کے باپ ہونے کی۔ اور حضرت فاطمہؑ بھی اس نفی کے نیچے اس لئے نہیں آ سکتی کہ وہ رجال یعنی مرد نہیں بلکہ نساء یعنی عورت ہے۔ نفی ایک مرد کے باپ ہونے کی ہے ایک عورت کا باپ ہونے کی نفی نہیں۔ اور تفسیر مظہری ص۳۸۳ جلد ۷ پ۲۲ الاحزاب میں یعنی لیس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا زید بن حارثۃ فیحرم علیہ نکاح زوجتہ فان قیل کان له ابناء القاسم والطیب والطاھر وابراھیم وکذالک الحسن والحسین فان رسول اللہ قال للحسن ان ابنی ھذا سید قلنا ان ابناء الرسول کانوا صغارا لم یبلغوا مبلغ الرجال واطلاق الابن علی الحسن علی التجوز۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن حارثہ کا باپ حقیقی نہیں کہ اس کی زوجہ ان پر

حرام ہو۔ کیونکہ حرمت تو ولادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس اگر اس آیت سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آیت حضورؐ کے باپ ہونے کی مطلق نفی کرتی ہے تو جواب یہ ہے کہ طیب طاہر قاسم ابراہیم کی نفی تو اس سے ہو نہیں سکتی کہ وہ بچپن میں فوت ہوئے اور حسنؑ و حسینؑ کو حضورؐ نے بیٹے فرمایا۔ کیونکہ وہ بیک واسطہ بیٹے ہیں جانا کہ جس کو خدا نے قرآن میں بیٹے فرمایا۔ ابناءنا۔

اور تفسیر مجمع البیان سے مبلغ العلم مولانا ... صاحب نے بھی تخصیص اولاد فاطمہؑ ملاحظہ فرمائیے اور کسی نبی کا حکم اس آیت میں ...

وفی ھذا بیان انه لیس بابٍ لزید فتحرم علیه زوجته فان تحریم زوجة الابن متعلق بثبوت النسب فمن لا نسب له لا حرمة لامرأته ولهذا اشار الیهم فقال من رجالکم وقد ولد له صلی اللہ علیه وآله وسلم اولاد ذکور ابراھیم والقاسم والطیب والطاھر فکان اباھم وقد صح انه قال للحسن ان ابنی ھذا سید وقال ایضا للحسن والحسین ابنای ھذان امامان قاما او قعدا وقال ان بنی بنت ینسبون الی ابیھم الا اولاد فاطمة فانی ابوھم۔ (تفسیر مجمع البیان۔ جلد ۸ ص۳۶۷)

کہ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ حضورؐ پیغمبرِ اکرم زید بن حارثہ کے حقیقی باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی حضورؐ پر حرام ہو۔ کیونکہ بیٹے کی زوجہ کا باپ پر حرام ہونا ثبوتِ نسب اور ولادت پر موقوف اور معلق ہے۔ جن کا نسب ثابت نہیں اس کی زوجہ حرام نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے من رجالکم میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عموم مطلق نہیں بلکہ مقید ہے کہ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ نہیں اپنے بچوں کا باپ ہے کیونکہ حضورؐ کی اولاد طیب، طاہر، قاسم اور ابراہیم تھے اور حضورؐ ان کے باپ تھے۔ اور یہ بھی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے بلکہ آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام دونوں کے لئے فرمایا کہ یہ میرے دونوں بیٹے امام ہیں۔ کھڑے ہوں یا بیٹھے یعنی تحریک کریں یا ترک کریں۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ ہر لڑکی کا بیٹا

ہو سکے گے۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ آپ کے حضرت عثمان مفت روپیہ دینے والے کہاں تھے۔ وہ تو حضرت علی نے زرہ بیچ کر حضرت عثمان سے لیا تھا۔ چنانچہ عام زمیندار سیٹھوں، دکانداروں کے پاس اپنے زیور، زمین بیچ کر یا رہن رکھ کر شادیاں کر لیا کرتے ہیں، اس میں حضرت عثمان کا احسان کیسا۔ بلکہ یہ معلوم ہوا کہ رسول کی بیٹی کی شادی پر بھی دکانداریاں نہیں چھوڑتے اور ایک پیسہ مفت نہیں دیتے۔

تونسوی نے کہا زرہ بیچنے کا ثبوت دو۔ مبلغ اعظم نے فوراً سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۲۲۹ سے یہ عبارت پڑھی کہ جب حضرت علی نے خواہش ظاہر کی تو آپ نے یعنی رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے۔ بولے ایک زرہ اور گھوڑے کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے۔ زرہ کو فروخت کر ڈالو۔ حضرت عثمان نے ۴۸۰ درہم پر زرہ خریدی اور حضرت علی نے قیمت لا کر آنحضرت صلعم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔ عقد ہوا الخ۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور وہ چار سو روپیہ کا مطالبہ کر رہا ہے وہ زرہ کون دیگا جو حضرت عثمان نے پہن کر تمام عمر جنگوں میں جان بچائی تھی۔

کیا ہی احسان ہے کہ تنگی اور ترشی کے وقت جبکہ سوائے گھوڑے اور زرہ کے کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عثمان نے حضرت علی جیسے بہادر سے زرہ بھی خرید لی۔ رسول کی بیٹی کی شادی پر بھی دکاندار رہ بیٹھے۔ بس پھر کیا تھا، شور مچ گیا۔ زرہ واپس کرو دکاندارو! زرہ واپس کرو رسول کی بیٹی کی شادی پر نفع کمانے والو! زرہ واپس کرو میدان رسول سے فاطمہ اٹھانے والو! زرہ واپس کرو۔ تونسوی سے بعد میں اکثر لوگوں نے کہا حضور! جب علی نے زرہ بیچی اور عثمان نے خریدی تو احسان کیسا اور تقریر میں اس کا بیان کیسا۔ یہ تو اپنی رسوائی ہے کہ یہ لوگ تو رسول اللہ سے بھی کما کھاتے تھے۔

صواعق محرقہ ص۱۵۹ عنوان خاتمہ میں صاف وضاحت ہے کہ ہر بچہ اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر اولاد فاطمہ رسالتمآب کی طرف منسوب ہوگی۔

اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہوگی پس ان کا باپ میں ہوں۔ کیوں حضور تونسوی صاحب! فرمائیے اسی آیت کے تحت دیگر بنات کی نفی ہو رہی ہے یا کسی اور آیت کے تحت، فرمائیے! دیگر بیٹیوں کی اولاد کے حضور باپ کیوں نہیں بنتے جبکہ ان کی اولاد بھی ہوئی اور باقی بھی رہی۔

چنانچہ مبلغ اعظم نے سیرت النبی مصنف شبلی نعمانی ص۴۲۳ جلد دوم حصہ اول سے یہ عبارت پڑھی کہ "حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑی امامہ اور علی۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ کیونکہ حضور جنگ یرموک تو حضرت عمر کی خلافت میں ہوا۔ اور حضرت امامہ تو حضرت علی کی وفات کے بعد بھی زندہ رہی مگر یہ امامہ یا ان کی اولاد سے نہ کوئی سید بنا نہ اہل بیت میں ان کا شمار ہوا اور نہ ذکر ہوا حالانکہ یہ امامہ حضرت کی بہت پیاری بچی بتلائی جاتی ہے اور حضرت علی علیہ السلام سے بھی اس نے نکاح کیا۔ لیکن تاہم بھی یہ اہل بیت میں شامل نہ ہو سکی۔ فرمائیے! جناب فاطمہ کی اماں کی اولاد کی یہ تخصیص کیوں؟

اور سیرت النبی جلد دوم ص۱۳۳ میں جناب رقیہ کی اولاد بھی لکھی ہے۔ چنانچہ عبارت یہ ہے "حضرت رقیہ کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا لیکن صرف چھ سال زندہ رہا الخ۔ افسوس یہ بچہ چھ سال کا ہو کر بھی اولاد رسول نہ بن سکا۔ حسین ماں کی گود میں ندع ابناءنا کا شرف مباہلہ میں پا گئے۔

ایک لطیفہ دوران مناظرہ

تونسوی صاحب نے حسب عادت شور ڈالنا شروع کیا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی اولاد اور شادی و آبادی پر بہت فخر کرتے ہو۔ پہلے وہ چار سو روپیہ ہمارا واپس کرو جو حضرت علی نے حضرت عثمان سے شادی پر لیا تھا۔ اور اسماعیل! شادی علی کی پیسہ عثمان کا، دیکھو صحابہ کرام کے ایثار اور احسان۔ علی تو غریب تھا۔ اگر حضرت عثمان یہ روپیہ نہ دیتے تو شادی کیسے ہوتی۔ وہ ہمارا روپیہ واپس کرو۔ چنانچہ عوام اہل السنت خوش

آیت ہشتم

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (پ۲۵ الشوریٰ)

ترجمہ: اے میرے حبیب! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت سے قربیوں میں۔

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما۔ (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ حضورؐ! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹے۔ تفسیر مظہری ص۳۱۸ جلد ہشتم پ۲۵
اور صواعق محرقہ ص۱۰۱ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے اور امام حسنؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو اپنے خطبات اور دعا میں اپنے حق میں پیش کیا۔

آیت نہم وسیلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۶ المائدہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیث میں ہے کہ میرے لئے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس نے میرے لئے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ قالوا یا رسول اللہ من یسکن معک قال علی وفاطمۃ والحسن والحسین (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۵۳) ۔

صحابہ کرام نے عرض کیا حضورؐ! اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھہرے گا اور ساکن ہوگا۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ شریک ہوں گے۔
ترمذی شریف ص۲۱۱ میں ہے۔ عن علی ابن ابی طالب ان النبی صلعم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ھذین و اباھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔
حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علیؑ و فاطمہؑ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجہ میں ہوگا۔
اور مستدرک حاکم ص۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مناقب علیؑ
عن سعید الخدری ان النبی دخل علی فاطمۃ فقال انا و ایاک و ھذا النائم یعنی علیاً و ھما یعنی الحسن والحسین معی مکان واحد یوم القیامۃ۔
کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سویا ہے یعنی علیؑ اور وہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ۔ البتہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ تو سنی صاحب! فرمایئے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہ کے کوئی اور بیبی ہوگی۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

دہم آیت نور

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتھا یضیٓئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم پ۱۸۔ النور

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی مانند طاق ہے کہ بیچ اس کے چراغ ہو۔ وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ کی طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے (ترجمہ شاہ رفیع الدین)۔

عن ابی عبداللہ قال قال تبارک و تعالیٰ یا محمد انی خلقتک وعلیا نوراً یعنی روحاً بلا بدن قبل ان اخلق سماواتی وارضی وعرشی وبحری فلم تزل تہللنی وتمجدنی ثم جمعت روحیکما فجعلتہما واحدۃ فکانت تمجدنی وتقدسنی وتہللنی ثم قسمتہا ثنتین وقسمت الثنتین فصارت اربعۃ محمد واحد وعلی واحد والحسن والحسین ثنتان ثم خلق اللہ فاطمۃ من نور ابتداھا روحاً بلا بدن ثم مسحنا بیمینہ فافضا نورہ فینا۔ (اصول کافی ص [illegible] جلد اول مطبوعہ تہران)۔

ترجمہ:- حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے تجھ کو اور علی کو پیدا کیا نور یعنی روح بغیر بدن کے قبل اس کے کہ میں آسمانوں، زمینوں اور اپنے عرش اور دریاؤں کو پیدا کروں تو میری تہلیل اور تمجید کرتا رہا۔ پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر کے ایک بنا دیا پھر وہ روح میری تمجید اور تقدیس اور تہلیل کرتی رہی۔ پھر میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دو کو دو حصوں میں پھر تقسیم کر دیا پس وہ چار ہو گئے۔ ایک محمد اور ایک علی اور حسن اور حسین دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو ایک اپنے نور سے پیدا کیا جس کو پہلے روح سے پیدا کیا پھر اللہ نے اپنے دست قدرت سے مس کیا۔ پس نور کو ہم میں جاری کر دیا۔

عن صالح ابن سہل الہمدانی قال سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول فی قول اللہ عزوجل اللہ نور السموات والارض مثل

نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الحسن المصباح الحسین فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری کان فاطمۃ علیہا السلام کوکب دری بین نساء اہل الارض توقد من شجرۃ مبارکۃ توقد من ابراہیم علیہ السلام لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یہودیۃ ولا نصرانیۃ یکاد زیتہا یضیئ یکاد العلم ینفجر منہا ولو لم تمسسہ نار نور علی نور امام منہا بعد امام یہدی اللہ لنورہ من یشاء یہدی الی الائمۃ علیہم السلام من یشاء ان یسعدہ فی نور ولا یتہم غلصاً یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم۔

(تفسیر برہان جلد سوم ص۱۳۵ مطبوعہ تہران)

صالح بن سہل ہمدانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا فرماتے تھے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباحٌ کی تفسیر میں کہ مشکوٰۃ فاطمہ ہے یعنی طاقچہ اور اس میں پہلا مصباح یعنی چراغ حسن ہے اور دوسرا مصباح حسین ہے فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری فاطمہ علیہا السلام ہے جو ستارے کی طرح اہل زمین کی عورتوں میں ممتاز اور نمایاں ہے توقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لا شرقیۃ ولا غربیۃ کا مطلب یہ ہے کہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یکاد زیتہا یضیئ کا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے علم کا اظہار اور انفجار ہو رہا ہے نور علی نور سے مراد امام بعد امام ہے۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ طاہرین کی طرف اس شخص کو ہدایت کرتا ہے جس کو ان کی دولت کے نور میں خلوص فرما کر داخل کرنا چاہتا ہے۔ الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مناظرہ کوٹ سمابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

امّا بعد واضح ہو کر ریاست بہاولپور میں غالب سنی اکثریت ہونے کے باعث سنی حضرات نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ شیعہ مبلغین و مناظرین بھی ایسے دور افتادہ مقامات پر کم ہی پہنچتے تھے۔

[illegible] خداوند عالم قبلہ استاذی الاکرم مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے وجود سے تبلیغ مذہب حقہ کو سرفراز کیا کہ جنہوں نے ریاست میں متعدد مناظرے کرکے حق کو آشکار کر دیا۔ [illegible] کوٹ [illegible] متصل [illegible] میں مولانا محمد علی شاہ ساکن چہل راجن کا دعویٰ [illegible] کتاب اللہ سے خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ثابت کرکے [illegible]۔ اس کے بعد [illegible] بریلوی جماعت کے مایہ ناز مناظر کو چک ۲۲ علاقہ چشتیاں [illegible] شکست [illegible] ہوئی جس سے ریاست کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مذہب سنی کی پے در پے شکستوں کو دیکھتے ہوئے اہل سنت کی مختلف پارٹیوں نے متحدہ محاذ قائم کیا [illegible] شیعوں کو پھر چیلنج مناظرہ دیا جسے سادات عظام موضع بڈھا اکبر شاہ خصوصاً سید [illegible] شاہ [illegible] سید منظور حسین شاہ، سید حضور بخش شاہ اور سید عطا محمد شاہ صاحبان نے غیرت ملی [illegible] منظور کر لیا اور جناب مبلغ اعظم کی طرف گوجرہ ضلع لائل پور میں ایک خاص نمائندہ بھیج دیا گیا۔

مورخہ ۳ جولائی ۱۹۵۵ء کو علمائے اہل سنت جن میں طے شدہ تجویز کے مطابق (۱) مولوی دوست محمد قریشی۔ (۲) مولوی اللہ [illegible] غازی خان۔ (۳) مولوی عبدالستار تونسوی (۴) مولوی محمد حسین (۵) مولوی محمد شریف بہاولپوری مبلغین تنظیم اہل سنت (۶) مولوی محمد علی جالندھری (۷) مولوی لعل حسین اختر (۸) مولوی نیاز احمد مبلغین مجلس احرار (۹) مولوی خلیل الرحمٰن

ملتانی (۱۰) مولوی احمد دین گکھڑوی (۱۱) مولوی محمد صدیق [illegible] مبلغین اہل حدیث اور گرد و نواح سے کئی سو مولوی صاحبان موقع پر پہنچ گئے۔

شیعوں کی طرف سے مبلغ اعظم مہتمم دار التبلیغ گوجرہ دس من کتب لے کر جلسہ گاہ چک ۲۲ علاقہ کوٹ سمابہ ہزاروں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اہل سنت کی طرف سے چیلنج کا زور شور ختم ہو گیا اور لگے ادھر ادھر کی باتیں کرنے مگر مبلغ اعظم نے کوئی پیش نہ جانے دی۔ بالآخر [illegible] مناظرہ طے ہو گیا مگر اہل سنت کی طرف سے مناظر کا تعین نہ ہو سکا۔ باوجود کثرت علماء کے [illegible] پر بخوف شکست شک ہی کرتے رہے اور کہا کہ مناظر [illegible] بہرحال ساری رات مناظرہ ہوا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حق حق ہے اور باطل باطل [illegible] متحدہ محاذ کی یہ شکست ان کے اپنے ہی لئے باعث ذلت و خواری ہو [illegible] کو مٹانے کی خاطر ایک روئیداد مناظرہ مکتبہ اہل السنت کی طرف سے شائع کی گئی ہے جس میں مبلغ اعظم کی تقاریر کو بگاڑ کر اور وہ بھی صرف چار سطروں میں ہی پیش کرکے [illegible] کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

لہٰذا ضروری سمجھا گیا کہ اس مناظرہ کی حقیقت سے نقاب کشائی کی جائے تاکہ حقیقی منظر عوام کے سامنے آ سکے۔ میں نے [illegible] مناظر کی تقاریر ان کی اپنی [illegible] روئیداد کے مطابق من و عن نقل کر دی ہیں [illegible] صاحب مولوی فاضل شکریہ کے مستحق ہیں [illegible] مناظرہ [illegible] تقاریر کو مکمل نوٹ کرکے شیعہ دار التبلیغ گوجرہ کے سپرد کیں۔

اہل سنت حضرات کی طرف سے شرائط مناظرہ کی [illegible] کے لئے مولوی لعل حسین اختر اور شیعوں کی طرف سے سید [illegible] حسین بخاری [illegible] مبلغ اعظم مقرر ہوئے۔

شرائط مناظرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت و شیعہ بمقام چک نمبر ۴۷ N.P. بستی چوہدری محمد صدیق صاحب تھانہ کوٹ سمابہ تحصیل و ضلع رحیم یار خان۔

یہ مناظرہ بالاتفاق فریقین ہو رہا ہے۔ ہر دو فریق بانیان مناظرہ اپنے اپنے فریق کے حفظ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔ حفظ امن کے لئے جو وسائل وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ایک دستہ یہ ہوگا کہ جانبین کے دس دس آدمی درمیان میں حفاظت کیلئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

موضوع اوّل: خلافت اصحاب ثلاثہ پیش کردہ شیعہ صاحبان

موضوع دوم: ایمان و اسلام اہل شیعہ پیش کردہ اہل سنت صاحبان

شرائط

شرط اوّل: ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات شیعہ

دوم: ماخذ دلائل قرآن و حدیث و مسلمات اہل سنت

سوم: مناظرہ میں اصول مناظرہ کی پابندی لازمی ہوگی۔

چہارم: مناظرہ تقریری ہوگا۔

پنجم: دونوں مناظرے تین تین گھنٹے ہوں گے۔ دونوں مناظروں میں فریقین کی تقریریں دس دس منٹ کی ہوں گی اور آخری تقریریں پانچ پانچ منٹ کی۔

ششم: مناظر کا نام اسٹیج پر بتایا جائے گا۔

ہفتم: فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا جس کا فرض شرائط کی پابندی کرانا ہوگا۔

ہشتم: کسی مناظر کو شرائط مرقومہ کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا اگر خلاف ورزی کرے گا تو جانبین کے صدر انہیں روکیں گے۔

نہم: سوائے صدر اور مناظر کے اور کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

مناظرہ بتاریخ ۳ جولائی ۱۹۵۵ء آٹھ بجے شب سے شروع ہو کر دونوں موضوع پر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

دستخط: چوہدری محمد صدیق بانی منجانب اہل سنت

" چوہدری محمد یعقوب " " "

" سید محمد علی شاہ " " "

" سید مظفر علی شاہ " " "

" سید حضور بخش شاہ صاحب سجادہ نشین ٹھ اکبر شاہ منجانب شیعہ

" سید محمود حسین شاہ صاحب " " "

" سید منظور حسین شاہ صاحب " " "

" سید عطا محمد شاہ صاحب " " "

" سید جمال شاہ صاحب جیلانی سکنہ سنجر پور زمیندار موضع سونک منجانب اہل سنت

موضوعِ اوّل

خلافت خلفاء ثلاثہ

مناظر اہل سنت:- مولوی محمد صدیق صاحب تاندلیانوالہ (اہلحدیث)

معین مناظر:- (۱) مولوی دوست محمد صاحب قریشی
(۲) مولوی عبد الستار صاحب جھنگوی } مبلغین تنظیم اہل سنت

صدر مناظرہ:- مولوی لعل حسین صاحب اختر (احراری)

مناظر شیعہ:- مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قبلہ

معین مناظر:- ہر دو تلمیذ مولانا سید خادم حسین بخاری و خادم حسین خاں۔

صدر مناظرہ:- مولوی محمد عارف صاحب خانپوری

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے رات شروع ہوا

تقریر مناظر اہل سنت

حضرات! میں نے خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقہ کو قرآن اور اہل شیعہ کی کتابوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے۔ قرآن میں ہے:-

استدلال نمبر ۱:- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

طرزِ استدلال:- دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو جو تم میں سے ہیں خلیفہ بنائے گا اور ضرور خلیفہ بناؤں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نبی کریم صلعم کے صحابہ کرام میں سے خلفاء بنائے وہی ایماندار تھے اور وہی نیکوکار۔ اگر یہ حضرات خلافت کے مستحق نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ خلفاء حقہ کی دوسری علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ان خلفائے حقہ کے مذہب کو دنیا میں غالب کر دے گا اور بفضلہ تعالیٰ ان کا مذہب آج تک غالب ہے جو کہ ان کے خلفاء حقہ ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دیگا چنانچہ رسولؐ کی زندگی میں ان پر تکلیفیں آئیں اور وقت خلافت میں ان کے خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

استدلال نمبر ۲:- اس امر کی تائید میں مراۃ العقول شرح الفروع والاصول صفحہ ۱۳۲ کی عبارت پیش کرتا ہوں۔

ولنورثنهم من ارض الکفار من العرب والعجم | یعنی ان خلفاء کو کفار کی زمین عرب و عجم کے وارث بنائیں گے

استدلال نمبر ۳:- تفسیر قمی جو شیعوں کی تفسیر ہے صفحہ ۳۴۳ میں ہے

ان ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم بعدہ ابوک یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق خلافت کا والی بنے گا اس کے بعد حضرت عمر۔

میں نے اس وقت تک ایک آیت تین استدلال اور دو عبارتیں شیعوں کی کتابوں سے بطور دلیل پیش کی ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ میرے فاضل مخاطب جواب دیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

استدلال نمبر ۴:-

دوسری آیت سنیئے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ إِنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ	زبور میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ (زمین) کے وارث میرے بندوں میں سے نیک ہوں گے۔

دیکھئے خلفاء ثلاثہ کی نیکی بھی مسلّم ہے اور خلافت بھی مسلّم۔

استدلال نمبر ۵

تیسری آیت:- وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً	جن لوگوں نے ایمان دیا اور ہجرت کی، خدا کی رضا میں ان کے بعد ان پر ظلم کئے گئے ضرور ان کو دنیا میں اچھا مقام دیں گے۔

طرز استدلال:- اس کے مطابق خدا نے وعدہ بھی کیا اور پورا بھی کیا۔ یعنی خلفاء ثلاثہ کو غلبہ بھی نصیب ہوا اور خلافت بھی جو بہترین مقام ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے نہایت خوش الحانی سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:-

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله ولقد جاءت رسل ربنا بالحق فسلام علی المرسلین لا سیما علی خاتم النبیین وآله الطیبین الطاهرین ولعنة الله علی اعدائهم اجمعین - اما بعد فقد قال الله تبارك وتعالی فی كتابه المبین - وعد الله الذین آمنوا منكم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض كما استخلف الذین من قبلهم ولیمكنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشركون بی شیئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون (پ سورہ نور)۔

اس کے بعد آپ نے اہل السنت کا مسلّم ترجمہ مصنفہ شاہ رفیع الدین صاحب کا پڑھا۔

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے

اچھے۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان کے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین ان کا جو پسند کر لیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ اور جو انکار کرے بعد اس کے پس وہ فاسق ہیں۔

خلافت بلا واسطہ

خلافت بالواسطہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ حضرات! یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ذکر نہیں بلکہ خلافتِ الٰہیہ اور خلافتِ نبویہ کا ذکر ہے۔ اصحاب ثلاثہ خلیفۃ اللہ ہیں نہ خلیفۃ الرسول ہیں۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ اور رسول بنائے خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا:- إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً کہ میں خود خلیفہ بنانے والا ہوں، زمین میں اور يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ۔ یعنی اے داؤد تجھ کو ہم نے زمین میں خلیفہ بنا دیا۔

اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت کا اعلان بالواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باین الفاظ فرمایا:-

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ (پ سورہ اعراف) یعنی اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہ تو میرا خلیفہ ہو۔ میری قوم میں اور اصلاح کر اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی پیروی مت کر۔

حضرات! آپ نے سمجھ لیا کہ جو اللہ کے خلیفے ہوتے ہیں، اُن کا اللہ اور رسول اعلان کرتے ہیں۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ دیکھو شرح خصوص الحکم از ملا جامی ص۔ و شرح خصوص الحکم از اشرف علی تھانوی۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ کا اعلان نہ تو اللہ نے کیا اور نہ ہی رسول نے لہٰذا یہ موعود خلیفے نہ ہوئے۔ اگر ان کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہوتا تو گھر بیٹھے خلیفے ہو جاتے۔ جنازۂ رسول کریم چھوڑ کر سقیفہ نہ جاتے اور خاتون کے گھر آگ لے جانے کی کیا ضرورت تھی؟

لہٰذا حضرات گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مقام بھی باطل اور بیہودہ ہی چاہیئے تھا۔ جیسی خلافت ویسا مقام

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

باقی رہا جنازۂ رسول کو چھوڑنا اور خلافت کے لئے جانا تو وہ آپ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ دیکھئے شرح مواقف از میر سید شریف ص۷۳۹ باب المرصد الرابع فی الامامت ومباحثھا اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔

بکروا الی سقیفة بنی ساعدة وترکوا اهم الاشیاء وهو دفن رسول الله۔

کہ خلافت کے لئے ابوبکر و عمر سقیفہ کو چلے گئے اور انہوں نے اس کے لئے بہت ضروری اور اہم چیزوں کو چھوڑ دیا، اور وہ ضروری اور اہم چیز رسول خدا کا دفن کفن تھیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

جب یہ حوالہ جات کتب اہل السنت سے پیش ہوئے تو لعل حسین صاحب مبہوت ہو، شرمندہ اور کھسیانے سے ہو کر خاموش ہو گئے۔ خدا بھلا کرے سید مظفر علی شاہ صاحب ثالث سنی کا جنہوں نے اہل السنت کے بانیان مناظرہ میں سے ہونے کے باوجود یہ فیصلہ دے دیا کہ سقیفہ اور جنازۂ رسول کا ذکر خارج از بحث نہیں۔ کیونکہ خود ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جس کو ہماری بات میں شک ہو، سید مظفر علی صاحب بخاری حنفی المذہب نے تصدیق کر سکتا ہے۔ اس تفصیل کے بعد لعل حسین صاحب ٹھنڈے پڑ گئے۔ اس حقیقت کو مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی اور مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے اپنے مناظرے کی روئیداد کے صفحہ پر ان الفاظ میں چھاپا ہے کہ "بالآخر شیعی مناظر نے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی" یہ نہ لکھا کہ شیعہ مناظر نے ہماری کتابوں کے مندرجہ بالا حوالے دیئے اور موضوع کی تعریف کی اور سید مظفر علی شاہ صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ دے کر ہم کو جھوٹا کر دیا۔ تب ہم خاموش ہو گئے۔

بس پھر کیا تھا۔ لعل حسین صاحب بیچ میں کود پڑے کہ آپ موضوع سے باہر جا رہے ہیں۔ جنازہ کا ذکر نہ کیجئے، سقیفہ کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خارج از موضوع ہے میں آپ کو ادھر نہ جانے دوں گا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرت! ذرا موضوع کی تعریف تو کیجئے۔ چنانچہ لعل حسین صاحب کی علمی طاقت تو اتنی تھی نہیں کہ تعریف کر سکتے۔ وہ تو شور ڈال کر اپنے مناظرہ میں موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہتے تھے۔ آخر مبلغ اعظم نے موضوع کی تعریف خود کی الموضوع ما یبحث عن عوارضه الذاتیة کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے یعنی جو چیزیں موضوع سے متعلق ہوں۔ ان کو پیش کیا جائے۔ بنا بریں سقیفہ اور ترک جنازۂ رسول کا ذکر خلافت ثلاثہ کے عین عوارض سے ہے۔ کیونکہ سقیفہ میں یہ خلافت تیار ہوئی اور جنازۂ رسول چھوڑ کر اس کو بنایا گیا۔ اگر جنازہ اور سقیفہ خارج از موضوع ہیں تو تمہاری کتابوں میں ان کو باب خلافت و امامت میں کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو ذکر سقیفہ صحیح بخاری باب رجم الحبلیٰ جلد۴ ص۱۰۲

اِنَّهٗ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِاَسْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ۔	یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہماری خبر یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔

حضرات! یہ ہے ذکر سقیفہ جہاں آپ کے ابوبکر کی خلافت تیار ہوئی۔ آپ کو ذکر سقیفہ برا کیوں معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے بزرگوں کا مرکز خلافت ہے مجھے معلوم ہے جس واسطے آپ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بقول آپ کی کتاب "غیاث اللغات" ص۲۴۸ مطبوعہ لاہور۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ:-

کہ سقیفہ ایوانے بود پنہاں کہ عرب برائے مشورہ باطل دراں جمع مے شدند وتہانا سقیفہ مشورہ وسخن بیہودہ را می گویند	یعنی سقیفہ ایک محل تھا پوشیدہ جہاں عرب باطل مشوروں کیلئے جمع ہوا کرتے تھے اور مجازاً سقیفہ مشورہ اور سخن بیہودہ کو کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ بحث لعل حسین صاحب کے دخل در معقولات کی حقیقت۔ جو وقت اس بحث پر صرف ہوا وہ مبلغ اعظم کے وقت میں شامل نہ کیا گیا۔

اس کے بعد قبلہ مبلغ اعظم نے پھر تقریر شروع کی۔ کہ حضور یہ وعدۂ خلافت تو ایمان والوں سے ہے جن کے اعمال صالح ہوں اور ان کی خلافت کا اعلان اللہ تعالیٰ بذریعہ رسول کرے جیسے پہلے خلفاء کا کر چکا ہے۔ اور اس کے واسطے سے دین محکم ثابت کرے گا۔ اور خوف کے بعد ان کو امن آئے گا اور وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور وہ شرک ہرگز نہ کریں گے۔ ان کی خلافت کا منکر اور مخالف فاسق ہوگا۔

اٰمنوا ایمان کامل کی شرط ہے۔ مگر ایمان ثلاثہ ثابت نہیں۔ شرائط ایمان سامنے رکھئے اور اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کیجئے۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پیش کیں:۔

انما المومنون امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصدقون۔ (پ۲۶ الحجرات)	یعنی سوائے اس کے نہیں۔ کہ مومن وہ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسولؐ کے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں۔

وعد اللہ الذین آمنوا

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے لئے تصدیق اور اطمینان قلب کی ضرورت ہے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مندرجہ صفات ایمان ثلاثہ صاحبان کو نصیب نہیں۔ پھر آپ نے اہل السنت کی کتابوں سے عمر کا شک فی النبوۃ پیش کیا تفسیر خازن صفحہ جلد ۱، اور درمنثور صفحہ جلد ۱ سے یہ عبارت پڑھی

قال عمر واللہ ماشککت منذ اسلمت الایومئذ۔ یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں جب سے ایمان لایا تھا مجھ کو کبھی شک واقع نہ ہوا مگر آج کے دن (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) پھر اہل السنت کی مشہور کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۱ سے یہ عبارت پیش کی:۔

فوقع فی صدر عمر شئی عرفہ النبی فی وجہہ فقال	پس حضرت عمر کے سینے میں کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جس کو حضورؐ نے اس کے چہرے

فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا۔	پہچان لیا۔ پس آپ نے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ عمر اپنے سینے سے شیطان کو دور کر۔

یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا

آپ نے لا یشرکون بی شیئا کے متعلق فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ مگر ابوبکر میں بعد اسلام بھی شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلنے کی گواہی خود رسالت مآبؐ نے دی ہے۔ دیکھو ادب المفرد مصنفہ امام بخاری صفحہ ۱۰۵ اور درمنثور جلد دوم صفحہ

یا ابابکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقال ابوبکر وھل الشرک الا من جعل مع اللہ الٰھا اخر فقال النبیؐ والذی نفسی بیدہ الشرک اخفی من دبیب النمل (ادب المفرد صفحہ)	حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے باریک چل رہا ہے۔ ابوبکر نے کہا حضورؐ شرک تو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے کا نام ہے۔ حضورؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی باریک چل رہا ہے۔

اب فرمایئے کہ جن کے اندر بعد از اسلام بھی شرک باقی ہو ان کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

وعملوا الصالحات

باقی رہے اعمال صالح۔ تو خاتونِ قیامت کو ناراض کرنا اور ان کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کرنا اور جہادوں سے فرار کرتے رہنا اور حضورؐ کے آخری وقت میں تعمیل ارشاد کی بجائے ہذیان کی نسبت حضورؐ کی طرف کرنا اور ایک ایسی وصیت لکھنے میں مخل ہونا جو قیامت تک امت کی ہدایت کی ضامن تھی اگر یہی اعمال صالح ہیں تو عملوا الصلحت کی شرط بے شک آپ کے خلیفوں میں پائی گئی ہے ورنہ نہیں ......

ناراضگی بنتِ رسول اللہ

پھر آپ نے اپنے دعوٰی کی تائید میں بنتِ رسولؐ کا ناراض اور غضبناک ہونا بخاری شریف صفحہ ۴۳۵ جلد اوّل باب الخمس سے پیش کیا کہ:-

فغضبت فاطمة بنت رسول اللہ فھجرتہ فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت -	یعنی بی بی پاک ابوبکر پر ناراض ہوگئیں اور قطع تعلقی اختیار کرلی حتّٰی کہ وفات پاگئیں -

اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر ہے کہ رسولؐ کی بیٹی نے ان کو اپنے جنازے کی شرکت سے بھی روک دیا تھا اور دخترِ رسولؐ کے گھر کو آگ لگانے کا قصہ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۳ ، تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۸ ، الفاروق صفحہ ۶۸ سے پیش کیا -

امرِ اوّل یہ خدا نے اُن کو خلیفہ بنایا ہی نہیں جس کا خود اُن کو اقرار ہے - دیکھو کتاب بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ اور صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۲۰ ترمذی صفحہ ۳۷

عن عبد اللہ بن عمر قال قیل لعمر بن الخطاب استخلف قال ان استخلف فقد استخلف ابوبکر وان لم استخلف فلم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی)	یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو میرا عمل سنّتِ ابوبکر پر ہوگا - اور اگر نہ کروں تو موافق رسول اللہ - کیونکہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا -

حتّٰی کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۹۵ پر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا من الخلیفة بعدہ یعنی حضورؐ کے بعد خلیفہ کون ہے -

باقی رہا سوال غلبہ کا سو قرآن میں غلبہ کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ تمکین دین کا لفظ ہے جس کے معنے بقول شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب محکم اور ثابت ہونے کے ہیں - اور محکم وہ دین ہے جس کے اصول محکم ہوں - ورنہ ثلاثہ کہاں محکم ہوا

جن کا کوئی اصول ہی نہیں ہے - کہیں شورٰی تو کہیں اجماع اور کہیں غلبہ - البتہ حضرات ائمہ کا محکم اور ثابت مذہب اہل بیتِ رسولؐ کا مذہب ہے جس کے دلائل مضبوط اور اٹل ہیں - یہی وجہ ہے کہ مذہب اہل بیتؑ کے پیرو باوجود مصائب و آلام کے ہمیشہ ثابت قدم رہے - جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے:-

عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت النبی علی المنبر یقول لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم وخالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس - (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)	یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور امر اللہ کے ساتھ قائم رہے گا - اور جو شخص ان کی مخالفت یا ان کو رُسوا کرنے کا اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے گا - حتّٰی کہ اللہ کا امر آ جائے گا اور وہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے -

اب یہ گروہ ثلاثہ کا گروہ تو ہو نہیں سکتا - کیونکہ اس گروہ میں یزید و مروان جیسے بھی شامل ہیں - دیکھو شرح فقہ اکبر ملّا علی قاری صفحہ ۸۲ تو یہ گروہ آئمہ طاہرین کا گروہ ہی ہو سکتا ہے جس کی شان میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ:-

وممن خلقنا امة یھدون بالحق وبہ یعدلون -	یعنی ہماری خلقت سے ایک اُمت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہدایت پائے گی -

چنانچہ اسی اُمت کے آئمہ اور اُمت دونوں کو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی انت وشیعتک فی الجنة (صواعق محرقہ)

باقی رہا خوف کا امر سے بدلنا - تو ثلاثہ چونکہ مکے میں کافروں سے خوفزدہ رہتے تھے - حضرت ابوبکر تو مکے میں ابن الدغنہ کافر کی پناہ میں رہے جیسا کہ بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۵۲ میں ہے کہ:-

فقال ابن الدغنة فان	یعنی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر

مثلك يا ابا بكر لا يخرج ولا يخرج۔ | سے کہا کہ اے ابوبکر تیرے جیسا نہ تو نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے

اور حضرت عمرؓ ابوجہل کی پناہ میں رہے۔ دیکھو مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ کہ:-

پس ایستاد و خال من ... ابوجہل است بر بر تجرد اشارت کرد بابا منہ و گفت آگاہ باشید تحقیق مانی وادم من ابن اخت خود را۔ | کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوجہل میرے ماموں نے پتھر کی بیل پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اہل مکہ کو کہا کہ خبردار ہو جاؤ میں نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو پناہ دے دی ہے۔

باقی رہا عثمان سو وہ بنی امیہ سے تھا۔ ابوسفیان وغیرہ ان کی پشت پناہ تھے اور انہی کے توسل پر حضرت عثمان صلح حدیبیہ کے دن مکے چلے گئے تھے۔ ویسے بھی یہ سورت مدنی ہے۔ اور مدینہ میں ثلاثہ اور دیگر مسلمانوں پر کوئی خوف تھا ہی نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حکومت بن چکی تھی بلکہ ثلاثہ کو تو اثنا امن کے بعد خوف آگیا تھا کہ جب حاکم بنے امن تھا، پھر عمر کی موت ابولؤلؤ کے خنجر سے ہوئی اور حضرت عثمان کا محاصرہ ان کے دارالحکومت مدینہ میں باغیوں نے چالیس دن تک کیا، اور قتل ہو گئے اور مسلمانوں کے قبرستان میں کسی نے جنازہ بھی نہ پڑھنے دیا اور مقابر یہود میں دفن ہوئے۔ (دیکھو تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

چنانچہ یہ خوف جس کا اس آیت میں ذکر ہے آئمہ طاہرین کا خوف ہے۔ جس کو خداوند عالم نے ولنبلونکم بشئ من الخوف الخ پارہ ۲۔ البقرہ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

استدلال نمبر ۱ کا جواب مبلغ اعظم نے جو دیا تھا اس کو صدیقی صاحب ہضم فرما گئے اور وہ یہ تھا کہ ولنورثنهم من ارض الكفار من العرب والعجم کا قول ضعیف ہے۔ کیونکہ ما تحت "قیل" ہے اور اس سے قبل "او المعنى" کا حرف "او" حرف تردید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت کے لوگوں نے دو معنی لئے ایک تو حسن خلفاء حق کا وجود، دوسرا بادشاہوں اور سا کنان ارض کا وارث ہونا۔

... تبوا ... ليلى ... بعض ...

استدلال نمبر ۲ کا جواب

... اس کے بعد صدیقی صاحب نے سورۂ نور کی آیت ... کی تفسیر ... صافی ... پیش کی ہے ...

بالذين امنوا الذين صدقوا بالله ورسوله ... ويجمع ما جاء به ... حق التصديق وعملوا الصالحات الى عمال الصالحة ... بشيئ منها وهم الائمة عليهم السلام ليستخلفنهم في الارض ... اى ليجعلنهم خلفاء ...

کہ مراد ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں وہ ہیں جنہوں نے اللہ و رسول کی تصدیق ہر واجب التصدیق میں کی یعنی تصدیق کا۔ اور ان کے تمام اعمال صالح ہیں۔ انہوں نے کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ بلکہ ہر امر پر عمل کیا۔ اور وہ آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں ... خدا نے خلیفہ فی الارض بنایا ہے کیونکہ یہ آل بیت سے مروی ہے۔ دیکھو صافی ...

كما استخلف الذين من قبلهم هو ان جعل الصالح ... خليفة مثل ادم و داؤد سليمان ويدل على ذالك قوله انی جاعل فی الارض خليفة و يا داؤد انا جعلناك و قوله فقد اتينا ال ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما وعلى هذا اجماع العترة الطاهرة و اجماعهم حجة لقول رسول الله انی تارك فيكم الثقلين الخ (مراۃ العقول صفحہ ۱۴۳ جلد اول)۔

کہ حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے ... امنوا وعملوا الصالحات سے مراد رسول کریم اور آئمہ اہل بیت ہیں۔ اور یہ آیت ان کی خلافت کی بشارت کو متضمن اور شامل ہے اور امام آخر الزمان کے وقت میں خوف امن میں بدل جائے گا اور مراد كما استخلف الذين من قبلهم سے ... خلافت کو اللہ تعالیٰ خلیفہ کرے گا۔ جیسے آدم و داؤد اور سلیمان علیہم السلام کو۔ اور یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ... (مثلاً) آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور ملک عظیم کی بادشاہت دی ... پر عترت طاہرہ اہل بیت کا اجماع ہے ... بقول رسالتمآب انی تارک فیکم الثقلین حجت ہے۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا، حضرات! یہ ان کی کتنی خیانت ہے کہ قولِ اہلبیت جس پر کُل کا اجماع ہے اس کو تو چھپاتے ہیں اور جس کی صاحب مرآۃ العقول تردید کر کے غلط ثابت کر رہا ہے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دوست شیعہ کتب تو درکنار، اگر سُنی کتب سے بھی یہ دکھادیں کہ خلفاءِ ثلاثہ نے اپنی خلافت کے لئے اس آیت سے کبھی استدلال کیا ہو یا کبھی یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے تو منہ مانگا انعام لیں۔ سورۂ بیع شکست اور گواہ چُست کا کچھ مطلب نہیں۔ یہی دعوے سے کہتا ہوں کہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے۔ آیئے میں اہلِ سنت کی کتابوں سے دکھاؤں کہ یہ آیت آئمہ اہلبیتؑ کے حق میں ہے۔

عن عطیۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض قال اہل بیت ھھنا واشارۃ بیدہ القبلۃ (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۵۵) یعنی آیتِ استخلاف اہلبیتؑ کے حق میں ہے اور اہلبیتؑ سے مراد اس قبلہ کے اہل ہیں۔

مولینا محمد اسماعیل صاحب نے اس پر بہت زور دیا کہ جس طرح میں نے مخالف موافق کی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیتؑ اور آئمہ معصومینؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے سُنی مناظر کو چاہیئے کہ حضورؐ کی مرفوع متصل حدیث سے یا ثلاثہ میں سے کسی کے قول سے یہ ثابت کرے کہ آیۃ استخلاف کا نزول بحق ثلاثہ ہوا ہے۔ ورنہ قیاس اور چند تُوٹے دلیلِ محکم نہیں ہو سکتے۔ اسکو ذکر کرے۔

اس بیانگ دہل اعلان سے شیعہ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ نعرہ ہائے حیدری سے اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ لیکن مبلغِ اعظم نے صرف اس کی خاطر سختی سے روک دیا۔

استدلال نمبر ۳:-

بحار الانوار کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ حضرات یہاں بھی سُنی مناظر خیانت کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو قمی شریف کی ساری عبارت پڑھے اور پیش کرے۔ کانٹ چھانٹ کرنا خیانت ہے۔ پوری عبارت پڑھو تاکہ خلافتِ ابوبکر و عمر کی قلعی کھل جائے۔ پھر دیکھو کہ یہ خلافتِ راشدہ کی پیشگوئی ہے یا خلافتِ شر اور جبر و ظلم کی۔ چونکہ سُنی مناظر اپنی چوری کو جانتا تھا اس لئے وہ تو نہ سنا سکا

البتہ مبلغِ اعظم نے خود تفسیر قمی ہاتھ میں لی اور عوام کو یہ پوری عبارت سُنائی۔

استدلال نمبر ۳ کا جواب:-

قال علی بن ابراھیم کان سبب نزولھا ان رسول اللہ کان فی بعض بیوت نسائہ وکانت ماریۃ القبطیۃ تکون معہ تخدمہ فکان ذات یوم بیت حفصۃ فذھبت حفصۃ فی حاجتھا فتناول رسول اللہ ماریۃ فعلمت حفصۃ بذالک فغضبت واقبلت علی رسول اللہ فقالت یا رسول اللہ ھذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیی رسول اللہ منھا فقال کفی فقد حرمت ماریۃ علی نفسی ولا اطاھا بعد ھذا ابداً وانا افضی الیک سراً فان انت اخبرت بہ فعلیک لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین فقالت نعم ما ھو قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم من بعدہ ابوک فقالت من اخبرک بھذا قال اللہ اخبرنی فاخبرت حفصۃ عائشۃ فی یومھا بذالک فاخبرت عائشۃ ابابکر فجاء ابوبکر الی عمر فقال لہ ان عائشۃ اخبرتنی عن حفصۃ بشیء ولا اثق بقولھا فاسئل انت حفصۃ فجاء عمر الی حفصۃ فقال لھا ما ھذا الذی اخبرتنی عنک عائشۃ فانکرت بذالک فقالت ما قلت لھا من ذالک شیء فقال عمر ان کان ذالک حقاً فاخبرینی حتی نتقدم فیہ فقالت نعم قد قال ذالک رسول اللہ فاجتمعوا اربعۃ علی ان یسموا رسول اللہ فنزل جبریل علی رسول اللہ بھذہ السورۃ الخ (تفسیر قمی طبع ایران صفحہ ۳۴۴)

ترجمہ:- علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۂ تحریم کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی کسی بیوی کے گھر میں رونق افروز تھے اور جناب ماریہ قبطیہ حضورؐ کی خدمت کر رہی تھی۔ اور ایک دن حضرت حفصہ کے گھر میں تھے

حضرت حفصہ باہر گئیں تو حضورؐ نے ماریہ قبطیہ سے مباشرت فرمائی۔ حضرت حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا۔ وہ غضب ناک ہو گئیں اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ کام میرے دن اور میرے ہی بستر پر۔ حضورؐ نے از راہ حیا اس سے کہا کہ رک جاؤ۔ ایسے کلمات نہ کہو۔ میں نے ماریہ کو اپنے نفس پر حرام کر دیا اور اس کے بعد کبھی اس سے مباشرت نہ کروں گا۔ اور میں تجھ کو ایک راز بتاتا ہوں یقیناً اگر تو نے اس کو ظاہر کیا تو تجھ پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ انہوں نے کہا حضورؐ بہت اچھا میں ہرگز ظاہر نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خود بخود ہی خلیفہ بن جائے گا اور اس کے بعد تیرا باپ۔ انہوں نے کہا حضورؐ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ نے خبر دی ہے۔ پس حفصہ نے عائشہ کو اسی روز اس کی خبر دے دی اور عائشہ نے ابوبکر کو خبر دے دی۔ پھر ابوبکر عمر کے پاس گیا کہ عائشہ نے مجھے حفصہ کی زبانی کچھ بتلایا ہے مگر میں اس کی بات پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا۔ تو خود حفصہ سے پوچھ۔ چنانچہ عمر حفصہ کے پاس آیا اور کہا وہ کیا خبر ہے جو تو نے عائشہ کو دی ہے۔ حفصہ نے انکار کیا اور کہا میں نے کچھ نہیں کہا۔ عمر نے کہا سچ بتلا۔ اگر وہ خبر سچی ہے تو ہم اس کیلئے کوئی اقدام کریں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تھی وہ عبارت جس کو میرا مقابل دوست قطع و برید کرکے اس کا صرف ایک ٹکڑا پیش کرکے عوام کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کے بزرگوں کے [illegible] پیچھے سرّ اور جس چیز کے اظہار پر خدا کی لعنت کی وعید کا ذکر ہے وہ منظر عام پر نہ آسکے۔ الغرض یہ تو ابوبکر اور عمر کے خلافت کو غصب کرنے کی پیشین گوئی ہے۔ جس کے [illegible] ابوبکر و عمر خود بن گئے۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ ابوبکر کو میں اور میرا خدا خلیفہ بنائے گا۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ قرآن و حدیث سے خلافت کے بارے میں چار قسم کا نص ملتا ہے۔

۱۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (پ۱ البقرہ)
۲۔ یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض
۳۔ یاہارون اخلفنی فی قومی (اعراف)

نصوص از قرآن برائے خلافت

۴۔ انت خلیفتی من بعدی (خصائص نسائی ص[illegible] مطبوعہ لاہور)۔

مگر ابوبکر اور عمر کے لئے ان میں سے کسی قسم کی نص نہیں ملتی۔ اور یہ قول ابوبکر کی خلافت کی خبر ہے تو پھر اظہار پر لعنت کیوں؟ اور اگر یہ خلیفے راشد ہیں تو حضورؐ کو زہر دینے کے ارادے کیوں کرتے۔ اگر یہ روایت غلط ہے تو آپ نے ٹکڑا کیوں لیا۔ اگر ایک ٹکڑا صحیح ہے تو باقی کیوں صحیح نہیں۔ اگر نقل کرتے ہو تو پوری پیش کرو نہ [illegible] چھوڑ دو تاکہ تمہارے ابوبکر اور عمر کی حقیقت چھپی رہ جائے۔

آپ نے فرمایا کہ یہی الخلافۃ [illegible] بعدی [illegible]
ص۲۱ پر یہ روایت ملاحظہ فرمائیں [illegible] واضح ہو جاتا ہے کہ عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون السنۃ ویعملون بالبدعۃ [illegible]

یعنی عنقریب میرے بعد مسلمانوں کے امور کے والی خلیفے ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات پر عمل کریں گے۔ آپ نے کہا ان دونوں حدیثوں میں یلی ضنی اور بعدی قدر مشترک ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں [illegible] اور وہاں بالتصریح ابوبکر اور عمر کے نام [illegible] پیشین گوئی فرمائی ہیں۔ آئندہ حالات کے لئے ایسی پیشین گوئی بیان کی تو آپ نے بنی امیہ کے متعلق بھی [illegible]
عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ اری فی منامہ بنی امیۃ یعلون منبرہ خلیفۃ فخلیفۃ فشق ذلک علیہ فانزل اللہ انا اعطیناک الکوثر وانا انزلناہ فی لیلۃ القدر یعنی حضرت حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضورؐ نے دیکھا کہ بنی امیہ یکے بعد دیگرے خلیفے ہو کر آپ کے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ آپ کو یہ بات شاق گذری اور بہت ملول ہوئے۔ پس اللہ نے فرمایا کہ [illegible] اور میں نے تجھے حوض کوثر دینے کا وعدہ کیا ہے اور انا انزلناہ القدر نازل کی ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ ص[illegible])۔

آپ یزید کے متعلق بھی سن لیجئے۔ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو پہلے میرے طریقوں کو بدل دے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک آدمی ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔ (صواعق ص۱۳۲)

بلکہ ایسی پیشین گوئیاں تو قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم و اعمٰی ابصارھم ۔ (پ سورہ محمد)

ترجمہ:۔ پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور کاٹو قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے ۔ پس بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو۔

استدلال نمبر ۴ کی حقیقت :۔

استدلال نمبر ۴۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے جواب میں مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شاید میرے مقابل دوست تفسیر جلالین بھی نہیں پڑھے ہوئے ۔ ان کی اپنی تفسیر جلالین ص۲۰۵ میں ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ یعنی قول یہی ہے کہ اس ارض سے مراد ارض جنت ہے یعنی جنت کی زمین ۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص۳۶ علیٰ حاشیہ القرآن میں بھی ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ کہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۱۸۲ میں ابن عباس سے مروی ہے۔

اور اگر اس سے ارض دنیا بھی مراد لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث تو صالحین ہیں غیر صالح نہیں ۔ یہ شرط صالحیت خلفاء ثلاثہ میں مفقود ہے ۔ لہٰذا مخالفین کا قبضہ مخالفانہ اور ناجائز ہے جو کبھی دور کر دیا جائے گا ، اور اس کی مدت ظہور مہدی آخر الزمان ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص۴۶۹ پر بایں الفاظ مرقوم ہے کہ قال رسول اللہ یکون فی اٰخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گننے کے تقسیم کرے گا۔

پھر آپ نے اس سچے وارث زمین خلیفے کا خاندان ان لفظوں میں فرمایا کہ یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ یعنی مہدی میری عترت میں سے ہوگا ۔ یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۰)

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات ! جن صالحین کو خدا نے وارث زمین کیا وہ یہ نہیں ہیں کہ کوئی تو رسولؐ کی بیٹی کو حق پدر سے محروم کر دے اور کوئی یہ منصوبہ علاقہ

مروان جیسے راندۂ بارگاہ رسولؐ کو دے کہ ظلم و جور کی مثال قائم کر دیں ۔ بلکہ اس وارث ارض کی شان مشکوٰۃ ص۴۷۱ سے ملاحظہ فرمائیے کہ لیبعث اللہ رجلا من عترتی و اھل بیتی فیملاء بہ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا ۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ خدا وند عالم میرے اہل بیتؑ سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا ۔ جو ظلم اور ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ یہ مشتی علماء زمین کے وارث نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ ان کا قبضہ قہر و غلبہ کا قبضہ ہے ۔ اللہ و رسولؐ نے ان کو وارث نہیں بنایا تو ان کے حق میں کوئی نص آئی لیکن جو کہ اہل بیت عظام اور امام آخر الزمانؑ کے حق میں نصوص میں فلاں وین دنیا کے وارث یہی ہونگے قہر و غلبہ ہی وراثت ارض کی دلیل مان لی جائے تو معاویہ اور یزید ہی وارث ارض ماننے پڑیں گے ۔ کیونکہ ان کو بدرجہ اولیٰ قہر و غلبہ حاصل تھا۔

اور ہماری تفسیر صافی اور قمی میں بھی اس سے مراد حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

مبلغ اعظم نے زور دار آواز سے مطالبہ کیا کہ جس طرح کی نصوص میں نے اہل بیتؑ کے لئے پیش کی ہیں ۔ اگر تم ایک بھی بزبان رسولؐ یا ثلاثہ کے کسی قول سے ثابت کر دو تو انعام لو ۔ لیکن فرضی فتح کے ڈھنڈورے پیٹنے والوں کی حالت میدان مناظرہ میں قابل دید تھی ۔ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" سنیوں کے تمام فرقوں کے علماء ثلاثہ کے لئے ایک نص بھی پیش نہ کر سکے ۔

استدلال نمبر ۵ کی حقیقت :۔

استدلال نمبر ۵۔ والذین اٰمنوا و ھاجروا فی سبیل اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ (پ۱۴ سورۃ النحل) کے جواب میں فرمایا کہ جناب مناظر صاحب ! یہ تو آن صحابہ کے حق میں ہے جن پر ظلم کیا گیا ہجرت کی ، محبوس اور قید ہوئے ۔ قسم قسم کے کفار کے ظلم سہے ۔ فرمائیے ! آپ کے ثلاثہ کہاں قید ہوئے بلکہ ان کو ابن خطاب ، ابو جہل اور ابو سفیان کا بچا ملا رہا۔

جس سے مراد حضرت بلال و صہیب وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔
الغرض اس سے مراد مظلوم صحابہ ہیں جو مکہ میں قید و بند کی مصیبتیں سہتے رہے
[illegible] جب مظلوم ہو گئے تھے۔ اور بیضاوی میں ان صحابہ
کرام کا نام بھی آگیا ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وہم بلال و صہیب و
خباب و عمار و عابس و ابو جندل و سہیل رضی اللہ عنہم۔
(بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

مبلغ اعظم زور دار روانی کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے اور سنی علماء
[illegible] اپنی مجالت چھپائے بیٹھے تھے۔ وہ منظر قابل دید تھا۔
جب مبلغ اعظم [illegible] سنی علماء سے خطاب کر رہے تھے
[illegible] من بعد ما ظلموا کے مصداق کو دکھا دو اور
[illegible] اپنی ہی کتابوں سے ثابت کر دو۔ مگر سنی علماء کا تو یہ عالم تھا کأن علی
رؤسهم الطير بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے۔

تقریر مناظر اہل السنت

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب بہت ہی گھبرا گئے ہیں

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب مولوی صاحب کو دلائل نہیں ملتے تو خلاف موضوع باتیں بیان کرتے ہیں
مگر میں آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ آپ مجھ سے بھاگ کیسے سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس
ہے کہ آیت [illegible] کا مفہوم غلط پیش کیا اور باقی آیتوں کو [illegible] اصل
میں مولوی صاحب کی یہی ہار جانے کی علامتیں ہیں۔ مولانا جو چاہیں موضوع بدل لیں
میں آپ کی ہر دلیل کا جواب دوں گا۔
دیکھئے تیسرا [illegible] رسول
اللہ صلعم صلت علیہ المہاجرون والانصار فوجا فوجا
دیکھئے آپ کی اس کتاب [illegible] حضور علیہ السلام
کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار نے فوج فوج ہو کر [illegible] مولوی صاحب
نے جنازہ رسول پڑھنے کا ثبوت دے دیا۔ ذرا مہربانی کر کے [illegible] ولیکن
[illegible] نہ کر سکے
دوسرا حوالہ دیکھئے جلاء العیون [illegible]
ہو کر جنازہ پڑھنا چاہتے تھے

شیعہ مناظر کے اعتراضات کے جوابات

باقی جو شیعہ مناظر نے مسلم کی حدیث پڑھی ہے وہ [illegible]
[illegible] مخالف نہیں ہے [illegible]
[illegible] مہاجرین و انصار کے مشورے [illegible]

رہا آپ کا خلافتِ علمی کہنا وہ بھی غلط۔ کیونکہ اگر خلافتِ علمی مراد ہے تو پھر غصب کیا کیا خلافتِ علمی کو بھی کوئی چھین سکتا ہے؟

آمدم برسرِ مطلب!

استدلال نمبر ۱۶:- نہج البلاغۃ ص۸ میں ہے انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار۔ کہ خلافت میں مشورہ کرنا مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ فرمایئے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ پر مرآۃ العقول والی عبارت قرض ہے اس کا جواب آپ نے ضرور دینا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے آیت استخلاف کو مکرر پڑھا اور سنی مناظر سے ثلاثہ کے مصداق آیت استخلاف ہونے کا ثبوت طلب کیا۔ اور پھر فرمایا کہ جنازہ رسولِ خدا اور ذکر سقیفہ کو جس قابلیت پر خلافِ موضوع قرار دیا تھا اس کی حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے اور خلافِ موضوع تو آپ جا رہے ہیں اور طعن مجھے دے رہے ہیں کہ بجائے ثبوت خلافت کے اثبات جنازہ خوانی کر رہے ہیں جو شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ جیسا کہ میں (۱) بخاری شریف (۲) شرح عقائد نسفی (۳) نبراس (۴) دُرِّ مختار، (۵) شرح مواقف وغیرہ کتب اہل السنت سے ثلاثہ کا ترک دفن رسولؐ ثابت کر کے سقیفہ کو جانا ثابت کر چکا ہوں۔

اور روایت جو آپ نے اصول کافی ص۲۸۶ سے صلت علیہ المہاجرون والانصار پیش کی ہے۔ اولاً تو یہ ضعیف ہے۔ دیکھو مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد اول ص۳۷۵۔ ثانیاً اس سے مراد ابوبکر اور عمر اور ان کے رفقاء و سقیفہ نہیں بلکہ دیگر صحابہ مراد ہیں ورنہ اثبات دعویٰ کیلئے ابوبکر و عمر کا نام دکھلاؤ۔

اور یہ جو آپ نے جلاء العیون ص۷۹ اردو سے روایت پیش کی ہے کہ ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہتے تھے بالکل تحریف ہے جلاء العیون میں کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعض منافقین کی صلاح و مشورہ کا ذکر ہے جو سقیفہ سے واپس آ گئے تھے۔ ابوبکر تو

ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ یہ تو ان کے چیلے چانٹوں کی شورش تھی ورنہ ابوبکر کا وہاں موجود ہونا صریح دکھلا دیجئے۔ میرے مقابل دوست جس جلاء العیون سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اس میں تو صاف تصریح ہے کہ شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی و دیگر محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو منافقین، مہاجرین و انصار مثل عبدالرحمن بن عوف و ابوبکر و عمر وغیرہ نے اہل بیت رسالتؐ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی تعزیت کو نہ آئے اور نہ تجہیز و تکفین حضرتؐ ہوئے۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں غصب خلافت کے لئے گئے اور اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرتؐ نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ پر نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہوں لیکن نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کی بیعت اس وقت تمام ہوئی جبکہ حضرتؐ دفن ہو چکے تھے۔

اور یہی اہل السنت کی مشہور و مستند کتاب کنز العمال جلد۳ ص۱۴۰ میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشہدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جو حضرت ابوبکر کے خاص رازدار اور نواسہ بنت ابوبکر کے فرزند ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمر دونوں جنازہ اور دفن پیغمبر خدا میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ دونوں انصار میں تھے۔ اور حضورؐ ان دونوں کے واپس از سقیفہ ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

لیجئے حضرات! یہ ہے آپ کے ثلاثہ کے جنازہ پڑھنے کی حقیقت جسے آپ سننے کے لئے مدت سے تڑپ رہے تھے۔ لہذا ان روایات کا جواب دو کہ ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا ثابت تو کیجئے اور انعام لیجئے۔ اگر آپ کو ابوبکر کا نام کسی کتاب سے نہیں مل رہا تو دیگر علماء کی امداد حاصل کریں اور ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا دکھا دیں۔ روایتوں کا نام سن کر آپ کی رال تو ٹپک پڑی مگر بغیر نام دکھانے کے آپ کو کورا جانا ہے۔ اب دوبارہ پھر کہیں اگر دکھا دیں تو آپ انعام کے حقدار ہیں۔

اور ان آئندہ والی حضرات کو جو نہیں جانتے شبلی نعمانی کی الفاروق سے ثلاثہ کا ترک دفن رسولؐ ملاحظہ

فرمایا یوں ...

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ حضرات دیکھ لیجئے۔ ابھی ابھی آپ کا مولوی یہ کہہ رہا تھا کہ انتخاب شدہ کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے اور تفسیر قمی کی پیشین گوئی غصب اور ظلم کو پیش کر کے ابوبکر اور عمر کے متعلق نص پیش کر رہا تھا اور ابھی [illegible] تفسیر [illegible] صحیح مسلم ص ۱۹۹ اور تفسیر ابن کثیر جو پڑھی ہے لہٰذا تو ہمارے مذہب کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم نبی کی طرف سے منتخب شدہ خلیفے ہی کو مانتے ہی نہیں بلکہ ہم تو مہاجرین و انصار کے مشورہ سے منتخب شدہ خلیفے تسلیم کرتے ہیں۔

(مندرجہ الفاظ سنیوں نے اپنی مرتبہ روئیداد میں بھی نقل کئے ہیں ص ...)

آپ نے فرمایا کہ لیجئے تو آپ کا مناظرہ اسی سے یہ کہہ رہا تھا کہ خلفائے ثلاثہ خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے ثابت کرنا چاہتی تھی۔ اب جب دیکھا کہ ایں خیال است و محال است و جنوں تو خود ہی مان گئے کہ ہم تو خلفائے ثلاثہ کو نبی کی طرف سے منتخب کردہ خلیفے مانتے ہی نہیں لیجئے اب مطلب صاف ہو گیا کہ جو اللہ و رسول کے منتخب کردہ خلیفے نہیں وہ واجب الاطاعت نہیں اور نہ ہی ان کا ماننا ضروری ہے کیونکہ واجب الاطاعت وہی ہو سکتے ہیں جن کو اللہ و رسول منتخب کرے۔ اس لئے کہ اللہ و رسول کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ خلیفۃ الرسول مقرر کرے۔ اب آپ کی تمام سابقہ مدلولہ عمارت دھڑام سے نیچے گر گئی۔ میرا دعویٰ ثابت ہو گیا [illegible] کوشش کی کہ خلفائے ثلاثہ کو خدا و رسول کے منتخب کردہ خلیفے ثابت کر سکے۔

[illegible] شاید اسی لئے پہلے حضرات اپنی فتح کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے [illegible] ہم تو مان گئے ہیں کہ تمہارے خلیفے خدا و رسول کے بنائے ہوئے نہیں [illegible] اگر آپ مان گئے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ منجانب اللہ و رسول نہیں ہیں [illegible] اپنا اور عوام کا وقت کیوں ضائع کیا [illegible] آپ مناظرہ کرتے رہے۔ خوب!

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! اب میں کس بات کی تردید کروں جبکہ یہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا اور رسول کے مقرر کردہ نہیں۔ اس فقرے پر

[illegible] صحیح مسلم [illegible] خواہ مخواہ ان کو خدا اور رسول کے منتخب کردہ خلیفے قرار دیتا ہے۔

سنی علماء بہت نادم ہوئے۔ شیعہ جوش ایمانی سے اچھل اچھل پڑتے تھے کہ یہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا اور رسول کی طرف سے نہیں ہیں [illegible]

چنانچہ مبلغ اعظم نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرات [illegible] اور نبوت ہمیشہ علمی ہی ہوتی ہے۔ عدم الاطاعت اور امام حق کے مقابل میں ناحق امام بن کے کھڑے کرنے کا نام غصب ہے۔ خلافت آدم، خلافت ارض، خلافت سلیمان اور خلافت ہارون سب علمی ہیں۔ [illegible] خلافت آدم کی [illegible] وعلم آدم الاسماء کلہا [illegible] علم ہے اور سلیمان کا فرمان اور [illegible] علمنا منطق الطیر [illegible] اور حضرت سلیمان پر [illegible] آپ کی تفسیر میں مذکور ہے اور وقال موسیٰ لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی [illegible] سند خلافت ہارون ہے اور [illegible] انا مدینۃ العلم وعلی بابہا سند خلافت علیہ حضرت علی علیہ السلام ہے [illegible] صرف الراسخون فی العلم اور اولی الامر [illegible] کے خلفائے ثلاثہ نے کیا۔ کہ وارث علم نبی کے مقابلے میں خود کھڑے ہو گئے اور چند مہاجرین و انصار کے ووٹوں کو سند بنایا اور حضرت نے فرمایا [illegible] منسوب ہونے کا [illegible]

استدلال نمبر ۴: انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار (نہج البلاغہ)

کے جواب میں مبلغ اعظم نے حقائق سے پردہ اٹھاتے ہوئے [illegible] مرتب کر لیا [illegible] تمام اصحاب اس کو [illegible] حذف فرماتے ہیں [illegible] تاکہ خلفائے ثلاثہ [illegible] کی حقیقت کھل جائے اور علمی دنیا میں یادگار رہ جائے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ حضرات! یہ خط جناب امیر علیہ السلام کا معاویہ کی طرف بطور الزام اور با اصول جدل ہے جس میں امیر المومنین علیہ السلام نے مذہب اہل السنت [illegible] کر دیا ہے کیونکہ ارکان مذہب اہل السنت تین تھے: اول اصحاب ثلاثہ، دوم اصحاب جنگ جمل حضرت عائشہ وغیرہ، سوم اصحاب جنگ صفین معاویہ وغیرہ۔ چنانچہ آپ نے تینوں کو اسی الزامی دلیل سے ملزم گردانا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے معاویہ کے سامنے نہ تو کوئی آیت پیش کی ہے نہ حدیث بلکہ قیاس جدلی سے کام لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاویہ آپ کا منکر اور معاند تھا۔ منکر کے سامنے برہان پیش کرنا خلافِ عقل و نقل ہے۔ کیونکہ دلیل سے مقصود دو ہوتے ہیں۔ اولاً اثباتِ مذہبِ خود ثانیاً افہام الزامِ خصم۔ یعنی مخالف کو عاجز کرنا اس پر مبلغِ اعظم نے مناظرِ اہل السنت کو مخاطب کر کے کہا کہ فرمائیے آیا یہ خط بطور الزام ہے یا برہان۔ اگر برہان ہے تو فرمائیے کہ برہان کیسے مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اور اس خط میں مقدماتِ برہان دکھلائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ معاند کے سامنے برہان پیش کرنا جناب امیر المومنینؑ جیسے عالم کی شان ہے؟ یا برہان کا یہ محل ہے؟

اور اگر الزام ہے تو فرمائیے کہ جدل مقدماتِ مشہورہ یا مسلماتِ خصم سے مرتب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شیعوں پر حجت کیسی۔ بلکہ جناب امیر المومنینؑ نے اس مکتوب شریف میں معاویہ کو اس کے مسلمات سے ہی مع اگلے پچھلے بزرگوں کے جھوٹا کر دیا ہے۔

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ... اور مقاصد الفلاسفہ امام غزالی صفحہ ... سے حقیقتِ جدل پیش کی جس کو سنی اپنی مرتبہ روئیداد میں کھا گئے ہیں پھر آپ نے پورا خط پڑھا اور اس کی حقیقت یوں بیان کی۔ کہ حضرات! اصل عبارت یہ ہے کہ:

انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد۔ یہ مسلماتِ معاویہ سے اس کو الزام دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتا تھا۔ اور الزام کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک قوم کی بیعت کر لینے سے خلافتِ ثلاثہ حق تھی تو میری خلافت کیوں حق نہیں؟ میں نص کے علاوہ تمہارے مسلمات کی بنا پر بھی خلیفہ ہوں۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا اور الزاماً خلافتِ ثلاثہ بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ معاویہ نے خلافتِ ثلاثہ کی دلیل کو باطل سمجھا۔ اگر باطل نہ سمجھتا تو جناب امیرؑ کو خلیفہ برحق مانتا۔ تو گویا معاویہ کے منہ سے ہی خلافتِ ثلاثہ باطل کر دی اور جناب امیرؑ کی خلافتِ حقیقیہ اس دلیلِ جدلی کی محتاج نہیں۔ کیونکہ وہ عند المحققین برہان سے

ثابت ہے۔ اور باقی رہا انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار یہ معاویہ کے اعتراض کا جواب ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا۔ کہ معاویہ کہتا تھا کہ علیؑ کی ان لوگوں نے بیعت نہیں کی ہیں اور اہلِ شام انتخابِ علیؑ کے وقت حاضر نہ تھے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے مسلمات سے ہے۔ کہ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور اہلِ شام نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آج تک معاویہ کے مریدوں سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اور اس فقرہ کی تشریح اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ... اسی خط کے متن میں موجود ہے واعلم انک من الطلقاء الذین لا تحل لهم الخلافة ولا یدخلون فی الشوریٰ کہ اے معاویہ تو تو آزاد شدہ اسیروں میں سے ہے جن کے لئے عند المهاجرین والانصار نہ تو خلافت کا حق ہے نہ شوریٰ کا۔

اور فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذالک لله رضا یہ کیفیت شوریٰ کا بیان ہے کہ مہاجرین اور انصار کے نزدیک شوریٰ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی آدمی پر جمع ہو جائیں اور اس کا نام امام رکھ لیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب معاویہ نے علیؑ کو امام نہ مانا تو اپنے مسلمہ قاعدے کی بنا پر بھی باغی رہا کی فان خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه۔ یہ شوریٰ کمیٹی کے مرتبہ آئین کی اس دفعہ کا بیان ہے۔ جس کی بنا پر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب اور عائشہ اور اس کے حواریوں کو خارج از جماعت باغی اور واجب القتال قرار دے دیا۔

الغرض اس الزامی خط سے ثلاثہ کی خلافت اور معاویہ کی بغاوت اور عائشہ و طلحہ و زبیر کے خروج کی قلعی کھول دی۔ اب اگر سنی خلافتِ علیؑ کو حق کہیں تو معاویہ اور عائشہ کو باغی تسلیم کریں اگر نہ کہیں تو خلافتِ ثلاثہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ یہ تھا جناب امیرؑ کا الزام۔ اور اس خط کو الزامی ثابت کرنے کے لئے مبلغِ اعظم نے اہل السنت کی مستند کتاب عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ... مطبوعہ مصر سے اس مکتوب کی ابتداء میں یہ تصریحی الفاظ دکھلائے "وکتب الی معاویه بعد وقعة الجمل سلام علیک اما بعد فان بیعتی بالمدینة لزمتک وانت بالشام لانه بایعنی القوم الذین الخ۔"

کہ یہ خط جناب امیر نے معاویہ کو واقعہ جمل کے بعد لکھا کہ اما بعد پس میری بیعت کا مدینہ میں ہونا تجھ کو لازم ہے خواہ تو شام میں ہو۔ کیونکہ قانون تمہارے بزرگوں کا یہی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جب اس خط کے شروع میں تمہاری اپنی کتاب میں لفظ لزمتک موجود ہے تو ایسے کے الزامی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اگر شیعہ کتب سے ثبوت الزام مطلوب ہے تو یہ دیکھئے ابن میثم شرح ... مطبوعہ ایران۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ الزامی دلائل تو قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے فان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یہ الزام ہے یا تحقیق۔

مناظر اہل السنت

یزید اور مروان مہاجرین نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کی بادشاہت کو خلافت حقہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لیستخلفنھم میں وعدہ مہاجرین سے ہے۔ ... دیکھ لیا آپ نے مولوی اسماعیل صاحب نے میری عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت اچھا اور عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے

استدلال نمبر ۔ نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۱۰۵ میں ہے الا انی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس لہ۔

ترجمہ ۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔ میں دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ ایک وہ شخص جو ایسے رتبے کا دعویٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ فرمائیے اگر خلفاء ثلاثہ خلفاء برحق نہ تھے تو آپ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا ؟

اصول کافی ص ۱۰۵ میں ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کے پاس اتیس چیزیں ہوں

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصائے موسیٰ بھی ہو۔ اگر حضرت علی کے پاس عصائے موسیٰ بھی تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے فرعون کا کچومر نکال دیا تھا تو حضرت علی المرتضیٰ سے خلافت کیسے چھین گئی ؟

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے پھر یہ آیۂ استخلاف تلاوت کی اور فرمایا کہ اپنے خلفائے ثلاثہ کو موعود من اللہ ثابت کرو۔ یا ان کے حق میں اللہ و رسولؐ کی کوئی نص دکھاؤ۔ جیسا کہ ہم اہل بیتؑ کے حق میں دکھا چکے ہیں۔ پھر آپ نے مندرجہ آیات اور احادیث تلاوت فرمائیں کہ کما استخلف الذین میں کما تشبیہ کے لئے ہے۔ لہٰذا طریق نصب خلافت وہی ہونا چاہیئے جو سابق خلفاء کا تھا۔ یعنی نص بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسا کہ میں پہلی تقریروں میں کہہ چکا ہوں۔ اور مولوی محمد صدیق سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

اور چونکہ سابقہ خلفاء آل انبیاء سے ہوتے رہے ہیں۔ لہٰذا خلافت اب بھی آل رسولؐ کا ہی حق ہے۔ جس کے ثبوت میں آپ نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما (پ ۵ س نساء) آپ نے فرمایا کہ ملک عظیم آل ابراہیم کا حق ہے۔

وکذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلیٰ آل یعقوب سے اتمام نعمت آل یعقوب ہو رہا ہے۔ اعملوا آل داؤد شکرا سے آل داؤد پر شکر خلافت ثابت ہو رہا ہے۔ واجعل لی وزیرا من اھلی سے خلافت ہارون برادر موسیٰ اور ان کا داخل اہل بیت ہونا ثابت ہو رہا ہے تو انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا مصداق کیوں خلیفہ محمدؐ اور داخل اہل بیتؑ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیۂ تطہیر پڑھ کر کہا۔ یہ اصطفاء اہل بیتؑ محمدؐ کی دلیل ہے اور آیۂ مودۃ پڑھ کر فرمایا کہ یہ آل محمدؐ کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل بین ہے۔ کیونکہ محبت بلا اطاعت اپنے ہیچ معنی ندارد۔

[illegible]

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ ثلاثہ کے حق میں ایسے دلائل پیش کرو جیسے میں علیؑ اور اہل بیتؑ کے حق میں پیش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے کتب اہل سنت سے مندرجہ ذیل احادیث پیش کیں :۔

انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ وعترتی (در منثور جلد ۲ صفحہ) و جامع الصغیر صفحہ

انّ رسول اللہ خرج الی تبوک فاستخلف علیاً (بخاری صفحہ ۱۳۳) مطبوعہ مصر

قال ھذا اخی و وصی و وارثی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا (تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ) ۔

یا علی انت خلیفتی فی کل مومن بعدی (خصائص نسائی صفحہ) مطبوعہ لاہور

اور بارہ خلفاء کے حق میں آپ نے یہ حدیث پڑھی ۔ خلفائی کنقباء بنی اسرائیل (تفسیر ابن کثیر)۔

جب یہ احادیث مبلغِ اعظم نے مجمع عام میں پڑھیں تو فضائے مناظرہ آفرین و تحسین کے نعروں سے گونج اٹھی اور سنیوں کے چہرے مرجھا گئے۔

دوست محمد قریشی اور محمد صدیق مناظر اہل السنت بمعہ دیگر علمائے اہل السنت و وہابی عرقِ ندامت سے تر ہو گئے۔ کیونکہ ثلاثہ کے لئے قرآن واحادیث میں کچھ تھا ہی نہیں جسے وہ پیش کرتے ۔ چنانچہ جب مولوی محمد صدیق نے میدان کا رنگ بگڑتے دیکھا تو بھیکی اور کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا کہ کسی طرح سے عزت بچے۔ مگر کہاں مبلغِ اعظم دریا کی روانی کی طرح آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر خلافتِ علیؑ اور اہل بیتؑ ثابت کر رہے تھے اور سنی علماء مبہوت و ششدر اور انگشت بدندان تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی نص پیش کرو۔ غلبہ تو یزید اور مروان کو بھی حاصل تھا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین سے ہے یہ غلط ہے۔ کیونکہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ قیامت تک ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۵۴ میں ہے کہ یعنی یہ وعدہ تمام امت کے ساتھ خاص ہے وقد ابعد من قال انھا مختصۃ بالخلفاء الاربعۃ او بالمہاجرین یعنی اور بعید از حقیقت ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ یہ آیت خلفاء اربعہ کے ساتھ مختص ہے۔ یا مہاجرین کے ساتھ خاص ہے اور لنبو ئنھم میں

وعدۂ خلافت نہیں۔ مظلوم صحابہ کو مکان دینے کا وعدہ ہے جیسا کہ حضرت بلالؓ وغیرہ کو مدینہ منورہ میں پناہ مل گئی۔ جس بات میں پہلی تقریر میں بیضاوی شریف سے عرض کر چکا ہوں۔ یہ وعدہ ان بزرگوں سے نہیں جو کئی سال بتوں میں رہتے تھے۔ یہ دامیری تقریر کا جواب دو یا ... کر جرأت و صداقت ہے تو۔

استدلال نمبر۔ الا انی اقاتل رجلین رجل ادعی ما لیس لہ

(نہج البلاغہ) کا جواب آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد اصحابِ جنگِ جمل اور ... ہیں ... فرماتے جب ان سے علیؑ لڑے تو وہ لوگ منکرِ امام اور خارج از جماعت مسلمین ہو کر من شذ فی النار کے مصداق ہوئے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی ... ہے۔ اور یہ جو میرے مقابل دوست نے ترجمہ کیا کہ میں ایسے دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ یہ ترجمہ غلط ہے بلکہ اقاتل فعل مضارع ... باب مفاعلہ ہے جس میں دو زمانے شامل ہیں حال اور مستقبل یعنی جس کے معنے ہوں گے کہ میں اب لڑتا ہوں یا لڑوں گا۔ کیونکہ اب میرے پاس ... لئے ظاہری استطاعت شرط ہے ورنہ روحانی استطاعت تو ہر وقت موجود رہتی ہے جیسے حضور نبی اکرمؐ کو روحانی طاقت تو مکہ میں بھی تھی۔ شعب ابی طالب میں بھی غار ثور میں بھی تھی۔ مگر جہاد کا حکم اسی وقت نازل ہوا جب ظاہری استطاعت بھی حاصل ہو گئی۔ عہدِ ثلاثہ میں یہ ظاہری استطاعت اور فوج جناب امیرؑ کے پاس نہ تھی اس لئے وہاں صبر کا حکم تھا۔ اور عہدِ جناب امیر المومنین میں چونکہ یہ چیزیں حاصل تھیں لہٰذا لڑنے کا حکم تھا۔ لیجئے میں آپ کی کتابوں سے صبر و جنگ کے دو قول حکم پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اہل السنت تو کیا بلکہ اہل حدیث کے بھی امام اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ پر فرماتے ہیں کہ وقت آخر جنابِ ... نے حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ :۔

" بعد از من تو ... بات خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ شوی و صبر کنی ... چوں بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند ۔ باید کہ تو آخرت را اختیار کنی "

[illegible]

یعنی اے علیؑ! میرے بعد تجھ کو مصیبتیں درپیش آئیں گی۔ لیکن چاہیئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تو دیکھے کہ لوگ دُنیا اختیار کر رہے ہیں تو تو آخرت کو اختیار کرنا۔

عن علیؑ قال ان مما عہد الی رسول اللہ ان الامۃ ستغدر بک بعدی۔ دیکھو تاریخ طبری ص۳۲۵ جلد ۶۔ یعنی حضورؐ نے مجھے وصیت کی کہ اے علیؑ میری اُمت تجھ سے غداری کرے گی بعد میرے۔ پھر آپ نے صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۲۹ پیش کر کے آئمہ شر کے مقابلہ میں صبر کا حکم پڑھا کہ:

عن عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونہم و یحبونکم و یصلون علیکم و تصلون علیہم و شرار ائمتکم الذین تبغضونہم و یبغضونکم و تلعنونہم و یلعنونکم قیل یارسول اللہ افلا ننابذہم فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الخ۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے، آئمہ خیر اور آئمہ شر۔ آئمہ خیر پر مومنین صلوات پڑھیں گے اور آئمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بغض رکھیں گے۔ عرض کیا گیا حضورؐ! کیا ہم اُن سے تلوار لے کر لڑائی نہ کریں۔ فرمایا نہ جب تک تمہارے اندر نماز کو قائم کریں۔ مراد ظاہری شریعت کی پابندی ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ۔ تباؤ یہ کون سے امام ہیں جن کے مقابلہ میں تلوار اُٹھانی ناجائز اور لعنت جائز ہے۔ اگر ان سے مراد معاویہ اور یزید ہیں تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ نے ان سے جنگ کیوں کی اور اس تمہاری حدیث پر عمل کیوں نہ کیا۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس کے بعد آپ نے معاویہ اور یزید سے لڑنے کے حکم کی حدیثیں پڑھیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ۔ (صواعق محرقہ ص۷۴ طبع مصر)

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تو تاویل قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیل

قرآن پر لڑا ہوں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے معاویہ کا باغی ہونا مشکوٰۃ شریف ص۵۲۵ باب المعجزات سے پیش کیا عن ابی قتادہ ان رسول اللہ قال لعمار حین یحفر الخندق فجعل یمسح راسہ و یقول بؤس ابن سمیۃ تقتلک الفئۃ الباغیۃ کہ حضورؐ نے حضرت عمار کو فرمایا۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہائے ابن سمیہ کی مشکلیں۔ اے عمار تجھ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ پڑھتے ہوئے کہا کہ اس گروہ سے مراد آپ کے علماء نے معاویہ اور اس کا گروہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ عبارت پڑھی۔ فکانوا طاغین باغین بہذا الحدیث لان عمار کان فی عسکر علی و ہو مستحق للامامۃ فامتنعوا عن بیعتہ (مشکوٰۃ حاشیہ ص۵۲۵) کہ عمار کا قاتل معاویہ اور اس کا گروہ ہے۔ پس اس حدیث سے وہ باغی اور سرکش ثابت ہوئے کیونکہ عمار فوج علیؑ میں تھا اور علیؑ مستحق امامت ہے اور معاویہ اور اس کے گروہ نے علیؑ کی بیعت نہ کی، لہٰذا وہ باغی ٹھہرے۔

اور یزید سے امام حسینؑ کے لڑنے کی وجہ اس کا کفر ہے جیسا کہ آپ کی بخاری میں ہے کہ الا ان تروا کفرا بواحا ص۱۰۴۵ [illegible]

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ علیؑ کو دو حکم تھے۔ خلفائے جور کے مقابلے میں صبر کرنے کا اور گروہ باغی سے لڑنے کا اور علیؑ نے پیغمبرؐ کے زمانے میں [illegible] اور زمانہ معاویہ۔ اب فرمائیے صبر کا زمانہ کونسا تھا اور گروہ باغی سے لڑائی کا زمانہ کونسا ہے اور اگر صبر کا زمانہ ثلاثہ ہے تو فرمائیے کہ وہ خلفائے شر ہوئے یا نہیں۔

اصول کافی ص۱۲۴ کا جواب آپ نے یہ دیا کہ بیشک امام کے پاس انبیاء کی چیزیں تھیں اور عصائے موسیٰ بھی تھا۔ اور حضرت علیؑ چونکہ مثیل ہارونؑ تھے اس لئے فرعون کا کوئی مقابلہ نہ کیا اور سامری کے مقابلہ میں بنا بر مصلحت صبر کیا۔

چونکہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (پ۲۹۔ سورۃ مزمل) کے مطابق عمر بن عبدود، ابوجہل، ابوسفیان اور دیگر صنادید عرب، فراعنہ مکہ تھے۔ اور امیر شام بروایت اصول کافی

اس اُمت کا فرعون تھا۔ لہٰذا اُن کو تو جناب امیرؑ نے ذوالفقار سے دو حال کیا۔ اور سامری کے مقابلہ میں سنتِ ہارونؑ پر عمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ طٰہٰ سے شکتِ متزلزل بچھڑے کی آیت پڑھی کہ انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی کہ حضرت ہارونؑ نے بجواب موسیٰؑ یہ کہا کہ میں اس سے ڈر گیا کہ آپ یہ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرق پیدا کر دی اور میرے قول کا لحاظ نہ کیا۔ اور اس پر آپ نے کہا کہ صحیحین کی حدیث کے مطابق آپ مثل ہارونؑ تھے اس لئے آپ نے تفرق بین المسلمین کے خوف سے صبر کیا اور رسولِ خدا کے تلقین بالصبر والے قول کا لحاظ کیا۔ جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت کی مستند کتاب "عقد الفرید" جلد ۲ صفحہ ۳ پر صاف تصریح موجود ہے کہ فکنت انا الذی ابیت علیہ مخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عھد الناس بالکفر۔

یعنی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے جب مجھے ثلاثہ کے مقابلے میں جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا تو میں نے تفرق بین المسلمین کے خوف سے انکار کر دیا۔ کیونکہ زمانہ کفر قریب تھا اور لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔

مولینا کی یہ تقریر علمی لحاظ سے اپنی مثال آپ تھی۔ جس کا خاطر خواہ تحریر میں لانا طاقت سے باہر ہے۔ البتہ جو کچھ میرے حافظے میں یاد رہا، قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ متلاشیانِ حق کے لئے سرمۂ بصیرت ہے۔ انشاء اللہ سامعین کو وہ منظر بھی نہیں بھولے گا۔ جب کہ آپ ڈھائی تین درجن سُنی علماء کے سامنے اہلِ سنت کی کتابوں سے دو عبرا کر موتی برسا رہے تھے۔ گویا قدرت نے آپ کو مذہب اہلِ بیتؑ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ہی تخلیق کیا تھا۔

تقریر مناظر اہل السنت

بیضاوی شریف میں خلفاء ثلاثہ کی نفی موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں آثم کاذب اور غادر خائن کا لفظ آنحضرتؐ کے قول پر ہے جبکہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؑ پر یہ الفاظ استعمال کئے تھے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اگر نمازی کے ساتھ جنگ کرنا منع ہے تو فرمایئے حضرت علیؑ نے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ کے ساتھ جنگ کیوں کی۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اصل میں مولوی اسمٰعیل کو اعتراض کرنا آتا ہے جواب دینا نہیں آتا۔ اچھا اور استدلال کا جواب دیجئے۔

استدلال نمبر ۸۔ قد مضت اصول فنن فروعھا

(نہج البلاغہ صفحہ ۳ جلد ۲)۔

دیکھئے اس میں حضرت علیؑ نے خلفاء ثلاثہ کو اصول اور اپنی ذات کو فرع تسلیم کیا ہے۔ اب اگر ان کی خلافت کو برحق نہ مانا جائے تو ان کی خلافت کا بطلان لازم آئیگا۔ معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق تھی۔

استدلال نمبر ۹۔ نیز نہج البلاغہ میں ہے ھو دین اللہ الذی اظھرہ

مطلب عہدِ فاروقی میں جو دین ہے وہ دینِ الٰہی ہے۔ فرمایئے کیا اب بھی انکار کی گنجائش ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغِ اعظم نے ہمیشہ کی طرح تقریر شروع کرتے وقت آیۂ استجابت عنوان کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے فاضل دوست کے تمام کے تمام دلائل ختم ہو چکے ہیں اس لئے وہ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت پورا کرنا چاہتے ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کی نفی بیضاوی شریف میں موجود ہے۔ کیونکہ آیت میں من بعد ما ظلموا اور اس کے آگے بلال وغیرہ کا نام بتصریح موجود ہے۔ اس لئے یا تو میرے مقابل ثلاثہ کو مظلوم ثابت کریں یا فہرست میں ان کا نام دکھائیں یا ان کا نام ورنہ تو ہم سمجھیں گے

بتائیں۔

اس کے بعد آپ نے آیۂ استخلاف کے آخری حصہ ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرِ خلافت فاسق ہے۔ اگر یہ خلفاء برحق ہوتے تو اہل بیت رسولؐ کبھی ان کا انکار نہ کرتے اور ان کو یعنی اہل بیت رسولؐ پر سختی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور جناب امیرؑ کبھی بھی ان کو آثم، غادر، خائن اور کاذب نہ سمجھتے۔ میرے دوست کا الزام کا دعوے بے بنیاد ہے۔ اگر یہ قول الزامی ہوتا تو جناب امیر اس کی تردید کرتے اور حضرت عباسؓ کے قول سے معارضہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم اہل سنت کے مسلمات سے ہے شیعہ پر حجت نہیں، اگر ہمت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے حضرت عباسؓ کا یہ قول پیش کیجئے اور اسی صحیح مسلم کی شرح نووی صفحہ ۹۰ میں اس قول کو حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ مبلغ اعظم نے شرح نووی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"قال المازری هذا اللفظ الذی وقع لا یلیق ظاهره بالعباس وحاشا لعلی ان یکون فیه بعض هذه الاوصاف فضلا عن کلها"

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مازری کا یہ قول ہے کہ یہ الفاظ جو واقع ہوئے ہیں ان کا ظاہر شانِ عباسؓ کے لائق نہیں۔ اور پناہ بخدا علیؑ میں تو ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں۔

چہ جائیکہ سب ہوں۔ نسبنا الکذب الی رواتها یہ سب راویوں کے جھوٹ ہیں۔ لیجئے! آپ کی اس کتاب سے حضرت عباسؓ کی تو اس قول کی نسبت لغو ثابت ہو گئی۔ لیکن خلفاء ثلاثہ کے حق میں ان الفاظ کا ضعف یا نفی ثابت کیجئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور خاتونِ قیامت اور حسنین علیہم السلام کا خلافتِ ثلاثہ سے انکار، ناراضگی اور اختلاف ثابت کیا۔ چنانچہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ سے خالفنا علی والزبیر پڑھ کر علیؑ کی خلافت ثلاثہ سے اختلاف ثابت کیا اور بخاری صفحہ ۵۲۶ جلد اول سے غضبت فاطمة کی مکمل روایت پڑھ کر خاتونِ قیامت جنتِ رسولؐ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر سے تا وفات قطع تعلق کرنا ثابت کیا اور صواعق

محرقہ صفحہ ۱۰۳ سے حسنین شریفین کا انزل عن منبر ابی کہہ کر ابوبکر کو منبر رسولؐ سے اترنے کا حکم دینا پیش کیا اور ابوبکر و عمر کا اہل بیت پر تشدد کرنا اور سیدۃ النساءؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر بقصد احراق بیت فاطمہؑ جانا ظاہر کیا۔ چنانچہ العقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۱۳ سے

ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون

الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادة فاما علی والعباس والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمة حتی بعث الیهم ابو بکر عمر بن الخطاب لیخرجهم من بیت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیهم الدار فلقیته فاطمة فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیه الامة۔

کہ بیان اُن لوگوں کا جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انحراف کیا، وہ علیؑ اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ ہیں۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر تو جناب سیدہ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی طرف ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو خانہ فاطمہ سے نکالے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے لڑائی کر۔

چنانچہ عمر شعلہ آگ لیکر اس قصد سے آیا کہ وہ گھر ان پر جلا دیا جائے۔ پس جناب سیدہ نے دروازہ پر آ کر عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے؟ کیا تو ہمارا گھر جلانے کے لئے آیا ہے۔ کہا ہاں۔ یا تم بھی اس امر میں داخل ہو جاؤ جس میں امت داخل ہو گئی ہے۔ اس مضمون کے شواہد آپ نے اہل السنت کی چند دیگر ذیل کتابوں سے بھی پیش کئے یعنی قرۃ العینین صفحہ ۷۸ جلد ۲۔ ازالۃ الخلفاء مترجم اردو صفحہ ۱۲۹ جلد ۲، تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۸، الفاروق جلد اول صفحہ ۸۷۔

اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے صرف نماز ہی کے ساتھ تو جنگ کو کوئی لازم نہیں دکھایا بلکہ میں نے تو آپ کی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ سے آنحضرتؐ کی یہ حدیث پیش کی کہ جب تک وہ ظاہری شریعت کی پابندی کریں ان کے مقابلہ میں تلوار اٹھانا منع ہے اور معاویہ تو نہ امام خیر تھے نہ امام شر بلکہ باغی اور سرکش تھے جن کے ساتھ جنگ کا حکم رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا۔ معاویہ سے لڑنے کے جواز کا ثبوت تو آپ میری پہلی تقریر والی

سُن چکے ہیں البتہ جانشر سے لڑنے کا جواز بھی ان کتابوں سے سُن لیجئے۔ عن علی قال امرنی رسول اللہ بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۳۰۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول خدا نے حکم دیا تھا لڑنے کا مارقین اور ناکثین اور قاسطین سے۔ یعنی خوارج اور معاویہ اور اصحاب جنگ جمل سے۔ پھر آپ نے صواعق محرقہ ص سے یہ روایت پیش کی۔

اخرج البزار و ابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاً ایتکن صاحبۃ الجمل الاحمر تخرج حتی تنبحها کلاب الحواب فیقتل حولها قتلی کثیرۃ کہ ابن عباس سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمل احمر کی صاحبہ تم میں سے کونسی ہے یعنی سُرخ اُونٹ والی کون ہے کہ وہ امام وقت پہ خروج کر رہی ہے۔ اور اس پر حواب کے کتے بھونک رہے ہیں۔ اور اس کے گرد ہزاروں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور اہل سنت کی کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۱۰۱ فکذا قال النبی لہا یا حمیرا کانی بک تنبحک کلاب الحواب تقاتلین علیاً وانت لہ ظالمۃ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمیرا گویا میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تجھ کو مقام حواب کے کتے بھونک رہے ہیں اور تو علیؑ سے لڑ رہی ہے۔ درآں حالیکہ تو اس پر ظلم کرنے والی ہے۔

تو حضرات! حضرت علیؑ کی لڑائی یہاں نمازیوں سے نہیں بلکہ باغیوں سے تھی اور حسب حکم رسولؐ تھی۔

نوٹ: اصل حقیقت یہ ہے کہ سُنّی مُلّاں مبلغ اعظم کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جواب اُن سے بن نہیں سکتے۔ صرف عوام کو دھوکہ دینا جانتے ہیں۔ کہیں عبارات کو کم زیادہ کر دیا، کہیں ترجمے میں گڑبڑ ڈال دی، کہیں جنس اور فصل کی فصل چھوڑ دی۔ الغرض باب مغالطہ سے باہر جانا اور حقیقت پیش کرنا نہیں جانتے جیسا اعتراض آپ نے دوران مناظرہ مولانا دوست محمد قریشی پر کیا تھا۔ جس پر وہ بہت اُچھلے کودے تھے لیکن جب ان کی توجہ تقیہ و بریدہ کے سلسلے میں اخبار والوں اور ان کے مطبوعہ رسائل کی طرف کرائی گئی تو خاموش ہو گئے۔

سُنّیوں نے اپنی روئیداد میں لکھا ہے کہ مبلغ اعظم نے اپنے الفاظ واپس لئے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے تو یہ کہا تھا کہ میں ان کی اس عادت مستمرہ کا ثبوت ان کے رسائل وغیرہ سے ابھی دیتا ہوں۔ مگر قریشی صاحب ہی اپنی روایت کا احتمال دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

استدلال نمبر ۸:

قد مضت اصول نحن فروعها (نہج البلاغہ جلد ۲ ص۳۵) کے جواب میں مبلغ نے فرمایا کہ مجھے مولوی صدیق کے استدلال پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ان کے دلائل کی غربت قابل رحم ہے۔ ایسی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جن کا ثلاثہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱ کے اخیر سے لی گئی ہے۔ جس میں جناب امیر المومنینؑ نے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی بیان فرمائی کہ دنیا کا سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس کی اگلی کڑی پچھلی کڑی کے لئے فنا کا حکم دیتی ہے ہماری دنیا میں آمد پہلے لوگوں کی فنا ہے۔ وہ ہمارے اصول یعنی ہماری جڑیں تھے اور ہم ان کی فرع یعنی شاخیں ہیں۔ جب وہاں نہ رہے تو ہم کیسے رہ جائیں گے۔ چنانچہ صاف لکھا ہے کہ:

فما بقاء فرع بعد ذهاب اصله۔ کہ جب فرع کی اصل نہ رہے تو وہ کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یعنی جب ہمارے آباؤ اجداد نہ رہے تو ہم کیسے باقی رہ سکتے ہیں۔ مگر مولوی محمد صدیق کو ہر جگہ ثلاثہ ہی نظر آتے ہیں۔ سچ ہے چھچھڑوں کے خواب۔

استدلال نمبر ۹:

ھو دین اللہ الذی اظہرہ و جندہ الذی اعدہ کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۴۴ سے لیا گیا ہے میں اس کا سیاق و سباق محمد صدیق صاحب نے کتمان حق کی خاطر چھپا لیا ہے۔ جسے میں حقیقت کو منکشف کرتا ہوں۔ یہ فقرہ جناب امیر علیہ السلام نے اس وقت فرمایا جب کہ غزوہ فارس میں حضرت عمر نے مشورہ طلب کیا اور بعض صحابہ نے کہا کہ جب تک عمر نہیں جائیں گے فتح نہیں ہو سکتی اور دین نہیں بچتا۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ غلط ہے

ان هذا الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة
ولا قلة وهو دین الله الذی اظهره وجنده الذی
اعده وامده حتّٰی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن
علی موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده۔

یعنی یہ امرِ اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دینِ الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتّٰی کہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا یاور دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہلِ بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

سبحان اللہ! کیا خوب فرمایا کہ سُنّی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھیراتے رہے اور خدا اور اہلِ بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمانؓ نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کہ قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا مگر خدا کہتا ہے: هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (پ ۲۶ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیرؑ نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہِ مصر کے خزائنِ شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۴۲، ۹۶۵ میں حضورؐ کی زبانِ غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انه لا یدخل الجنة الا مومن ان الله یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اٹھ اے فلاں پس منادی کر تمام لشکر میں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مردِ فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۲ ص ۹۶۵ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائیدِ دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۱۹ کے حاشیہ نمبر ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنینؑ کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے ترویج چاہے خواہ نیک ہو یا بد عہدِ فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آج خدا کے نیک بندے بھی حق پہ قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد الله یقول سمعت رسول الله یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیمة۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے (برسرِ پیکار) رہے گا اور قیامت تک رہے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سُنّی شیعہ کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر جان بچی کروڑوں پائے۔ ماشاء اللہ دریائے رفتن۔ مگر واہ رے فاتحو! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا۔ اور کراچی کے رسالہ صحیفہ اہلِ حدیث کو بھی فتح کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں؟

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ۔

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزت اور ذلت، کثرت اور قلت پر موقوف نہیں اور وہ دین الٰہی ہے جس کو اس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مدد دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمر نہ جاتے تو دین مٹ جاتے گا۔ خدا کا دین عمر کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

سبحان اللہ نے فرمایا کہ سنی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھیراتے رہے اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمان نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی قرآن کی حفاظت کرنے والے ہم خود ہیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمر نے بچایا تھا لاکن خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ۲۶ سورۃ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیر نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ وہ موسیٰ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلوا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر کے خزائن شاہی کا حفیظ و امین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۲۰ میں حضور کی زبان غیب ترجمان سے خود عمر کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ قم یا فلان فاذن انہ لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضور نے فرمایا۔ اٹھ اے فلاں پس منادی کر کہ تمام لشکریں کہ جنت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۲ صفحہ ۹ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضور نے عمر سے منادی کروائی اب تو مطلع صاف ہو گیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائید دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱۹ کے حاشیہ ۵ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المومنین کے خطبے کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تیرے جیسا خواہ نیک ہو یا بد عہد فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا ...

آج تک خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ۔

کہ حضور نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے برسر پیکار رہے گا اور قیامت تک نہ مٹے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سنی شیعہ کی رہی سہی جان بھی ختم ہو گئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر جانا بھی کہاں ... مگر واہ رے خانزادہ! خدا خدا کر کے یہ والا سے جان چھڑائی ... گھر آتے ہی فتح کا رسالہ جواب دیا، اور کراچی کے رسالہ ... اہل حدیث ... ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اس کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں ...

تقریر مناظر اہل سُنّت

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ مولوی صاحب سے ذرا یہ تو پوچھ لیا جائے کہ وہاں خلفاء کا لفظ ہے یا آئمہ کا۔

نیز وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل سُنّت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو اُن بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر التعداد میں جمع ہوئے ہیں۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! مبلغ اعظم کی پانچویں تقریر کو نقل کرنے میں تو سُنّی حضرات نے دیانت کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔ مثلاً تین سطروں میں پورے بیس منٹ (کیونکہ دس منٹ کی تقریر کی دس ٹرنیں تھیں جن کا خلاصہ سُنّی مؤلف نے پانچ منٹ میں لکھا ہے) کی تقریر کو ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ مبلغ اعظم نے فرمایا تھا کہ حضرات اہل سُنّت کے نزدیک نص وغیرہ تو معیار خلافت ہے نہیں البتہ غلبے کے قائل ہیں یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اگر یہی معیار ہے تو یزید وغیرہ بھی ان کے خلیفے ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی قہر و غلبہ حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے شرح فقہ اکبر ص۸۳ سے یہ عبارت پڑھی کہ فالا ثنا عشرھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ وابنہ یزید وعبدالملک بن مروان و اولادہ الاربعۃ وبینھم عمر بن عبد العزیز۔

کہ وہ خلفاء اثناء عشر جن کا ذکر رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اور صحیحین میں آیا ہے وہ خلفاء اربعہ اور معاویہ اور اس کا بیٹا یزید اور عبدالملک بن مروان اور اس کے چاروں بیٹے (یزید ثانی، سلیمان، ہشام اور ولید) اور ان کے درمیان عمر بن عبدالعزیز ہے لہٰذا یہ ان کے وہ بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے صواعق محرقہ ص۱۲ سے یہ عبارت پیش کی:-

والذی اجتمعوا علیہ للخلفاء الثلاثۃ ثم علی الی

ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن ثم علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل۔

کہ وہ بارہ جن پر اجماع اُمّت تھا وہ خلفاء ثلاثہ ہیں۔ پھر علیؑ ہیں مگر امر حکمین کے واقع ہونے تک پھر علیؑ پر اجماع اُمّت نہ رہا۔ اور معاویہ خلیفہ نامزد ہو گیا پھر صلح حسنؑ کے وقت تو معاویہ پر پورا اجماع ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یزید پر اجماع ہو گیا اور حسینؑ کیلئے امر خلافت منتظم نہ ہوا بلکہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے اہل سُنّت کی خلافت کہ علیؑ کو حکمین میں معزول کیا گیا اور حسنؑ کو خلع بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حسینؑ قتل کر دیئے گئے اور ثلاثہ، معاویہ اور یزید پر پورا اجماع ہو گیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے بخاری شریف ص۱۰۵۳ سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی زبانی یزید کی بیعت کو اللہ و رسولؐ کی بیعت ماننا ثابت کیا۔ اور یہ روایت پیش کی:

عن نافع لما خلع اھل المدینۃ یزید بن معاویۃ جمع ابن عمر حشمہ و ولدہ فقال انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامۃ و انا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللہ و رسولہ و انی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ و رسولہ ثم ینصب لہ القتال و انی لا اعلم منکم خلعۃ ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت الفیصل بینی و بینہ۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑنی چاہی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے خواص اور عزیز و اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت نہ توڑو کیونکہ میں نے نبی کریمؐ سے سُنا ہے کہ بیعت کر کے توڑنے والوں کی پشتوں پر قیامت کے دن غداری کا جھنڈا ہوگا۔ ہم نے اس شخص یعنی یزید کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی ہے۔ بیعت توڑنا سے بڑی غداری اور کیا ہوگی کہ پہلے تو ایک شخص کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی جائے پھر اس کے مقابلے میں جنگ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر میرے علم میں آیا کہ تم میں سے کسی نے اس کی

بیعت توڑتی ہے اور اس امر خلافت میں اس کی تابعداری نہیں کرتا، تو میرا اور اس کا باتیں کاٹ ہوگا۔

پھر اس کے بعد آپ نے کتاب صحیح مسلم ص۱۲۸ عبداللہ بن عمر کا یہ فتویٰ بھی پیش کیا کہ یزید کی بیعت توڑنے والے جہالت اور کفر کی موت مریں گے

عن نافع قال جاء عبد الله بن عمر الى عبد الله بن مطيع ما كان زمن يزيد بن معاوية قال سمعت رسول الله يقول من خلع يدًا من طاعة لقى الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مطیع کی طرف آئے۔ ایام حرۃ میں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگ یزید کی بیعت توڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ لاؤ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ میں نے رسول خدا سے خود سنا ہے کہ جو شخص اطاعت امیر سے ہاتھ کھینچے گا یعنی اس کی بیعت توڑے گا، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو ان کے پاس حجت اور برہان نہ ہوگی۔ اور جو شخص مرگیا در آں حالیکہ اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرگیا۔

گویا اہل سنت کے نزدیک بقول عبداللہ بن عمر بن الخطاب بروایت صحیح مسلم شریف یزید کی بیعت کے بغیر مرنا جہالت اور کفر کی موت مرنا ہے (اللھم نعوذ بك من هذه العقيدة الباطلة)۔

پھر آپ نے موطا امام مالک مترجم وحید الزمان ص۲۳۲ مطبوعہ اصح المطابع کراچی سے یہ عبارت پیش کی کہ محققین اہل سنت والجماعت یزید کی بخشش کے بھی قائل ہیں اور صواعق محرقہ ص۲۲۳ سے قول غزالی پیش کیا۔ کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہیئے کیونکہ وہ عند اہل سنت مومن ہے۔ جب مولوی دوست محمد قریشی اور مولوی محمد صدیق نے شور مچایا کہ یہاں لفظ خلیفہ ہے امام نہیں۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اولاً تو شرح فقہ اکبر کے ص ۳۳

پر دیکھو امام کا لفظ موجود ہے۔ اس بارہ والی روایت کی تمہید ثرالاشرار صواعق میں ہے
والروافض توالى بدل لعشرة المبشرة بالجنة اثنا عشر اماما وزعموا بان ذكر الائمة الاثنى عشر الا على صفة تردقولهم وتبطله۔

______ کہ روافض نے عشرہ مبشرہ کے بارہ اماموں کی محبت شروع کر دی ہے۔ حالانکہ ذکر ائمہ اثنا عشر نہیں کیا۔ مگر ایسی صفت پر جو ان کے قول کو رد کرتی ہے اور اس کو باطل کرتی ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ بتاؤ کہ لم يات ذكر الائمة الاثنى عشر الخ میں الا استثناء کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ حدیث بقول ملا علی قاری شیعوں کے بارہ اماموں کی صفت ہوگی نہ شیعوں کے۔ اگر یہاں ذکر نہیں ہوتا تو بھی آپ کے نزدیک خلیفہ اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا قول الائمة من القريش شرح عقائد نسفی ص۱۱۰ یعنی امام قریش سے ہوں گے اور بارہ خلفاء والی حدیث میں بھی لفظ قریش موجود ہے اور امام کا ذکر بھی کتاب صحیح مسلم ص۱۲۹ سے پیش کر چکا ہوں اور وہاں بھی لفظ امام ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک لفظ امام اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو آپ کے امام ہیں وہی آپ کے خلیفہ ہیں اور جو خلیفہ ہیں وہی امام۔

آپ کا یہ کہنا۔ وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل السنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بارہ آپ کے امام نہیں ہیں حق ہے۔

الحق ما شهدت به الاعداء یہی میں آپ کو سنانا چاہتا تھا کہ یہ امام نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ چونکہ ان بارہ میں پہلے تین ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ اجماعی ہیں امام اور خلیفے نہیں۔ اور ان کے بعد چونکہ یزید اور معاویہ کا ذکر ہے اور بارہ ایک سلک میں منسلک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیسے معاویہ اور یزید بادشاہ ہیں ویسے ہی یہ بادشاہ ہیں۔ اگر آپ کبھی کہہ دیتا تھا کہ یہ امام حق نہیں بلکہ بادشاہ ہیں تو اتنا وقت کیوں ضائع کیا۔ لیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ معاویہ اور یزید والی لڑی کے بادشاہ ہیں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تو ان کے خلیفہ ہیں مگر ہمارے تو وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولنبلونكم بشئ من الخوف

والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ پ۲

جن کو خوف اور بھوک وپیاس سے آزمایا گیا۔ اور مالوں اور جانوں اور جگر کے پھلوں سے ان کی آزمائش ہوئی۔ مگر وہ نہ گھبرائے نہ پہاڑوں پر چڑھے لاتحزن کی تسلی کے محتاج ہوئے بلکہ ہر چیز قربان کر کے صلوٰۃ و درود کے مصداق ہوئے۔ ان پر خدا کی رحمت برسی وہی ہادی ہدایت یافتہ ہوئے۔ علم وحکمت، زہد وتقویٰ، عبادت وطہارت، شجاعت، سخاوت ان سے لوگوں نے سیکھی۔ ان کی نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوئیں۔ راہ حق میں شہید ہوئے۔ ان کا خوف ظہور مہدیؑ کے وقت امن سے بدل جائے گا۔ خلافت کے دونوں زمانے ان کو نصیب ہوئے اولاً خوف کا دوسرا من بعد خوفھم امنا کا۔ اہل السنت کا یزید خلیفہ ہے اور ہمارا حسینؑ خلیفہ ہے جس کی لاش اطہر پر اس کی بہن نے فرمایا انت خلیفۃ الماضین وثمال الباقین۔

آخری تقریر مولوی محمد صدیق نے پانچ منٹ کی جس میں وہ کوئی نئی بات پیش نہ کر سکا وہی پرانے دلائل دہراتا رہا جیسا کہ ان کی روئیداد کے ص۔ پر ذکر ہے کہ "آخری تقریریں کوئی نئی دلیل پیش نہ ہو سکی" سنیوں کے چہرے فق ہو گئے۔ شیعہ باوجود روکنے کے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ پبلک نے اندازہ لگا لیا کہ نہ تو ثلاثہ کے پلے حقائق تھے اور نہ ان کے مریدوں کے اگر ان لوگوں کو حقائق سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو اس قسم کے کھوکھلے دلائل دیکر سنیوں کی مٹی پلید نہ کرتے۔ محمد یعقوب سُنی نے اور مولوی دوست محمد نے خفت مٹانے کے لئے مولوی محمد صدیق کو پانچ پانچ روپے دیئے اور چند آنے اور دو قیان [?] اور بھی لوگوں نے محمد صدیق کو دیں جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ موٹی رقمیں یہی تھیں۔

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اک ضرب یداللہی اک سجدہ شبیری

مناظرہ نمبر ۲

موضوعِ مناظرہ

اسلام وایمانِ شیعہ

مدعی

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب آف گوجرہ

معترض

مولوی محمد صدیق صاحب آف تاندلیانوالہ

تقریر مناظر شیعہ مبلغ اعظم مولینا محمد اسماعیل صاحب

خطبہ کے بعد مبلغ اعظم نے آیہ مبارکہ ان من شیعتہ لابراھیم پ۲۳ ۔ والصافات کو تحقیق اُس کے تابعداروں سے ابراہیم ہے" تلاوت کی ۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرات! اس موضوع کا مطلب یہ دیکھنا ہے کہ شیعہ مومن اور مسلم ہیں کہ نہیں؟ سو یہ آسان بات ہے ، ایمان اور اسلام کی تعریف کر کے دیکھ لیجئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جن پر ایمان ضروری ہے اور وہ کون سے ارکان ہیں جن کا نام اسلام ہے ۔ وہ چیزیں شیعہ میں پائی جائیں تو شیعہ مومن اور مسلم ہیں اور اگر نہ پائی جائیں تو نہیں ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شیعوں کے نزدیک واجب الایمان تین چیزیں ہیں توحید، نبوت اور قیامت ، سو بفضلہ تعالیٰ شیعوں کا ان تینوں پر کامل ایمان ہے ۔

مبلغ اعظم نے کتب شیعہ سے توحید ، نبوت اور قیامت کے متعلق عبارتیں پڑھ کر اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ مولوی محمد صدیق صاحب کو چاہیئے کہ وہ ہمیں ایمان اور اسلام سے خارج کرنے کے لئے ہماری کتابوں سے توحید ، نبوت اور قیامت کا انکار دکھائیں ۔ ہم اللہ کو وحدہٗ لاشریک ، انبیاء علیہم السلام کو معصوم مبعوث من اللہ اور قیامت کو یعنی حشر بالاجساد مانتے ہیں یعنی قیامت کو اپنی جسموں کے ساتھ اُٹھنے کے قائل ہیں ۔ چنانچہ آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق ؒ سے اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ عبارت پڑھی ۔

اعلم ان اعتقادنا فی التوحید ان اللہ واحدٌ احدٌ لیس کمثلہ شئیٌ قدیمٌ لم یزل ولا یزال سمیعًا بصیراً علیمًا حکیمًا حیًا قیومًا عزیزاً قدوساً عالماً قادراً غنیًا لایوصف بجوھر ولا حرکۃ ولا سکون ولا زمان وانہ تعالیٰ متعال عن جمیع صفات خلقہ خارج عن الحدین حد الابطال وحد التشبیہ و

شئی لا کاشیا احد صمد لم یلد فیورث ولم یولد فیشارک ولم یکن لہ کفواً احد ۔۔۔۔ ومن نسب الی الامامیۃ غیر ما وصف فی التوحید فھو کاذب ۔

ترجمہ :- واضح ہو کہ ہمارا عقیدہ توحید میں یہ ہے کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے ۔ کوئی چیز اس کی مثال نہیں ۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۔ وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ۔ وہ زندہ ہے اسے زوال نہیں ۔ وہ غالب ہے ۔ وہ پاک ہے ۔ وہ عالم ہے ۔ وہ قادر ہے ۔ وہ محتاج نہیں ۔ نہ وہ جوہر ہے اور نہ عرض ۔ نہ وہ جسم ہے اور نہ صورت ، نہ وہ خط ہے اور نہ سطح ۔ نہ وہ ثقل ہے اور نہ خفت ۔ نہ وہ حرکت ہے اور نہ سکون نہ وہ مکان ہے نہ زمان ۔ وہ اپنی مخلوق کی صفتوں سے برتر ہے ۔ اللہ دونوں حدوں سے خارج ہے ۔ نہ حد ابطال میں ہے (کہ اس کے لئے کمال نہ ہو) اور نہ حد تشبیہ میں ہے (کہ اس کا کمال مخلوق کے مشابہ ہو) وہ شے ہے مگر اشیاء کے مانند نہیں ہے ۔ وہ یکتا بے نیاز ہے ۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کہ اُسے اپنا وارث بنا لے ۔ نہ وہ کسی شے سے پیدا ہوا کہ اس کا شریک کہلائے ۔ کوئی اس کا مثل نہیں اور ہم رتبہ بھی نہیں ۔ جو شخص مذہب امامیہ کی طرف ان کے ماسوا کو نسبت دے ۔ جو باتیں توحید میں مذکور ہوئے وہ جھوٹا ہے ۔

اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ اور صحیفہ سجادیہ سے توحید اور حمد کے خطبوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو شخص اللہ کی توحید کی معرفت حاصل کرنا چاہیے وہ آئمہ علیہم السلام کے کلام میں توحید اور حمد کے خطبے پڑھے ۔ [illegible] کی بجائے حضرت کے انوار الہیٰ مل سکے ۔

[illegible]

عقیدۂ نبوت

[illegible]

آپ نے فرمایا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو معصوم بعثت (؟) [illegible] اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کافۃ للناس رحمۃ للعالمین ۔ خاتم النبیین مانتے ہیں ۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ جلد اوّل صفحہ ۱۸۵

سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ کلام فاستودعهم فی افضل مستودع واقرهم فی خیر مستقر تناسختهم کرائم الاصلاب الی مطهرات الارحام کلما مضیٰ منهم سلف قام منهم بدین الله خلف حتیٰ افضت کرامة الله سبحانه الی محمد صلی الله علیه و آله وسلم فاخرجه من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرساً من الشجرة التی صدع منها انبیاءه وانتجب منها امناءه۔

ترجمہ :۔ انبیاء علیہم السلام کو امین بنایا۔ بہترین امانت میں اور بہترین مقام میں ان کو قرار بخشا۔ ان کو شریف پشتوں، پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، ان میں سے جب کوئی بزرگ گزرا تو دین خدا کے قیام کے لئے دوسرا ان میں سے خلیفہ ہوگیا۔ حتیٰ کہ خدا کی کرامت نے ان تمام شرافتوں کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ پس آپ کو خدا نے بلحاظ منبع و مولد بہترین معادن یعنی خاندان اور بلحاظ پیدائش عزیز ترین خانوادہ میں پیدا کیا۔ وہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس سے اس نے اپنے انبیاء کو مخصوص کیا اور اپنے امینوں کو چنا۔

ختم نبوت

مبلغ اعظم نے اس کے بعد فرمایا۔ ہم حضور کے نور کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مولا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بابی انت و امی یا رسول اللہ لقد انقطع بموتک مالم ینقطع بموت غیرک من النبوة والانباء واخبار السماء۔

ترجمہ :۔ یعنی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت سے وہ چیز قطع ہوگئی جو آپ کے غیر کی موت سے قطع نہیں ہوئی تھی یعنی اخبار وحی اور اخبار آسمانی۔ دیکھئے نہج البلاغت جلد ۲ ص۲۵۵ مطبوعہ مصر۔ پھر آپ نے اصول کافی مطبوعہ ایران ص۸ سے بقول صادق آل محمد و باقر علوم انبیاء

علیہم السلام سے یہ حدیث پڑھی لقد ختم الله بکتابکم الکتب و ختم بنبیکم الانبیاء۔ کہ اے اہل شیعہ کے بندو! تمہاری کتاب کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا پھر آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوق ص۵۵ سے اعتقادنا فی الحوض الکوثر اور اعتقاد فی الشفاعت پیش کیا۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اب

مولوی محمد صدیق اور اس کے مذہب کا عقیدہ

بھی سن لیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ سنیوں کا ذکر چھوڑ دیا ان کا عقیدہ ہے کہ نبی معصوم نہیں اور نہ ہی یہ لوگ آقائے نامدار کی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور نہ ہی قیامت میں عدل خداوندی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ بروز قیامت خداوند تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں ڈال دے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۳ ص۱۰۹ اور کتاب الاسماء والصفات بیہقی کے ص۱۵۳ مطبوعہ الہ آباد ہند، اور اس کی پنڈلی بھی ہو گی اور اس کا بازو بالشت، انگلیاں اور ہتھیلی سب موجود ہیں۔ دیکھئے کتاب الاسماء والصفات ص۲۳۰ اور عدل خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ غیرہ ... [illegible] کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ باقی رہا عصمت انبیاء کا عقیدہ تو اہل سنت کی تفسیر کبیر جلد ۷ ... میں ہے اس کے ص۱۲۲ کی عبارت دیکھئے کہ

فاعلم ان بعض الناس ذهب الی انه کان کافراً فی اول الامر ثم هداه الله وجعله نبیا قال الثعلبی وجدک ضالا یعنی کافرا فی قوم ضلال فهداک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومه اربعین سنة وقال مجاهد وجدک ضالا عن الهدی فهداک لدینه۔

یعنی علمائے اہل السنت سے بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ حضور ابتدائے امر میں کافر تھے (معاذ اللہ) پھر اللہ نے آپ کو ہدایت کی اور نبی بنایا اور ثعلبی نے کہا ہے کہ

ووجدک ضالا فھدیٰ کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضور کو قوم گمراہ میں کا فرمایا۔ پس توحید کی ہدایت کی۔ اور حدیث کا قول ہے کہ حضور چالیس سال تک اپنی قوم کے دین پر رہے۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ ووجدک ضالا کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ کو ہدایت سے گمراہ پایا (معاذ اللہ) پس آپ کے دین کی ہدایت کی۔

مبلغ اعظم نے پوچھا۔ حضور یہ سدی، کلبی، مجاہد وغیرہ کس مذہب کے ہیں اور تفسیر کبیر کس مذہب کی کتاب ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر حضور اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف ہوتے آئے ہیں تو پھر تم حضور کے آباء و اجداد کو کافر و مشرک کیوں کہتے ہو۔ انما المشرکون نجس کی رو سے کیا مشرک نجس ہیں۔ اور جو نجس ہوگا وہ طاہر کیسا؟ اگر کافر و مشرک نہیں کہتے ہو تو تمہاری ان کتابوں کا کیا مطلب ہوا؟ اگر اب بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو دیکھئے فقہ اکبر [illegible] کی عبارت سنئے ووالدا رسول اللہ ماتا علی الکفر یعنی بقول امام اعظم ابو حنیفہ حضور کے والدین کافر (معاذ اللہ) مر گئے۔

تفسیر کبیر جلد [illegible] سے [illegible] آباء و اجداد رسالتمآب شیعہ سنی کے اعتقاد کی عبارت بھی ذرا غور سے دیکھئے۔

قالت الشیعۃ ان احداً من اباء الرسول علیہ الصلوۃ والسلام و اجدادہ ما کان کافراً

[illegible] شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضور کے آباء و اجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا اس پر وہ قرآنی دلیل دیتے ہیں واما اصحابنا فقد زعموا ان والد رسول اللہ کان کافراً لیکن ہم اہل سنت کے اصحاب کا یہ زعم ہے کہ حضور کا والد معظم کافر تھا (معاذ اللہ)

مبلغ اعظم نے [illegible] فرمایا کہ یہ ہے مذہب حق [illegible] کی عزت و [illegible] کا نام اسلام ہے [illegible]

ختم نبوت

[illegible]

آج [illegible] ختم نبوت کے قائل ہیں [illegible] مرزا قادیانی [illegible] اصحاب [illegible]

کہ بیان کر اور کتب صحاح ستہ کو بھی دیکھو کہ اسلام نبی [illegible] ختم نبوت کیوں کرتے ہو۔ جواب [illegible] عبارت [illegible]

فلا ینافی قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ

یعنی حضور کے بعد کسی نبی کا آنا خدا کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

تو سنی علماء کے رنگ زرد ہو گئے۔ آپ نے فرمایا یا معشر العلماء باللہ۔ خبر دار اور اہل علم کے عالمو! قادیانی ختم نبوت کے جھوٹے ہیں [illegible] ملا علی قاری اور مرزا قادیانی کے ترجمہ میں کیا فرق رہا۔

اگر مرزا قادیانی کافر ہے تو ملا علی قاری کیا ہے؟

یہ ہے تمہاری ختم نبوت جس کے لئے عوام کو [illegible] بتاؤ تمہارا ایمان ثابت ہو رہا ہے یا [illegible] کیا ایمان و اسلام کی [illegible] میں موجود ہیں یا شیعہ ہیں [illegible] آپ نے تعریف اسلام میں مشکوٰۃ شریف [illegible] حدیث پیش کی عن ابن عمر قال رسول اللہ بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ و رسولہ و اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان [illegible]

کہ حضور نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے [illegible] توحید و رسالت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ [illegible]

آپ نے پوچھا کہ اگر شیعہ خارج از اسلام ہیں تو کون سی چیز [illegible] اسلام میں [illegible] جو ہم نہیں مانتے [illegible] علم نے فرمایا [illegible] حضرت [illegible] ہے جیسا کہ خدائے علام کا ارشاد ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً اور مذہب شیعہ کی ابتدا حضرت ابراہیم سے ہوئی ہے جیسا کہ [illegible]

ہوں کہ ان من شیعتہ لابراھیم یعنی بانی شریعت حضرت نوحؑ ہیں اور ان کے شیعہ حضرت ابراہیمؑ اور ہم ساری امتیں ملتِ ابراہیمؑ پر چلنے والے لوگ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مذہب شیعہ جب محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کا مذہب ہے تو ان لوگوں کے مومن و مسلمان ہونے میں کیا کلام ہے۔ کیا محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے متبع بھی کافر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں مندرجہ ذیل ثبوت اہل سنت کی کتابوں سے پیش کئے۔

۱۔ شرح مواقف ص۶۲۵ الفرقۃ الثانیۃ فی کبار الفرق الاسلامیۃ الشیعۃ الذین شایعوا علیا وقالوا انہ الامام بعد رسول اللہ بالنص اما جلیا واما خفیا واعتقدوا ان الامامۃ لا تخرج عنہ وعن اولادہ۔

یعنی اسلام کے بڑے فرقوں سے دوسرا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے علی علیہ السلام کی پیروی کی ہے اور وہ اس امر کے قائل ہیں کہ بعد رسولؐ علیؑ امام حق ہے ساتھ نص کے۔ خواہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت علیؑ اور اولادِ علیؑ سے باہر نہیں جا سکتی۔

۲۔ الملل والنحل مطبوعہ بمبئی ص۹۲ میں بھی شیعہ کی یہی تعریف ہے۔

۳۔ تاریخ طبری جلد ۱ ص۳۶ مطبوعہ مصر ثبت علیہ الشیعۃ فقالوا فی اعناقنا بیعۃ ثانیۃ نحن اولیاء من والیت واعداء من اعدیت۔

کہ جب علی علیہ السلام کو اصحاب جمل اور اصحاب جنگ صفین اور قوم خوارج نے چھوڑ دیا تو شیعہ حضرات علیؑ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کہا کہ اے امیر المومنینؑ! ہماری گردنوں میں دوبارہ بھی آپ ہی کی بیعت ہے۔ ہم اُن کے دوست ہیں۔ جن کے آپ دوست ہیں اور اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔

۴۔ قاموس جلد ۳ ص۴۷ اور

۵۔ تفسیر مدارک مطبوعہ ہند ص۹ حاشیہ ۵ نے بھی شیعہ کی یہی تعریف پیش کی۔

[illegible] فرمایا حضرات! اگر شیعہ اسلام و ایمان سے خارج ہوتے تو حضورؐ

[illegible] بالازار۔

شیعہ کے حق میں پیشین گوئی

کیوں فرماتے کہ عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاقبل علی فقال النبی والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ۔

کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق ہم حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ پس حضرت علیؑ آئے پس نبی کریمؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ روز قیامت ضرور کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے۔

دیکھئے تفسیر فتح القدیر جلد ۲ ص۴۶۶ اور یہی ہے تفسیر درِ منثور جلد ۶ ص۳۷۹ اور تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ ان میں بھی یہی روایت موجود ہے۔ کیا اب بھی شیعوں کے اسلام اور ایمان میں شک ہے؟ دیکھئے صواعق محرقہ ص۹۶ کی عبارت بھی سن لیجئے اور یہی عبارت فتح القدیر میں بھی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال رسول اللہ لعلی ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین۔

کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے وہی ساری دنیا سے بہتر ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کو فرمایا کہ وہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں۔ روزِ قیامت خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔

حضرات! یہ حق اصل اور صحیح اعظم کہ جسے مولوی محمد صدیق دہلوی نے روئیداد مناظرہ [illegible] ساتھ کر کے اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے۔ شیعہ مناظر کی تقریر [illegible] مناظر مولوی محمد صدیق صاحب نے جو تقریر کی یا بعد میں گھر میں [illegible] مطبوعہ روئیداد ص۹۱ سے نقل کرتے ہیں۔

مناظر اہل سنت کی تقریر

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ان من شیعتہ لابراھیم پڑھ کر لوگوں کو مغالطے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیونکہ بات موجودہ شیعوں کے ایمان اور ان کے ایمان ہونے کی پہچان رہی ہے۔ حضرت ابراہیم شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ غلط بحث کر دیا ہے۔

نیز حضرات! ابراہیم علیہ السلام بھی کسی کے تابعدار ہوں۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی بھی اپنے کو شیعہ نہیں کہا بلکہ کان حنیفا مسلما یعنی وہ پاک مسلمان تھا اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق وارد شدہ لفظ شیعہ سے شیعہ مذہب کی حقانیت کو تسلیم کر لیا جائیگا تو مولوی صاحب جواب دیں۔

آیت ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء۔
ترجمہ: جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ہو گئے شیعہ۔ اے محمد مصطفٰے تیرا ان سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

(اس جگہ مناظر صاحب نے پہلے اس آیت کا ترجمہ غلط کیا تھا مگر مؤلف صاحب نے تو آیت ہی اسی جگہ غلط لکھ دی ہے۔ آیت اور ترجمہ ہمارے جواب تقریر میں ملاحظہ فرمائیے)

آیت ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا۔
ترجمہ: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

آیت فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جھنم جثیا ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔
ترجمہ: قسم ہے تیرے رب کی ہم ضرور ان کو اور شیطانوں کو قیامت کے دن اکٹھا کریں گے۔ اس کے بعد حاضر کریں گے دوزخ کے اردگرد گھٹنوں کے بل۔ پھر ضرور نکالیں گے تمام شیعوں سے اس شیعہ کو جو کہ رب کا سب سے بڑا نافرمان ہے۔

مولوی محمد صدیق مناظر اہل سنت نے اس قسم کی متعدد آیتیں پڑھ کر ثابت فرمایا کہ شیعہ سے مراد اگر مذہب شیعہ ہے تو پھر مولوی صاحب کو چاہیے کہ قرآن آیات کا جواب دے۔

نہج البلاغہ مطبوعہ مصر میں ہے۔ قال علی علیہ السلام سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔
حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو محبت کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیں گے۔ ظاہر ہے کہ ان سے مراد اہل تشیع کے سوا اور کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ تم اے گروہ شیعہ! مطابق ارشاد حضرت علی مرتضٰی ہلاک ہونے والے ہو اور نا حق مذہب سے وابستہ ہو۔

شیعہ مناظر کی تقریر

مبلغ اعظم نے اپنے پیش کردہ دلائل کا سنی مناظر سے جواب نہ پاتے ہوئے اپنی دوسری تقریر میں بھی دوبارہ ان من شیعتہ لابراھیم کی آیت تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب نے میری پیش کردہ عبارتوں اور اعتراضات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر بجائے اس کے ان کی ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب عرض کرتا ہوں۔

نوٹ از مؤلف:۔ حضرات یہاں پر مولوی محمد صدیق صاحب کی اصل تقریر اور روئیداد نقل کردہ تقریر کا اختلاف ہو گیا ہے۔ دوران تقریر تو مولوی محمد صدیق صاحب نے ان من شیعتہ لابراھیم کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت ابراہیم آذر کی پارٹی سے ہیں اور ان من شیعتہ میں ضمیر کا مرجع آذر ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گروہ آذر سے تھے۔ اس پر مبلغ اعظم نے سنی تفاسیر کا انبار میز پر لگا دیا کہ شیعتہ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے شیعہ تھے۔ چونکہ مولوی محمد صدیق صاحب مناظرہ حضرت کی الزام فاقرا (؟) ... [illegible]

کے جواب سے عاجز آ گئے ہوئے تھے اور اب اس مناظرہ میں بھی ان
ملا جیر کے جہالت کی بجائے دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کے اپنے
ہمنوا احراری تبلیغی اور دیوبندی علماء نے بھی ان کی ملامت کی۔ لہٰذا
اپنی مرتب کردہ روئیداد میں اصل تقریر کو چھپا گئے۔ تاکہ حلقہ علماء میں
آپ کی رسوائی نہ ہو سکے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

یہ ہے ان حضرات کی دیانت لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔
یہ جو لکھا ہے "بات موجودہ شیعوں کے ایماندار ہونے میں چل رہی ہے لہٰذا
ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سنی اس میں گفتگو نہیں۔
یہ میرے دوستوں کی چالاکی ہے۔ بات اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ
تھے یا سنی۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں اور ہمیں حکم خداوندی بھی ہے کہ فاتبع ملۃ
ابراھیم حنیفا۔ یعنی دیگر مذاہب سے بیزار ہو کر ملت ابراہیمؑ کا اتباع اور پیروی
کرو۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعان حیدر کرار حضرت ابراہیمؑ کی اصل ملت پر ہیں۔
اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ و درود، محمدؐ و آل محمد اور ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ پر بھا ہے
جس کا معنی یہ ہے کہ امامت و خلافت حضرت ابراہیمؑ سے لے کر محمد مصطفےٰ تک آل ابراہیم
کا حق ہے اور محمد مصطفےٰ سے لیکر قیامت تک آل محمدؐ کا حق اور یہی عقیدہ شیعہ ہے۔
اصول و فروع میں کون سی بات موجودہ شیعوں کی ملت ابراہیمی کے خلاف ہے؟ اور
جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور شیعہ متبع کے معنی
کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت ابراہیم بھی کسی کے تابعدار
ہوں" تو یہ مولوی محمد صدیق اور ان کے رفقاء کی بے علمی پر دال ہے۔ اس میں کوئی
شک نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی بھی تھے اور تابعدار بھی۔ نبوت اور اتباع میں کوئی تضاد
نہیں۔ فبھداھم اقتدہ حضورؐ کو حکم ہے کہ آپ سابقہ انبیاء کی اقتداء کرو
اور فاتبع ملۃ ابراھیم میں بھی حضورؐ کو یہی حکم ہے کہ آپ ملت ابراہیم کی تابعداری
کرو۔ نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کہ دوسرے کا اتباع کیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ

اپنی جگہ پر مستقل نبی بھی تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے تابعدار شیعہ بھی تھے۔ یہی
ترجمہ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے کیا ہے اور یہی سنی تفاسیر میں لکھا ہے
دیکھو درسی تفسیر جلالین ص ۲۷۹ وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین
لابراھیم وان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ واربعون
سنۃ وکان بینھما ھود وصالح کہ ان من شیعتہ کا ترجمہ ہے
کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصول دین
میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان بہت دراز عرصہ گزر چکا تھا۔ یعنی
دو ہزار چھ سو چالیس سال اور دو نبی ھودؑ اور صالح علیہ السلام بھی ان دونوں کے
درمیان گزر چکے تھے۔ اور یہی دیگر اہل سنت کی تفاسیر میں بھی ہے۔ باقی رہے مولوی
محمد صدیق صاحب کی پیش کردہ آیات۔ سو ان میں بھی ان کی دیانت و خیانت اور جہالت
کا نمونہ دیکھ لیجئے۔

آیت ملا ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست
منھم فی شئی۔ اس کا مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کے
ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اے محمدؐ تو ان میں سے نہیں ہے۔
حضرات! اس میں مولوی محمد صدیق صاحب کی خیانت یہ ہے کہ لفظ شیعا
جمع ہے۔ اور اس کا ترجمہ بن گئے شیعہ بصورت واحد کر دیا ہے۔ جمع کا ترجمہ واحد
کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ بسا اوقات کسی شئے کا واحد اچھا ہوتا ہے اور جمع بری
جیسے ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار کی آیت صاف بتا
رہی ہے کہ لفظ رب جو واحد ہے بہتر اور اس کی جمع ارباب بری ہے۔ اس کا مطلب
یہ نہیں کہ ارباب نہ بناؤ۔ تو رب بھی نہ بناؤ۔ لفظ رب واحد توحید پر دال ہے۔ اور
ارباب شرک پر سو وہ برا ہے۔ اسی طرح لفظ شیعہ جس کے معنی ایک مذہب، ایک
ملت، ایک فریق اور ایک گروہ کے ہیں بہتر ہے، وحدت اسلامی پر دال ہے اور لفظ
شیعا اس کی جمع جس کے معنی مختلف گروہ مختلف فرقے ہیں تشتت اور تفرق پر دال ہے
ان الذین فرقوا میں باب تفعیل خود فرقوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ وحدت
اسلامی اور اتحاد بین الملل کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی ترجمہ اس آیت کا اہلحدیث اور اہلسنت

کی مستند کتاب اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر پر علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ :-

ان الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا وهولاء هم اهل التقلید بأعیانهم بخلاف اهل العلم فانهم وان اختلفوا لم یفرقوا دینهم ولم یکونوا شیعا بل شیعة واحدة متفقة علی طلب الحق وایثاره عند ظهوره وتقدیمه علی کل ما سواه فهم طائفة واحدة قد اتفقت مقاصدهم وطریقهم فالطریق واحد والقصد واحد والمقلدون بالعکس مقاصدهم شتی وطرقهم مختلفة فلیسوا مع الائمة فی القصد ولا فی الطریق .

ترجمہ :- علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا سے مراد اہلِ تقلید ہیں جو جُدا جُدا اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں مثلاً یعنی حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی وغیرہم برخلاف اہلِ علم کے۔ پس وہ باوجود اختلاف فی المسائل کے اپنے دین میں تفریق نہیں پیدا کرتے اور نہ ہی وہ مختلف فرقے بنتے ہیں بلکہ ایک شیعہ ہو کر طلبِ حق پر متفق رہتے ہیں اور حق کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں۔ فهم طائفة واحدة وہ ایک ہی مذہب اور گروہ کے پیروکار ہوتے ہیں۔ ان کا طریق ، طریقِ واحد ہوتا ہے اور اس کے برخلاف مقلدوں کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں اور راستے بھی مختلف۔ پس وہ آئمہ حق کے ساتھ نہ قصد میں اور نہ ہی راستے میں جمع ہوتے ہیں۔

حضرات ! یہ ہے مطلب اس آیت کا کہ شیعہ واحد ہو نہ کہ متعدد مذاہب ہیں جو کہ مذہبی مطلب ہے فرمان خداوندی واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا کا خدا نے اختلاف کرنے سے روکا ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب ازراہِ جہالت یا خیانت عوام کو مذہب شیعہ خیر البریہ کی ردّ میں یہ آیت سنا رہے ہیں۔

آیت ۲ :- ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا کا ترجمہ

مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک فرعون نے زمین پر تکبر کیا تھا اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

واہ ! عالم اہلحدیث اور پڑھے لکھے علماء میں منتخب شدہ مناظر کی یہ حالت

تا طفل سر بجگر بہ حال ہے اسے کیا کہیے

حضرات ! یہاں تو مولوی صاحب محمد صدیق اینڈ کمپنی نے تو کمال ہی کر دیا۔ مجھے تو ان کی علمیت اور عربی دانی میں بھی شک ہو رہا ہے اور حیرت کا مقام ہے کہ ابن قیم احراری ، دیوبندی اور تنظیم اہل سنت کے علماء ان کے ارد گرد سٹیج پر بیٹھے ہیں وہ انہیں نہیں سمجھا سکتے۔ اور اگر یہ سب کچھ عمداً ہی کیا یا کرایا جا رہا ہے تو بازو کو قرآن مجید کے ساتھ ایسا عمداً کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب ذرا دیکھیے اھلھا کی ضمیر مونث ہے اور فرعون مذکر اور ترجمہ فرمایا ہے کہ اپنے اہل وعیال اور ضمیر کو فرعون کی طرف پھیر دیا۔ حالانکہ وہ ارض یعنی زمین کی طرف پھر رہی ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ فرعون نے زمین کے لوگوں کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر دیا تاکہ باہم لڑتے رہیں اور اس کی شاہی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں ، اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے۔ اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگوں کو اس نے فرقے مختلف۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ جعل اھلھا اہل مصر را و قبطیاں و سبطیان شیعا گروہ گروہ ہر گروہ را بکارے نامزد کرد۔ اور تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۱ جلد ۲ میں ہے کہ او اصنافا فی استخدامه او احزابا بینهم العداوة کی لا یتفقوا علیه یعنی فرعون نے اہل مصر کے کئی گروہ اور حزب بنا دیئے تاکہ ان میں عداوت رہے اور وہ اس کے برخلاف اتفاق کر کے اس کی حکومت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

حضرات ! یہاں بھی حق تعالیٰ نے مختلف فرقے بنے اور بنانے کی مذمت کی ہے نہ کہ شیعہ واحدہ فرقہ واحدہ اور مذہب واحد کی اور ہمیشہ جب مختلف فرقے بنتے ہیں تو ایک فرقہ حق پر ہوتا ہے اور باقی مصنوعی نقلی اور کاذب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل مصر کے گروہوں میں بھی ایک گروہ حق پر تھا اور وہ حضرت موسیٰ کا گروہ تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے اسی آیت کے آگے ہی فرمایا ہے جسے ہم پوری آیت پیش کرتے ہیں۔ ان

فرعون علا فى الارض وجعل اهلها شيعا يستضعف طائفة منهم يذبحون ابناءهم ويستحى نساءهم انه كان من المفسدين۔

یعنی تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے، اور کیا تھا اس نے لوگوں کو مختلف فرقے۔ ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو ان میں سے اور ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو تحقیق تھا وہ مفسدوں سے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب سے پوچھو کہ طائفہ کی ضمیر شیعا کی طرف جاتی ہے یا نہیں۔ اگر جاتی ہے تو شیعہ واحدہ اور طائفہ واحدہ حق پر ہوا یا نہیں اور وہ فرقہ بنی اسرائیل کا تھا یا نہیں؟ اور اسی فرقہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں کہ ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها فوجد فيها رجلين يقتتلان هذا من شيعته وهذا من عدوه فاستغاثه الذى من شيعته على الذى من عدوه۔ پ سورہ قصص۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام شہر میں لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہوئے پس اس میں آپ نے دو آدمی لڑتے ہوئے پائے، یہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور یہ آپ کے دشمنوں میں سے ہے۔ پس فریاد کی اس نے جو آپ کے شیعہ سے تھا۔ اوپر اس شخص کے جو آپ کے دشمنوں سے تھا۔ دیکھئے اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا کہ فرعون نے اگرچہ زمین میں بے شمار گروہ بنا دیئے تھے مگر سچا گروہ بنی اسرائیل کا تھا اور انہی کا نام شیعہ موسیٰ ہے۔ باقی خدا و رسول کے عدو یعنی دشمن تھے۔ اور یہی مطلب ہے حضور رسالتمآب صلعم کی اس حدیث کا ستفترق امتى على ثلاثة وسبعين فرقة كلهم فى النار الا ملة واحدة (ابن ماجہ باب افتراق الامم)۔ یعنی میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، تمام دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک مذہب جنت میں جائے گا۔ اور دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں جانے والے علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ شیعہ ہیں بموجب اس حدیث کے یا علی انت وشیعتک فی الجنة (صواعق محرقہ ص۹۶)۔

آیت ۔۔۔ جو مولوی محمد صدیق صاحب نے پیش کی ہے کہ ثم لننزعن من کل

شيعة ايهم اشد على الرحمن عتيا۔ (پ۱۶۔ سورۃ مریم)۔

اس آیت میں بھی مولوی محمد صدیق صاحب نے پوری خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوف خدا تک نہیں کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی پوری پوری کوشش کی ہے یا پھر اپنی بے علمی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت ہر امت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا جو جہنمی اور دوزخی ہیں۔ اور یہ کل مجموعی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعة کا ترجمہ من کل امة ہے جیسا کہ بیضاوی شریف جلد ۲ صفحہ ۔۔ پر مذکور ہے، بلکہ یہ بیضاوی میرے ہاتھ میں ہے غور سے سنیئے من كل امة شايعت دينا ايهم اشد على الرحمن عتيا من كان اعصى واعتى منهم فنطرحهم فيها وفى ذكر الاشد تنبيه على انه تعالى يعفو كثيرا من اهل العصيان۔

یعنی ہر امت میں سے جس نے کسی دین کی بھی پیروی کی ہے ہم نکالیں گے ان لوگوں کو جو رحمان کے بہت ہی نافرمان ہیں، اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور بہت ہی نافرمان کی قید اس لئے ہے کہ خداوند تعالیٰ بہت سے گنہگاروں کو بخش دے گا۔ مگر جو نہ بخشے گئے اور ناقابل معافی ہونگے ان کو داخل جہنم کر دے گا۔

حضرات! اس آیت کا مطلب تو یہ بھی نہ نکلا کہ کل شیعہ یعنی ہر امت جہنم میں جائے گی۔ اور نہ ہی یہ نکلا کہ ہر گنہگار جہنم میں جائے گا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ از آدم تا خاتم علیہم السلام ہر امت کا نام باصطلاح قرآن پاک شیعہ ہے اور ہر امت داخل جنت ہوگی۔ مگر ان میں سے جن کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے وہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے سورۃ یٰسین کی آیت کا کہ وامتازوا اليوم ايها المجرمون۔ رہا یہ سوال کہ جہنم کے گرد تمام امتیں جمع ہوں گی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی تفسیر تو ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے مگر مولوی محمد صدیق صاحب کو نظر نہیں آئی۔ سنیئے میں دکھا دیتا ہوں۔ ارشاد ہے وان منكم الا واردها كان على ربك حتما مقضيا ثم ننجى الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها (پ۱۶ سورۃ مریم) کہ اور نہیں کوئی تم میں سے مگر وارد جہنم ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ مگر ہم نجات دیں گے ان کو جو پرہیزگاری کرتے رہے۔ اور

چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اسی میں گرے ہوتے اور یہی مطلب تھا من کل شیعۃ کا کہ روز قیامت شیعہ اور عتیا یعنی نافرمان علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

رہا نہج البلاغہ سے مولوی محمد صدیق کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی علیہ السلام
سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔
تو اس عبارت سے امیر المومنین علیہ السلام نے اس حدیث کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے جو مشکوٰۃ کے ص۵۶۵ پر بھی موجود ہے کہ :-

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)۔

یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تیرے اندر عیسیٰ کی صفات ہیں۔ اُس سے یہودیوں نے بغض کیا حتیٰ کہ اس کی ماں پہ بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اُس سے محبت کر کے اُسے اُس مقام تک پہنچا دیا جو اس کی منزلت نہیں۔ پھر امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باب میں دو آدمی گمراہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح کرے گا جو میری نہیں اور دوسرا مجھ سے بغض کرنے والا جس کو میری دشمنی میرے بہتان پر برانگیختہ کرے گی۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! بیشک علیؑ کے بارے میں تین گروہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں ہیں۔ ایک وہ جو حضرت عیسٰیؑ کو گالیاں دینے والا ہے اور دوسرا ان کو ابن اللہ کہنے والا، تیسرا اُن کے اصلی منصب یعنی رسول اللہ، روح اللہ محی باذن اللہ ماننے والا۔ اور اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے باب میں بھی تین گروہ ہیں۔ دو اہل سُنت کے اور ایک شیعہ کا۔ اہل سُنت کے دو میں سے ایک صوفیاء ہیں جو حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ جاتے ہیں۔ اور دوسرے ناصبی ہیں جن کے پیر و مرشد حضرت معاویہ ہیں وہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور تیسرے شیعہ ہیں جو آپ کو امام معصوم منجانب اللہ، خلیفۂ رسولؐ اور صاحب معجزات باذن اللہ مانتے ہیں۔

نہ ہی ان کو خدا کہتے ہیں اور نہ ہی آپ کے منصب حقہ سے نیچے گراتے ہیں۔
اس پر مبلغ اعظم نے اول اس بات کا ثبوت دیا کہ صوفیاء حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں چنانچہ آپ نے تحفہ اثنا عشریہ اصل فارسی کے ص۔۔ سے یہ عبارت پیش کی کہ :-
بعض کلمات مرتضوی راکہ در حالت سکر و غلبہ حال کہ اولیاء اللہ را می باشد نقل
انا حی ولا یموت انا باعث من فی القبور وانا مقیم القیامۃ۔
یعنی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت مستی اور غلبہ حال میں جو اولیاء اللہ کا ہوتا ہے یہ فرمایا کہ میں زندہ ہوں جسے کبھی موت نہیں۔ اور میں اُٹھانے والا ہوں قبروں میں سے مُردوں کو اور میں ہی قیامت قائم کرنے والا ہوں۔
مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! کیا یہ صفات خداوندی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو حضرت علیؑ کی طرف اس کو کس نے منسوب کیا؟ شاہ عبد العزیز صاحب نے یا شیعوں نے؟ اگر شاہ عبد العزیز نے تو بتاؤ غالی کون ہوئے؟ شیعہ یا سُنی؟ اور مولوی جامی صاحب وغیرہ کا شعر :

زمیں آسماں عرش کرسی بحکمش
علیؑ وہاں علیٰ کل شیٔ قدیرا

کتنا مشہور ہے اور کلیات میں موجود ہے عام صوفیاء کا تو کیا ذکر ہے۔

وہابیوں کے پیر و مرشد اسماعیل شہید

دہلوی کی زبانی صوفیاء سے انا الحق کے آوازے لگاتے ہیں۔ تقویۃ الایمان ص۔۔ پر زمزمۂ انا الحق ولیس فی جبتی سوا اللہ۔ رہا حضرت علیؑ کو گالیاں دینا اور بہتان لگانا سو وہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد معاویہ کی سُنت ہے۔
مبلغ اعظم نے صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۷۸ خصائص نسائی، طبرانی شریف اور عقد الفرید

جلد ۳ صـ۳۱ سے یہ عبارت پیش کر۔

قال امیر معاویہ بن ابی سفیان سعد فقال ما منعک ان تسبّ ابا التراب۔

کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علیؓ کو سبّ کیوں نہیں کرتا اور گالیاں کیوں نہیں دیتا اور۔

فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سہل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا التراب۔ (مسلم شریف جلد ۲ صـ۲۷۸)۔

کہ معاویہ کے گورنر نے سہل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ حضرت علیؓ کو سبّ و شتم کرو اور گالیاں دے۔ تو گورنر نے کہا کہ اگر فقط علیؓ کہہ کر تجھے گالیاں دینے سے انکار ہے تو لعن ابو تراب کر دو۔ (معاذ اللہ) خاکم بدہن۔ نقل کفر کفر نباشد۔ حضرات یہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد کے کارنامے۔ لہٰذا بہتان لگانے والے بھی یہی ہیں اور خدا کہہ کر گمراہ ہونے والے بھی یہی ہیں سادہ۔

شیعہ کا عقیدہ

درباب امیر المومنین علیہ السلام

یہ ہے کہ أشهد انّك اخو رسول الله و وصيه و وارث علمه و امينه على شرعه و خليفته في امته۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اے اللہ! امیر المومنین آپ کے رسول اللہ کے بھائی اور آپؐ کے وصی۔ آپ کے علم کے وارث اور آپ کی شریعت پر امین اور آپؐ کی اُمت میں آپ کے خلیفہ ہیں (مفاتیح الجنان صـ۳۶۳ مطبوعہ ایران)۔

حضرت مبلّغ اعظم نے فرمایا۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا ایسے متوسط اور صحیح عقیدے کو افراط و تفریط سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی وہ عقیدہ ہے جو آپؐ کے منصب حقیقی کا آئینہ دار ہے۔

نوٹ از مؤلف:۔ کتاب عقد الفرید جب درباب سبّ و شتم پیش کی گئی

تو علمائے اہل سنت نے انکار کر دیا کہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ اس پر تاریخ ابن خلقان مشمولہ بی۔ اے کورس عربی صـ۲۱ سے اور خاتمہ عقد الفرید جلد ۴ صـ۳۹۹ سے اس کی توثیق میں ابن عبد البراندلسی کا مالکی المذہب ہونا پیش ہوا تو سنی علماء کی سٹیج پر سکوت طاری ہو گیا اور مبہوت ہو کر آپس میں اک ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تقریر مناظر اہل سنت

نماز روزہ کا ذکر کے مولوی صاحب اپنے عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اگر اسی پر اسلام کی مدار ہے تو تم ان کو بے ایمان کیوں کہتے ہو۔

شیعوں کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ اس واسطے میرے پاس متعدد شیعی کتب کی عبارتیں موجود ہیں۔

عبارت نمبر ۱:۔ الصافی شرح اصول کافی جزو ششم صـ۵۳ میں ہے کہ اصلی شیعوں کا قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن سے شیعوں کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر مشتمل ہے۔

عبارت نمبر ۲:۔ رجال کشی صـ۷۱ میں ہے۔ حضرت علیؓ نے ابن سبا کو جلا دیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا سے شروع ہوا ہے جو کہ ایک یہودی تھا۔ جس نے دین میں مختلف فتنے ڈالے تھے۔ اصول کافی میں ہے ومن يطع الله في ولاية علي فقد فاز فوزا عظيما۔ دیکھئے شیعوں نے اس آیت میں لفظ بڑھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قرآن غلط ہے۔ اصلی قرآن مجید نہیں تھا۔

عبارت نمبر ۳:۔ لقد عهدنا الى آدم من قبل كلمات في محمد و علي و فاطمة والحسن والحسين والائمة من ذريتهم۔ یعنی قرآن مجید کی اصل آیت اتنی لمبی تھی۔ اب قرآن مجید میں یہ آیت ناقص ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! سنی مناظر کے دلائل تو ختم ہو چکے ہیں، اب اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار کر گزارہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس کی ہر بات کا جواب دیتا رہوں گا۔ **تبلیغ!** معاویہ اور یزید کو ہم اس لئے بے ایمان کہتے ہیں کہ وہ منکر امامت اور قاتل امام ہیں اور امامت ہمارے اصول دین میں داخل ہے۔ تمہارے نزدیک تو عقیدہ امامت داخل ایمان نہیں ہے جس کا میں اپنی پہلی تقریر میں مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم شیعوں کو کس بنا پر کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ تمہارے مسلمہ اصول توحید، نبوت اور قیامت کے قائل ہیں۔ یا تو اپنا کوئی ایسا چوتھا اصول بتاؤ جس کے انکار پر شیعوں کو کافر کہا جا سکے یا پھر شیعوں کو مسلم و مومن مانو۔ باقی رہا یزید۔ ابھی وہ تو باوجود قاتل امام مظلوم ہونے کے آپ کا چھٹا خلیفہ اور مومن ہے۔ تمہاری اپنی مستند کتاب صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی کا فتویٰ موجود ہے جسے میں ص۱۳۳ سے پڑھتا ہوں سنیئے:۔

امّا سبّ یزید ولعنہ فلیس شان المومنین وان صح انہ قتلہ او امر بقتلہ وقاتل الحسین لا یکفر بذالک۔

کہ یزید پر لعنت اور سب کرنا شانِ مومن نہیں۔ اگرچہ صحیح ہو جائے کہ وہ قاتل امام حسینؑ ہے یا اس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ قاتل حسینؑ کافر نہیں ہو سکتا یہ ہے آپ کی رواداری کہ امام مظلوم کے قاتل کو تو مومن بنا دیا اور آل محمد علیہم السلام کے ماننے والوں کو کافر بنا رہے ہو۔

ع
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باقی رہا تحریف قرآن کا سوال تو یہ آپ کی ظاہراً شکست ہے کہ آپ اصل موضوع کو ترک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے، لہٰذا سنیئے:۔

حضرات! اہلسنت کے ہاں قائل تحریف کافر نہیں۔ یہ ہے تفسیر اتقان میرے ہاتھ میں اس

کے ص۸۲ پر بالتصریح موجود ہے کہ:۔

بل مخبر الاحاد ولا ثبت بہ قرآن ولا یکفر جاحدہ ولیس ما صنع اذا جحدہ۔ جو قرأتیں باخبارِ احاد ثابت ہیں اُن کے ساتھ قرآن ثابت نہیں ہوتا اور نہ ان کا منکر کافر ہے۔ ہاں ان کا انکار ضرور ہے۔ پھر آپ کے نزدیک تو ثابت اور منقول بالمصحف عثمانی کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے جیسا کہ اسی تفسیر اتقان ص۸۱ جلد اوّل میں ہے کہ کان عبد اللّٰہ ابن مسعود یحک المعوذتین من مصاحفہ و یقول انہما لیستا من کتاب اللّٰہ اور دیکھئے یہ تفسیر ابن کثیر میں بھی اس کی تصریح ہے۔ اس کی جلد ۴ ص۵۷۱ کی عبارت بھی قابل غور ہے۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود معوذتین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو اپنے مصحفوں سے مٹا دیا کرتے کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر اہل سنت کے فقیہ اعظم قاضی خان کا فتویٰ ہے و من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ لا یکون کافرا۔ دیکھئے فتاوی قاضی خان ص۸۸۸ یعنی جس شخص نے یہ زعم کیا کہ قرآن مجید کی پچھلی دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اور مزید برآں آپ تو منکر بسم اللہ کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک بسم اللہ کے آیت قرآن ہونے میں شک ہے۔ دیکھو نور الانوار ص۹ لکھا ہے کہ قولہ بلا شبہۃ احترازٌ عن التسمیۃ لان فیہا شبہۃ و لہٰذا لم یکفر جاحدہا۔ یعنی بلا شبہ کی قید اس لئے ہے کہ بسم اللہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ اس کے قرآن ہونے میں شبہ ہے۔ اس لئے ان کا منکر کافر نہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! چلو چھٹی ہوئی۔ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ مگر سنیوں کو ابتداء میں بھی شبہ اور انتہا میں بھی شبہ۔ نہ تو اوّل کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ ہی آخر کے منکر کو۔ اور اس پر طرہ یہ کہ ایمان بھی ہے۔

اسکے علاوہ اہل سنت کی کتب تحریف قرآن سے بھری ہوئی ہیں۔ دیکھیے سب سے پہلے تاریخ کتاب اصح الکتب بعد از کلام باری بھی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوسری ص۷۴۴ کی عبارت پڑھنے لگا ہوں غور سے سنیئے:۔

عن ابن عباس قال كانت عكاظ و مجنة و ذو المجاز اسواق الجاهلية فتأثموا ان يتجروا فى المواسم فنزلت ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم فى مواسم الحج

کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنابریں صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی المواسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تنظیم اللہ و صابا صاحب (جو وہاں براجمان تھے) سے پوچھتا ہوں کہ مواسم الحج کس قرآن میں نازل ہوا تھا اور کیا اب موجود ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے تو نزلت کے ماتحت کیوں؟ کیا تفسیر بھی نازل ہوتی ہے؟ اور منزول من اللہ کو قرآن سے کیوں نکالا گیا؟

حضرات بخاری شریف ص۳۳۲ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے۔

عن ابن عباس قال لما نزلت و انذر عشيرتك الاقربين و رهطك منهم المخلصين۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین و رہطک منہم المخلصین الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا اے حافظو اور قاریو! بتاؤ رہطک منہم المخلصین کس قرآن کی آیت ہے۔ اگر منسوخ ہو گئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے تو نازل ہونے کے کیا معنی؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے حبر الامت اور ترجمان القرآن نے اس کی قرأت کیسے کی؟ اور کان عبداللہ یقرأ واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہ ابو درداء اور ابن عبداللہ مسعود واللیل اذا یغشی کے بعد والذکر والانثی پڑھتے تھے اور وہ اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی سنا ہے کیا یہ موجودہ قرآن میں زیادتی نہیں ہوئی اور یہی دونوں روایتوں کے مطابق کمی ہوئی اگر کمی یا زیادتی ہے تو تحریف ہوئی۔

از روئے بخاری شریف قرآن پاک میں کمی یا زیادتی

کے قائل ہو گئے یا نہیں۔ اور پھر آپ کے نزدیک تو حضرت عائشہ کی بکری بھی کچھ آیات ہڑپ کر گئی تھی دیکھئے ابن ماجہ ص۱۴۱ عن عائشة قالت لقد نزلت آية الرجم ورضاعة الكبير عشراً ولقد كان فى صحيفة تحت سريرى فلما مات رسول الله وتشاغلنا بموته دخل داجن فاكلها۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر کی ایک آیت نازل تو ہوئی تھی۔ اور وہ میرے صحیفہ میں لکھی تھی۔ لیکن صحیفہ میرے بستر کے نیچے تھا۔ پس جب ہم حضور کی وفات میں مشغول ہوئے تو بکری داخل ہوئی اور اس نے اس کو کھا لیا ختم ہو گئی

بکری بی بی عائشہ کی قرآن کھا گئی اور ایمان خراب ہو گیا شیعہ کا

کیوں مولوی صاحب! بی بی عائشہ کی بکری کا تعلق شیعہ سے ہے یا سنیوں سے اور اگر بکری کے کھانے سے قرآن کم نہیں ہو گیا تو موجودہ قرآن میں آیۂ رجم دکھاؤ؟

نوٹ از مؤلف:- مولوی محمد صدیق صاحب نے مناظرہ حضرت کیلیانوالہ میں تو ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے۔ مگر جب مبلغ اعظم نے ثبوت طلب کیا تو شرم سے گردن جھکا لی اور اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لی تھی میرے خیال میں مولوی صاحب اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

———— کیونکہ میرے حق میں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور اس فاش غلطی کے بعد تو اپنے اکثر سے تھے کہ اخیر مناظرہ تک پاؤں نہ رک سکے اور اختتام مناظرہ پر غیرت سے بوجھ کر گر کو لگے کا ورد کرتے ہوئے داخل الحجرہ ہو گئے تھے۔ (خادم بخاری)

مبلغ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے محققین تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہماری کسی مستند اور صحیح غیر مسئول روایت سے تحریف قرآن ثابت ہی نہیں۔

چنانچہ ہماری مستند کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون من التحريف والتغيير والزيادة والنقصان - کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے محافظ ہیں۔ تغیر سے، تحریف سے، زیادتی سے نقصان سے۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغہ جلد ۲ ص۔۔ سے یہ عبارت پیش کی انما حکمنا القرآن هذا القرآن انما هو خط مستور بين الدفتين۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس قرآن کے سوا جو دفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ کسی کو حکم نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قطب راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کے ص۲۷ سے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر القرآن الذی بین ایدینا الی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما دخلت الشبہۃ علی قوم لم ینکشف بھم وجہ اعجاز لتغافلھم وقد کشفنا ذالک کہ حضور کا پہلا معجزہ قرآن کریم ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں اور لکھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں کسی کو اس سے انکار کا امکان نہیں۔ یہ قرآن پاک وہی ہے جس کو ہمارے نبی کریم لائے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حضور کا معجزہ ہے اور شبہ اس قوم پر واقع ہوا جس نے اس کی وجہ اعجاز کو اپنی غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا۔ اور ہم نے مستقل کتاب میں اس کی وجہ اعجاز بیان کردی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ لیجئے میں آپ کی پیش کردہ تمام عبارت کا جواب بالصواب عرض کرتا ہوں، بگوش ہوش سے سنیئے۔

اوّلاً جو آپ نے الصافی شرح اصول کافی جزو ششم ص۵۳ پیش کیا ہے کہ شیعوں کا اصل قرآن سترہزار آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہزار چھ صد چھیاسٹھ آیات قائم رہیں اور باقی منسوخ ہوگئیں۔ جیسا کہ آپ کی ہی تفسیر اتقان جلد ۲ ص۲۷ پر آپ کے خلیفہ ثانی

حضرت عمرؓ کا بیان

درج ہے کہ اخرج الطبرانی عن عمر ابن الخطاب مرفوعا القرآن الف الف حرف و سبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرءہ صابرا محتسبا کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین۔

یعنی طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس نے ایک حرف صابر ہو کر بامید ثواب پڑھا اُس کیلئے ایک حور ہوگی، حورانِ جنت سے۔

آپ فرمائیے! علامہ ابن کثیر کے حساب سے موجودہ قرآن کے تو صرف تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دو سو ساٹھ حروف کہاں ہیں؟ ان تمام حروف کو ملا کر دیکھئے۔ کیا ستر ہزار آیات بنتی ہیں یا نہیں اگر بنتی ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا؟ اگر یہ حروف منسوخ ہیں تو وہ آیات بھی منسوخ سمجھ لیجئے، کیا حرج ہے۔

باقی جو آپ نے اصول کافی سے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزا عظیما اور لقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی و فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم پڑھا ہے۔ ان دونوں روایتوں میں لفظ "فی" تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے۔ اس میں لفظ نزلت یا قرأت دکھلائیے ورنہ .... کیونکہ یہاں تحت لفظ "فی" مندرج ذیل ہے۔ جیسا کہ تفسیر صافی ص۱۱ پر صاف مذکور ہے کہ ان بعض المحذوفات کان من قبیل التفسیر والبیان ولم یکن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کتب شیعہ میں ذکر ہے وہ از قسم تفسیر اور بیان ہیں اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں۔

لہٰذا آپ کے پیش کردہ حوالے آپ کے مدعا کی تائید نہیں کرتے۔ اگر ایسے نوٹوں سے تحریف ثابت ہوتی ہے تو فرمائیے آپ کے نزدیک ان عبارتوں کا کیا جواب ہے۔

۱۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ ص۱۹۲ عن عبداللہ بن مسعودؓ کان یقرء ھذا الحرف وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی بن ابی طالب۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اس حرف کو اس طرح پڑھتے تھے۔ کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب فرمائیے ان روایتوں میں لعلی بن ابی طالب بطور تفسیر واقع ہے یا اصل آیت میں داخل تھا؟

۲۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ ص۱۸۳ میں ہے کہ عن ابن عباس انہ یقرء ھذہ الایۃ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وھو اب لھم وازواجہ امھاتھم۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت میں ھو اب لھم کا حرف زیادہ پڑھتے تھے۔ بتائیے یہ بطور تفسیر تھا یا تنزیل؟

۳۔ الاتقان جلد ۲ صـ۳ـ عن ابن عباس انہ کان یقرء وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ فرمایئے اس میں لفظ یقول بطور تفسیر ہے یا تنزیل؟

۴۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صـ۵۲ـ عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین۔ فرمایئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت میں ان علیاً مولی المومنین کی زیادتی بطور تفسیر پڑھتے تھے یا تنزیل؟

۵۔ موطا امام مالک صـ۴۳ـ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین میں لفظ والصلوٰۃ العصر بطور تنزیل واقع ہوا ہے یا تفسیر؟

۶۔ تفسیر ابن جریر صـ۱۴۳ـ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران وآل یٰسین وآل محمد میں لفظ آل یٰسین وآل محمد کے الفاظ تفسیر ہیں یا تاویل؟ اگر یہ سب کچھ تفسیر ہے تو اصول کافی کی دو روایتیں کیوں محمول بر تفسیر نہیں؟ ذرا جواب تو دیجئے، اور یہ وہ الفاظ تو آپ کی کتابوں میں بھی آتے ہیں۔

سنیئے ذرا غور سے سنیئے تفسیر دُرِّ منثور۔ جلد ۱ صـ۶۰ـ سے پڑھ رہا ہوں۔

عن ابن عباس قال سالت عن رسول اللہ عن الکلمات التی تلقھا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سأل بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین کہ وہ کلمات جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے وہ پنجتن پاک کے نام تھے۔ اور یہ ہے تفسیر کلمات کی جو کافی میں مذکور ہے۔ اگر یہ تفسیر ہے تو وہ بھی تفسیر ہے۔

باقی جو آپ نے پیش کیا ہے کہ ان القرآن الذی بین الدفتین الیس بتمامہ (تفسیر صافی) اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ ان روایات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ سب ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا

دعویٰ ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ و قال انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون فکیف یتطرق الیہ التحریف والتغییر کہ کلام مجید ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ تو اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے نہ آگے سے۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ پس ان دونوں آیتوں کے ہوتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف و تغیر کیسے راستہ پا سکتی ہے۔ مولوی صاحب؟ افسوس کہ آپ اعتراض تو پڑھتے ہیں مگر جواب نہیں پڑھتے۔ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قرآن کو ناقص ماننے کا عقیدہ غلط ہے۔

آگے آپ نے جو عبارت مرآۃ العقول صـ۱۷۱ـ سے ان الاخبار عندی لتصحہ متواترۃ پیش کی ہے اس میں بھی عجیب چالاکی، بے ایمانی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا ہے۔

اول:۔ یہ عبارت اگر مرآۃ العقول کے صـ۱۷۱ـ پر دکھا دیں تو انعام کے قابل ہیں۔

دوسرا:۔ الفاظ یہی ہوں۔

تیسرا:۔ آگے اس کی تردید نہ ہو۔

چوتھے:۔ مطلب یہی ہو۔

معلوم ہوتا ہے

مولوی محمد صدیق نے مرآۃ العقول دیکھی ہی نہیں

ورنہ اس طرح قطع و برید نہ کرتے۔ لیجئے اس سارے صفحہ میں دیانتی علی کتاب اللہ اگر آپ دکھا دیں تو آپ مستحق انعام ہیں۔ باقی رہی کمی سو اس کا جواب آپ کی تفسیر اتقان سے دے چکا ہوں۔ رہا تغیر سورتوں کے آگے پیچھے ہونے سے یا بعض آیات کے تقدم و تاخر سے واقع ہوا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو تحریف کے باب میں تھا سو یہ روایات در باب تحریف ہیں۔ اچھا یہ وہ تغیر نہیں ہے جس کا ذکر بی بی عائشہ تفسیر اتقان جلد ۲ صـ۲۵ـ پر یوں فرماتی ہیں کہ۔

قالت قرأ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما و

علی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف
کہ مصحف عائشہ میں وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کا فقرہ بھی تھا۔ جو موجودہ قرآن
میں نہیں ہے۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے قرآن میں ایسا ہی تھا
گویا بی بی صاحبہ قرآن میں تغیر کی بھی قائل ہیں۔ یہ ہے آپ کے ہاں تغیر فی القرآن کی مثال مشتے نمونہ
از خروارے۔ اگر جرأت ہے تو جواب دو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مرآۃ العقول ص۵۳۶ جلد۲ میں عبارت یہ ہے کہ:۔
عندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترۃ معنیً اوّل تو لفظ عندی سے ظاہر ہے کہ
یہ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کا انفرادی قول ہے جو سید المرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ صدوق اور شیخ
مفید اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سید مرتضیٰ
علم الہدیٰؒ فرماتے ہیں۔ کہ نقلوا اخباراً ضعیفۃ ظنوا صحتها (تفسیر صافی ص۱۱)۔
یعنی جتنے روایات درباب تحریف نقل ہوتے تمام ضعیف ہیں۔ جن کو لوگوں نے اپنی غلطی سے
صحیح گمان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ هذا الباب سے کیا مراد ہے کمی یا زیادتی۔ اگر کمی ہے
تو منسوخ آیات کے نکل جانے سے واقع ہو چکی ہے۔ اگر زیادتی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو۔
باقی رہا تواتر تو وہ معنوی ہے لفظی نہیں۔ اور آپ تواتر معنوی کا خلاف کرتے ہیں۔ جیسا کہ
تفسیر اتقان جلد۲ ص۸ میں ہے کہ فهذه الاحادیث تعطی التواتر المعنوی بکونها
قرآنا منزلا فی اوائل السور۔

یعنی ان احادیث سے یہ بات بطور تواتر معنوی ثابت ہے کہ بسم اللہ قرآن ہو کر سورتوں کے شروع میں
نازل ہوتی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ پھر بھی اس کو قطعی قرآن نہیں مانتے اور اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور
نمازوں میں بھی بالجہر نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس کو تواتر معنوی کے علاوہ منقول فی المصاحف ہونے
کا شرف بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے سامنے تواتر معنوی کی قدر مشترک کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد
ملا محمد باقر مجلسیؒ کی یہ رائے اگر ہوتی بھی تو صائب نہ تھی۔ جیسا کہ قطبی کا یہ قول باوجود اہل سنت والجماعت
ہونے کے درباب متشابہات غلط ہے۔ دیکھئے آپ کے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں لکل
جواد کبوۃ ولکل عالم هفوۃ کہ ہر گھوڑے کو کبھی نہ کبھی ٹھوکر لگتی ہے اور ہر عالم
سے کبھی نہ کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھئے اس مرآۃ العقول جلد۲ ص۵۳۶ پر اسکی
رد موجود ہے انه یوجب رفع الاعتماد علی القرآن کہ یہ روایات اس لئے غلط

ہیں کہ ان کے صحیح ماننے پر قرآن سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور هذا القرآن والعمل
به متواتر اور حالانکہ قرآن کریم اور اس پر ائمہ طاہرین کا عمل کرنا تواتر سے ثابت ہے۔ لہٰذا
ان کا تواتر معنوی عند المجلسی بھی غلط ثابت ہوا۔ باقی رہا آپ کا تفسیر فتح القدیر سے ان علیا
مولی المومنین کے نوٹ کو تفسیر کہنا۔ سو غلط ہے کیونکہ وہاں لفظ تفسیر نہیں۔ بلکہ لفظ
قرأت موجود ہے اور تفسیر قرأت میں داخل نہیں۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ کنا نقرأ
علی عهد رسول اللہ یعنی ہم حضور رسالتمآب کے زمانہ میں اس طرح اس آیت کو
پڑھتے تھے۔ رہا

اصول کرخی کی نسبت آپ کا کہنا کہ عبارت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غلط
ہے آپ ہی صحیح عبارت پیش کر دیجئے اور جواب دیجئے تاکہ عوام کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی آسانی ہو
اور اگر آپ کے پاس اصول کرخی نہیں تو ہم سے منگئے۔

ان کل آیۃ تخالف قول اصحابنا فانها تحمل علی النسخ۔ آپ
فرمائیے کہ اس میں کونسا لفظ ہے جس کو کاٹا گیا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ آیت جو ہمارے
صحابہ کے قول کے خلاف ہو منسوخ سمجھی جائیگی جس کی مثال شارح نے صاف لکھی ہے کہ:۔
بقوله تعالیٰ ولرسوله ولذی القربیٰ فی الآیۃ ثبوت
سهم ذوی القربیٰ فی الغنیمۃ ونحن نقول تلسیخ ذلک باجماع
الصحابۃ یعنی ولرسوله ولذی القربیٰ کی آیت میں لذی القربیٰ
کے حصے کا ثبوت فی الغنیمۃ قرآن میں تو موجود ہے مگر ہم (اہل سنت) کہتے ہیں کہ یہ
آیت منسوخ ہو گئی ہے صحابہ کے اجماع سے۔

سبحان اللہ! آپ کے صحابہ میں کتنی طاقت ہے کہ مل کر قرآنی آیات کو بھی
منسوخ کر سکتے ہیں!

نوٹ از مؤلف:۔ آہ وہ مل کر کیا نہ کر سکتے تھے۔ سب کچھ کر سکتے تھے
مل کر اجماع سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ مل کر اجماع سے سیدہ طاہرہ
سلام اللہ علیہا کو حق پدر سے محروم کر سکتے تھے اور مل کر اجماع سے ہی بیت رسول اکرم
کے دروازے پر لکڑیاں لا کر دھمکیاں دے سکتے تھے۔ بلکہ یہی کچھ چھوڑا بنت رسول
کے قتل کے منصوبے بھی تو اجماع صحابہ کے طفیل ظہور میں آئے۔

افسوس! مسلمان کیا جانیں کہ اس اجماع کی اوٹ میں مسلمانوں نے اولادِ رسولؐ پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے۔ حتیٰ کہ آئمہ معصومین میں سے کسی کو بھی چین سے موت نصیب نہ ہوئی اور مسلمان بے گناہوں کے قتل پر اجماع کرتے رہے۔

کاش مسلمان غور کرتا

مُبلّغِ اَعظَمؔ نے فرمایا۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ بخاری شریف میں بما سواہ من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے۔ جو کہ کھجوروں کے پتوں پر لکھا ہوا تھا وہ بھی دھونے کے بعد" آپ کے اس ارشاد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا، لیجئے میں آپ کے شکوک رفع کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں بخاری جلد ملاحظہ ہے اس کے ص۷۴۶ کی یہ عبارت اب ذرا غور سے سُنئے کہ امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

اب اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا بلکہ آپ اپنے مترجم اعظم مرزا حیرت دہلوی کی زبانی سُنئیے لکھتا ہے "اور جتنے کے جو قرآنی مسودات تھے ان کو جلانے کا حکم دے دیا (ترجمہ بخاری جلد۲ ص۲۹۶ مطبوعہ کراچی) اور آپ کے بزرگوں نے تو اس فعل سے قرآن اور کتابوں کے جلانے کا جواز نکالا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف حاشیہ ۵ ص۷۴۶ کہ رخص بعض فی تحریق ما یجتمع عندہ من الرسائل فیما ذکر اللہ کہ بعض نے ان رسائل کے جلانے کا جواز اس حدیث سے نکالا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔ اور سُنئیے آپ کے ایک اور بزرگ ابن بطال اسی صفحہ کے حاشیہ ۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا جلانا جائز سمجھتا ہوں جن میں اللہ کا اسم موجود ہو۔ اور طاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایسے رسائل روز جلایا کرتے تھے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی۔ اور صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد۲ ص۲۶۳ تو ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ "جواز احراق ورقۃ فیما ذکراللہ لمصلحۃ کما فعل عثمان والصحابۃ۔ کہ ان اوراق کا جلانا جائز ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو۔ جیسا کہ حضرت عثمان نے کیا۔ اور ان کے پیروؤں و دیگر صحابہ نے۔

اور پھر ان کے ہاں قرآن کی بے ادبی اور بے احترامی کا سلسلہ یہاں ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے بزرگوار فتاویٰ قاضی خان کے ص۴۰۴ پر یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ والذی رعف فلا یرقاء دمہ فارادان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکافی یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس بہ۔

یعنی جس شخص کے نکسیر پھوٹے اور خون نہ ٹھہرے۔ پس اُس نے ارادہ کیا کہ اس کی پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے۔ تو ابوبکر اسکافی نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابوبکر نے کہا کہ اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ افسوس، خداوندِ عالم تو اس پاک کتاب کے حق میں فرمائے کہ لا یمسہ الا المطھرون یعنی قرآن مجید خدائے قدوس کی طاہر و مطہر کتاب ہے اس کو ناپاک مت چھوئے لیکن مذہب اہلسنت اسکو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس توہینِ قرآن کی روایت سُن کر تو شیعہ و سُنی انگشت بدندان رہ گئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ افسوس جس مذہب میں قرآن کی یہاں تک بے ادبی کی گئی ہے اس کے ... ... ہونے میں کیا شبہ باقی رہ گیا۔

باقی رہا جو آپ نے ابن ماجہ کی روایت کا جواب دیا ہے کہ قرآن سینوں میں محفوظ ہے وہاں تک بکری نہیں پہنچ سکتی ہے نہ گئی۔ تو فرمائیے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر والا قرآن کہاں ہے؟ کس سینہ میں ہے۔ یہ ہے آپکے ایمان بالقرآن کی حقیقت۔

نہ تم مشقِ ستم کرتے نہ ہم فریادیں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مناظر اہلِ سنّت

حضرات! مولوی صاحب نے نہج البلاغہ اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتیں پیش کر کے حقائق پر پردہ پوشی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب نے حقیقت کی ترجمانی کی ہے تو مجھے بتائیں کہ تفسیر صافی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه۔ یعنی وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے پورا نہیں ہے۔

اسی طرح مرآۃ العقول ملا۔ ان الاخبار علی نقصه متواترة

کیا ان عبارتوں کی موجودگی میں آپ چالاکیوں سے جیت سکتے ہیں۔ آپ کا نہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ توحید پر ایمان۔

اب عبارت سنیئے۔ تاریخ الائمہ ص۵۳ میں ہے (علی کی ذات فرشتے پر ...)

کیا اس شرک کے باوجود بھی تم اپنے کو ایماندار کہہ سکتے ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تم وہ ہو جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا تھا۔ هم شیعتك فسلم ولدك منهم ان یقتلوهم کہ وہ تیرے شیعہ ہیں۔ پس اپنے بچے کو ان سے بچا تاکہ وہ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ فروع کافی ص۱۲۲ جلد ۳ معلوم ہوا کہ حسین کے قاتل بھی تم ہو۔

جلاء العیون ص۲۸۲ میں ہے کہ شیعوں نے میری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ جلاء العیون ص۲۳۱ میں ہے۔ کہ قاتلانِ حسین شیعہ تھے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرت مبلغ اعظم نے بعد خطبہ پھر آیۃ (انّ من شیعته لابراهیم) کی آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا کہ حضرات! مذہب شیعہ حضرت ابراہیم سے شروع ہوا جیسا کہ پہلی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں۔ اگر یہ یہودیوں کا مذہب ہوتا تو نبی کریم شیعوں کو جنتی نہ فرماتے۔ پھر دیکھو تفسیر فتح القدیر، صواعق محرقہ اور تفسیر ابن جریر کے حوالے۔

شیعہ تو کشتی نوحؑ میں سوار ہیں

بھلا کشتی نوحؑ کو دوزخ سے کیا واسطہ؟ باقی رہا عبد اللہ بن سبا کا جلانا سو صحیح ہے کون انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کے صوفیاء کی طرح حضرت علی کو خدا کہا تھا جو آپ کی سنّت پر چل کر انا الحق کے نعرے مار کر قتل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی شیعہ آج تک الوہیت کا دعویٰ کر کے قتل نہیں ہوا۔ سب آل محمد علیہم السلام کی حمایت میں ہی شہید ہوتے رہے ہیں انا الحق کا دعویٰ کرنے والا بفضلہ تعالیٰ شیعوں میں کوئی نہیں گزرا۔

رجال کشی میں ص۱۰۷ قال بعض ہے کہ بعض مخالفین کا یہ قول ہے۔ سو یہ مخالف حجت نہیں۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ تاریخ الائمہ ص۵۳ میں ہے کہ علی کی ذات ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی اصل عبارت پیش کرو (مگر مولوی محمد صدیق صاحب عبارت پیش نہ کر سکے) مؤلف

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ تو تمہارے جامی صاحب فرماتے ہیں کہ

علیؑ در ان علی کلّ شئ قدیرا

جیسا کہ میں خود پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ رہا آپ کا یہ قول کہ فسلم ولدك منهم ان یقتلوهم یعنی اپنے بچوں کو ان سے بچا تاکہ وہ انہیں قتل نہ کر ڈالیں۔ یہ تمہیں

چوری اور سینہ زوری ہے۔ امانت میں خیانت اور عوام کو دھوکہ دینا۔ اسی لئے آپ نے ساری روایت پیش نہیں کی تاکہ آپ کا دھوکہ کھل نہ جائے۔ لیجئے میں پوری عبارت پیش کرتا ہوں سنیئے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل
فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین
فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم شیعتک
فسلم ولدک منہم ان یقتلوہم۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قول باری تعالیٰ میں اگر مُردہ اصحاب یمین سے ہے۔ پس سلامتی ہے واسطے اصحاب یمین کے روز قیامت جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے۔ رسولِ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تیرے شیعہ ہیں۔ پس تیرے واسطے ان کی طرف سے سلامتی ہے۔ کیونکہ تیرے بچوں کے لئے وہ قاتل نہیں ہیں۔ بلکہ تیرے دشمن قاتل ہیں۔ تیرے شیعہ تو تیری اہل بیت کے معاون و مددگار رہیں۔ پس تیرے واسطے انہی کی طرف سے سلام ہے کیونکہ تیرے اہل بیتؑ ان کے ہاتھ اور زبان سے بچا دیئے گئے ہیں۔

اگر شیعہ قاتل ہوتے تو وہ

اصحاب یمین کیوں ہوتے

اور قرآن پاک میں اصحاب یمین کی اصحاب شمال کے مقابلہ میں تعریف کیوں آتی فرمایئے اصحاب یمین تو شیعوں کا نام ہے۔ قاتلِ امام کا جنت کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر آپکا فریب وہی کے قربان۔ جس طرح آپ نے نصف روایت کو لکھا یا اور باقی نصف کا ترجمہ بدل دیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّا ں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

باقی رہا جلاء العیون ص۴۳۱ سے آپکا یہ کہنا کہ قاتلانِ امام حسینؑ شیعہ تھے یہ بھی آپ کا دروغ بے فروغ ہے اور کھلی ہوئی بے ایمانی۔ اگر آپ وہاں یہ لفظ دکھا دیں

کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے تو آپ کو مبلغ پانصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔ ورنہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اور اگر خط لکھنے سے استدلال ہے تو فرمایئے تو بتلایئے کیا حضرت امام حسینؑ کو تو شیعہ خط لکھ رہے تھے لیکن یزید کو کس نے خط لکھا کہ امام حسینؑ کوفے میں آرہے ہیں؟ کہیں یہ بزرگوار

آپ کے صحابی عشرہ مبشرہ والے کے فرزند ارجمند عمر بن سعد

تو نہیں ہیں؟ اور مدینہ میں امام حسین علیہ السلام سے بیعت طلب کرنے والا کون ہے کیا آپ کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ تو نہیں؟ جب دربار ابن زیاد میں امام مظلوم کا سرِ اقدس کٹ کر آیا تو آپ کے جلیل القدر بزرگ انس بن مالک جیسے لوگ کرسیوں پر جلوہ افروز نہ تھے؟ کربلا سے لیکر شام تک اور شام میں سرِ مبارک سید الشہداء علیہ السلام کس کے دربار میں پیش ہوا؟ کیا اس کے تو نہیں جس کی بیعت بقول آپ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر بن خطاب اللہ و رسولؐ کی بیعت ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ حکم یزید سے حسینؑ قتل ہوئے؟ یزید اگر شیعہ ہے تو شیعہ قاتل اور سنی ہے تو سنی قاتل۔ مگر شیعہ تو یزید پر لعنت کرتے ہیں بلکہ اس کے بزرگوں پر بھی۔ مگر آپ کے ہاں یہ کیوں لکھا گیا۔

فلم یلعن یزیدا بعد موت
سوی المکثار فی الاغواء غالی (قصیدہ امالی سطر ۲۴)

کہ یزید پر آج تک سوائے گمراہوں اور غالیوں کے کسی نے لعنت نہیں کی۔ اگر شیعہ قاتل تھے تو پھر وہ کون سے شیعہ تھے جن کو آپ کی تاریخ طبری یہ کہہ رہی ہے کہ وہ معرکہ کربلا میں حسینؑ کے مددگار تھے اور بعد قتل ان کے سر کٹ کر دربارِ یزید میں پہنچے۔ اور کون تھا جس کو عذرہ ابن قیس نے میدانِ کربلا میں کہا کہ یا زھیر ما کنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت اما کنت عثمانیا قال افلست تستدل بموقفی ھذا انی منھم۔

کہ اے زہیر ہمارے خیال میں تو تو آلِ محمدؐ کا شیعہ نہیں تھا۔ تو تو عثمانی ہوا کرتا تھا۔ تو زہیر نے جواب دیا کہ تجھے میرے اس مقام میں کھڑا ہونے سے بھی معلوم نہ ہوا کہ

میں شیعان آلِ محمدؐ سے ہوں ۔ دیکھو یہ ہے میرے ہاتھ میں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۷ اور فرمایئے ۔ یہ کون تھا جس نے معرکۂ کربلا میں نصرت امام میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ انا البجلی انا علی دین علی کہ میرا نام بجلی ہے اور میں دین علیؓ پر ہوں اور وہ مزاحم بن حریث ۔ کون تھا جس نے اس کے مدِ مقابل یزید کی حمایت میں یہ کہا کہ انا علی دین عثمان ۔ یعنی میں عثمان کے دین پر ہوں ۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ اور فرمایئے یہ کون تھے ؟ جس کی نسبت آپ کی مستند تاریخ طبری کہتی ہے دیکھئے جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ کہ زحر بن قیس نے یزید کو یوں خوشخبری سنائی کہ ابشر یا امیر المومنین بفتح اللہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیۃ عشرۃ من اھل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا علیھم الخ

یعنی بشارت ہو اے امیر المومنین اللہ کی فتح و نصرت کی ۔ حسینؑ بن علیؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور ساٹھ اپنے شیعوں کے ہم پر وارد ہوئے ۔ ہم نے ان پر سوال کیا کہ حکم امیر تسلیم کرو یا لڑائی کو اختیار کرو ۔ پس انہوں نے تسلیم کی بجائے لڑائی کو ترجیح دی ۔ ہم سورج کے طلوع ہوتے ہی ان پر کود پڑے اور ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا ۔ حتیٰ کہ تلواریں ان کے سروں پر برسنے لگیں ۔ وہ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لیتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شکرے سے پناہ تلاش کرتا ہے ۔ پس خدا کی قسم اے امیر المومنین ! اتنی دیر لگی ہو گی جتنے میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے یا دوپہر کا قیلولہ ہوتا ہے حتیٰ کہ ہم ان کے آخری کے سر پر آ گئے ۔ پس اب وہ ! ان کے جسم برہنہ پڑے ہیں ۔ ان کے لباس ریگ آلودہ اور رخسار خاک آلودہ ہو گئے ۔ سورج کی دھوپ ان پر چمکتی ہے ۔ ہوائیں ان پر چلتی ہیں ۔ جنگل کے درندے ان کے زوار ہیں ۔ پس عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ کی بچیوں اور بیٹیوں کو برہنہ پشت اونٹوں پر سوار کر کے اور علیؑ بن حسینؑ کی گردن میں طوق پہنا کر آپ کے پاس بھیج دیا ۔

الغرض مبلغ اعظم نے تاریخ طبری سے امام مظلوم اور ان کے شیعوں کی شہادت کو کچھ ایسے طریقے سے ادا کیا کہ اپنے بیگانے سب متاثر ہو گئے ۔ (مؤلف)

پھر آپ نے تاریخ طبری کا یہ فقرہ پڑھا کہ وقتل الحسین بن علی جمیع من قتل معہ من اھل بیتہ وشیعتہ وانصارہ ۔ یعنی جب

حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ان لوگوں کے سر لائے گئے جو آپ کے ساتھ اہل بیت سے اور آپ کے شیعوں سے اور مددگاروں سے قتل ہوئے تھے ۔ طرف عبید اللہ بن زیاد کے ۔

جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضور! شیعہ قاتل نہیں بلکہ مقتول ہیں ۔ قاتل تو یزید اور اس کے حامی ہیں جو آج ذکر حسینؑ اور آپ کی تعزیہ داری کو روکتے ہیں ۔ تاکہ کسی طرح لوگوں کو نواسۂ رسولؐ کے قاتلوں کا صحیح پتہ نہ چل سکے ۔

تقریر مناظر سنی

حضرات ! آپ نے دیکھ لیا کہ مناظر اہل تشیع نے میری پیش کردہ عبارتوں کا قطعاً جواب نہ دیتے ہوئے مطاعن سے کام اپنا شروع کر دیا ۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند ۔ پچھلے دلائل مولوی صاحب پر بطور قرض باقی تھے ہی کہ اب یہ بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت تک اس سے جواب نہ بن سکے گا ۔ خیر بہر حال ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی ہر بات کا جواب دیں ۔

فتح القدیر کی عبارت میں جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک قسم کے تفسیری نوٹ تھے ۔ وہاں یہ موجود نہیں ہے کہ وہ قرآن کی آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔

اصول کرخی کی آیت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے ۔ بخاری شریف میں ماسوا کا من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے جو کہ کھجوروں کے پتوں پر لکھا ہوا تھا اور وہ بھی اصولی کے بعد جیسا کہ مسئلہ ہے ، نہ کہ بغیر الغسل ۔

ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے مناظر صاحب بڑے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ قرآن کو خدا نے سینوں میں محفوظ رکھ دیا ہے جہاں بکری نہ پہنچ سکے ۔ اور کیا ہمارے جہاں میں صرف وہی قرآن تھا ۔ مولوی صاحب کیا کچی باتیں کرتے ہیں ۔

اچھا اب پھر موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ تفسیر علامۃ المنہج میں ہے جو ایک دفعہ متعہ کرے تو اس کو درجہ امام حسنؑ کا ملے اور دو متعوں سے درجہ امام حسینؑ ، تین متعہ کرنے سے

درجہ مولا علیؑ کا اور چار متعے کرنے سے درجہ رسولِ مقبولؐ کا۔ سبحان اللہ زنا سے تم درجات علیا کو برابر کر دیا۔ کیا اب بھی تمہارے بے ایمان ہونے میں شبہ ہے۔

تقریر مناظرِ شیعہ

بعد خطبہ مبلغ اعظم مدظلہ نے فرمایا، حضرات! سُنّی مناظر اصل موضوع کو ثابت نہیں کر سکا۔ لہٰذا ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اصل موضوع ہے "شیعہ کا ایمان اور اسلام" مسئلہ متعہ موضوع نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب کے ہاتھ پہلے ہی جب کچھ نہیں رہا تو متعہ کا مسئلہ چھیڑ بیٹھے۔ مگر چلئے میں اس کا بھی جواب دیئے دیتا ہوں۔

اوّلاً تو متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فريضة (پ۵۔ سورہ نساء) یعنی پس جو متعہ کیا تم نے ساتھ اُس کے اُن عورتوں میں سے پس دیدو تم اُن کو اجر اُن کے جو مقرر ہوئے۔

کتب اہلسنّت سے متعہ کے ثبوت

اہل سنّت کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت درباب متعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۳ ص۱۹۵ کی عبارت پڑھتا ہوں سنئے! ان المراد بهذه الآية حكم المتعة کہ مراد اس آیت سے حکم متعہ ہے اور تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص۴۷۴ کی عبارت بھی سن لیجئے قد استدل بعموم هذه الآية على نكاح المتعة کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اوپر نکاح متعہ کے اور یہ دیکھئے تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص۲۱۱ نزلت الآية في المتعة کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلم شریف جلد اوّل ص۴۵۰ سے یہ حدیث پیش کی کہ رخص لنا ان تنكح المرأة بالثوب الى اجل ثم قرء عبد الله يا ايها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔

کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو کپڑا دیکر نکاح متعہ کرنے کی اجازت دیدی۔ پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان رکھتے ہو۔ خدا کی حلال کردہ پاک چیزوں کو حرام نہ کہو۔ اور اللہ کی حدود سے آگے نہ بڑھو۔ اب صحیح مسلم کی دوسری حدیث بھی سن لیجئے۔ کہ قال اخرج علینا منادی رسول الله فقال ان رسول الله قد اذن لكم ان تمتعوا يعني متعة النساء۔

کہ حضورؐ کے منادی نے ندا دی کہ تحقیق رسولِ خدا نے تم کو متعہ کرنے کا اذن دیا ہے یعنی متعۃ النساء۔ عورتوں سے متعہ۔

پھر مبلغ اعظم نے اہل سنّت کی تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص۹ مطبوعہ مصر سے حضرت علی علیہ السلام کا یہ قول پیش کیا کہ قال علي عليه السلام لولا ان عمر نهى عن المتعة ما زنى الا شقي۔ کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا۔ تو سوائے شقی ازلی کے کوئی زنا نہ کرتا۔

اور فرمایا کہ آپ کا متعہ کو زنا کہنا غلط ہے۔ کسی تفسیر یا حدیث سے متعہ بمعنی زنا دکھائیے؟ باوجود اصرار شدید کے مولوی محمد صدیق صاحب اس کو زنا ہی کہتے رہے اور تفسیروں کو خواہ مخواہ بے ایمان کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے رہے۔ (مؤلف)

مبلغ اعظم نے فرمایا، مولوی محمد صدیق صاحب! ذرا توجہ فرمائیے۔ میرے ہاتھ میں تفسیر مظہری جلد ثانی ہے۔ اس کے صفحہ ۷۲ سورۃ نساء سے روایت سنئے۔ روى النسائي والطحاوي عن اسماء بنت ابي بكر قالت فعلناها على عهد رسول الله۔

کہ حضرت اسماء ابوبکر کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے۔

اب فرمائیے مولوی محمد صدیق صاحب کہ حضرت ابوبکر کی بیٹیاں بھی رسول خدا کے زمانے میں متعہ کیا کرتی تھیں یا زنا کیا کرتی تھیں۔ اگر متعہ کیا کرتی تھیں تو تم اس کو زنا کیوں کہتے ہو۔ کچھ تو شرم کرو خلیفہ اول کی بیٹیوں کی عصمت پر حملہ نہ کرو۔

اَب تو متعہ کو زنا نہ کہو گے!

بس پھر کیا تھا سُنّی مناظر کے طوطے اُڑ گئے۔ سُنّی دنیا اس کی حماقت پر ہنسنے لگی اور تالیاں بج گئیں۔ سُنّی علماء ایک دوسرے کو خود ہی ملامت کرنے لگے۔ ایک کہتا کہ جب پہلے ہی مولوی محمد صدیق سے کہا تھا کہ متعہ کا مسئلہ نہ چھیڑنا۔ تو اس نے ایسا کیوں کیا دوسرا کہتا تھا کہ سخت غلطی کی۔ تیسرا کہتا تھا، خواہ مخواہ شرمساری اٹھانا پڑی۔ اور صدر محترم حضرت لال حسین صاحب اختر بانیِ تحریکِ ختمِ نبوت مارے شرمندگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ چھپانے کی بے سُود کوشش میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

اس روایت کے پیش ہونے پر سُنّی مذہب کی عوام پر حقیقت کھل گئی۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لئے سُنّی علماء نے شیعہ مناظر سے کتاب طلب کی۔ جب کتاب بھیج دی گئی تو اس عبارت کو دیکھ کر سب کے سب ہوش و حواس بھی جاتے رہے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ تاکہ کہیں سے چلّو بھر پانی میسّر آئے تو ڈوب کر اس ندامت سے خلاصی کرائیں۔ مگر کہے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے۔ بالآخر سُنّی مناظر اپنے پرانے حربے یعنی ڈھٹائی کو بروئے کار لا کر "مرتا کیا نہ کرتا" یُوں گویا ہُوا۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

متعہ کرنا اور بات ہے۔ اس کا درجہ درجات پاکیزہ کے برابر ماننا دین میں جسارت ہے اگر آپ کے پاس جواب ہے تو مولوی اسمٰعیل صاحب جلد بتا دیں۔
لیجئے! یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے۔ اس میں متعہ تا قیامت حضور اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ میں پھر وہی بات بار بار عرض کرتا ہوں

کہ حضرت اسماء وغیرہ متعہ کو پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں یا گناہ سمجھ کر۔ اگر گناہ سمجھ کر کرتی تھیں تو پھر ان کی پاکدامنی کہاں؟ اور اگر پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں تو اعتراض کیسا؟ مولوی صاحب کی حالت پر مجھے خود رحم آتا ہے۔ اب ان کو متعہ کے خلاف تو کوئی دلیل نہیں ملتی۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ متعہ کرنا اور بات ہے اور پاکیزہ ماننا اور بات۔ یہ ان کے اوچھے ہتھیار ہیں اور صحابہ کرام کی بہو بیٹیوں پر حملہ ہے۔ اگر یہ کام پاکیزہ نہ ہوتا تو کرتی کیوں؟
مولوی محمد صدیق صاحب کے پاس اگر کوئی جواب ہوتا تو وہ ضرور دیتے۔ پھر جب متعہ کے درجات تو متعہ جو چیز بحکم خدا و رسولؐ و آئمہ طاہرین علیہم السلام ثابت ہوتا ہے تو اس کے درجات کیوں نہ ہوں۔ اور خصوصیت سے یہ کہ جب عمر نے اس کو مٹانا چاہا تو اس کے زندہ کرنے کا ثواب کیوں نہ ہو؟ جب کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے (دیکھئے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰)

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شھید

کہ جس نے میری سنّت کو پکڑا فسادات کے وقت پس اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہوگا۔
باقی رہ گیا لفظ درجہ سو اس کا مطلب مولوی محمد صدیق صاحب کیا جانیں۔ دیکھئے ترمذی شریف صفحہ ۶۱۹

ان النبی اخذ بید حسنؑ و حسینؑ وقال من احبنی واحب ھذین واباھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔

"حضورؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں اور باپ سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

فرمائیے! اس حدیث کا کیا مطلب ہوا۔ کہ کیا وہ شخص رسولؐ بن جائے گا؟ یا یہ مطلب ہے کہ وہ قرب رسولؐ میں ہوگا۔ اگر اس کے معنے قرب رسولؐ کے ہیں تو پھر متعہ والی روایات میں قرب کا مطلب کیوں نہیں لیا جاتا۔ کہ در باپ متعہ عمر کو چھوڑ کر حکم متعہ کو ماننے والا شخص محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے قرب میں ہوگا۔ کیونکہ اس نے ان کے مذہب کی تائید کی اور بدعتِ عمری کا ستیاناس کیا۔ اور یہی مطلب حضورؐ نے مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۰

پر صاف اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ من احب سنتی فقد احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)۔ کہ جس نے میری سنت سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

حضرات! یہ ہے درجے کا مطلب شاید اسی درجہ کی امید میں حضرت اسماء بنت ابی بکر نے متعہ کیا ہو۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسلم شریف میں ہے کہ متعہ تا قیامت حرام ہے تو حضور! اوّل تو صحیح مسلم تمہاری اپنی کتاب ہے۔ اگر جرأت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے پیش کرو۔ کیونکہ دلیل ہمیشہ مسلمات خصم سے دی جاتی ہے۔ اصول مناظرہ کو کیوں چھوڑتے ہو۔ اگر مسلم شریف کے مطابق تا قیامت متعہ حرام ہوگیا تھا۔ تو رسول خدا کے بعد صحابہ کرام حضرت ابو بکر کے عہد میں اور نصف خلافت حضرت عمر تک مٹھی مٹھی آٹے اور کھجوروں پر کیوں کرتے رہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر اپنی صحیح مسلم جلد اوّل ص۴۵۱ کی یہ روایت دیکھو۔ سنیئے اخبرنی ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد رسول اللہ و ابی بکر حتّٰی نہٰی عنہ عمر فی شان۔

"کہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم زمانۂ رسول خدا اور خلافت ابی بکر میں برابر متعہ کرتے رہے۔ حتّٰی کہ عمر نے اپنی کسی مصلحت سے اس کو منع کر دیا"

پس پھر کیا تھا۔ مولوی محمد صدیق صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخری پانچ منٹ بھی ملے۔ مگر یوں رحم و کرم کی اپیل کرکے بیٹھ گئے کہ بھائیو! مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہوگیا۔ خدارا نعرے نہ لگانا اور تالیاں نہ بجانا۔ مگر شیعہ جوش مسرت سے فلک شگاف نعرے لگاتے اور قصائد پڑھے۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے گلے میں تقریباً تین صد روپیہ کا ہار پرو کر ڈالا گیا۔

اسی وقت مندرجہ ذیل افراد نے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سید مظفر علی شاہ صاحب بخاری دام اقبالہ باوجود سنی ہونے کے مولوی محمد صدیق صاحب کی لاجوابی، خفت اور بے اعتدالی دیکھ کر ان کو چھوڑ گئے اور شیعہ مناظر کی تہذیب، تعلیم اور مذہب حقہ کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ مبلغ اعظم کے گلے میں سادات بڈھ اکبر شاہ نے مبلغ تین روپیہ کے نوٹوں کا ہار ڈالا۔ عوام نے فرط خوشی سے

فلک شگاف نعرے لگائے۔

۱۔ حافظ عبد الرحمٰن صاحب ساکن واہی جمن شاہ۔ فارغ التحصیل مدرسہ دارنی۔
۲۔ جمعہ قوم کھوکھر۔ ۳۔ غوثوں کھوکھر ولد جندوڈہ۔ ۴۔ برکت علی پنجابی۔
۵۔ الٰہی بخش ولد جام دین۔ ۶۔ جمال ساکن بستی گل محمد۔ ۷۔ جام مقبول ساکن واہی جمن شاہ۔ ۸۔ جام قابل ساکن۔ ۹۔ جام کبیر حسین ساکن باگوں۔ ۱۰۔ بڑے بڑے عالم اہل سنت والجماعت کے نام مصلحتاً نہیں دیئے گئے۔ علاقہ غازی پور۔ حلقہ محمد عباسیاں ریاست بہاولپور میں تقریباً ۹۹ گھر تبولیت مذہب حقہ کا اعلان کر چکے ہیں۔

اہل حدیث حضرات سے

ایک اور مناظرہ

یہ مناظرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء بمقام لامبڑے متصل بستی مرید کے ضلع شیخوپورہ میں جماعت اہل حدیث سے ہوا۔ کوٹ سماہین مولوی محمد صدیق صاحب کی شکست سے اہل حدیث طبقہ مایوس ہو چکا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ کی نرغہ حافظ عبد القادر صاحب روپڑی بھی علماء اہل حدیث کی معیت میں اور اپنے شیخ الحدیث جناب مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی کے زیر سایہ شیعہ مناظر حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مگر آپ تمام تر تعلق کے باوجود مولوی محمد صدیق صاحب سے بھی پست ہمت ثابت ہوئے۔ مختصر رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:-

موضع لامبڑے ایک گجروں کا موضع ہے جس کے واحد مالک چوہدری حاجی سلطان خاں صاحب ہیں۔ اس مناظرہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ چوہدری دل محمد راجپوت ساکن بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کو عالی جناب معلی القاب حاجی سلطان خاں صاحب نمبردار رئیس اعظم لامبڑے نے اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سخت سست کہا۔ حتّٰی کہ اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ اور چوہدری دل محمد چونکہ بے علم تھا۔ لہٰذا مولوی صاحب کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اور کہا کہ میں کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اگر ہمارا

کوئی عالم ہوتا تو آپ کی ہر بات کا جواب دے دیتا۔ اس پر جناب چوہدری سلطان صاحب رئیس اعظم لاہور شہر نے ازراہ مراسم شاہانہ و آدابِ خسروانہ فرمایا کہ لڑو جھگڑو نہیں ہم اگرچہ سنّی ہیں لیکن ہم جانبین کا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے اپنے علماء کو بلا کر ہماری کوٹھی پر مناظرہ کر کے مسائل کا تصفیہ کروالو۔ ہم خرچ بھی برداشت کریں گے اور انتظام بھی کریں گے اور انشاء اللہ انصاف بھی کریں گے۔ اس پر چوہدری ولی محمد اور مولوی محمد بشیر امام مسجد اہل سنت نے اپنے اپنے علماء بلانے کا انتظام کیا اور ۲۶، دسمبر ۱۹۵۲ء تاریخ مقرر ہوئی جس پر اہل حدیث کے تقریباً درجن بھر علماء پہنچ گئے جن میں حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ عبدالقادر اور حافظ عبدالرحیم کے خصوصاً اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اور شیعہ کی طرف سے چوہدری ولی محمد کی ہزار تگ و دو کے باوجود صرف مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب ہی میدانِ مناظرہ میں پہنچ سکے۔

اس مناظرہ کیلئے چار موضوع مقرر ہوئے تھے۔

۱۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ اور اعتراضاتِ شیعہ
۲۔ خلافت اصحابِ ثلاثہ
۳۔ مسئلہ متعہ
۴۔ مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام

وقت مقررہ پر علماء اہل حدیث جنگِ جمل، اور سورۃ تحریم اور مسئلہ متعہ سے اپنی وضع اندیشی کے پیش نظر ویسے ہی جواب دے گئے اور مسئلہ خلافت سے بھی بھاگتے تھے مگر مبلغ اعظم نے کہا کہ حضرات! کم از کم دو موضوع تو ہوں لیکن وہ اپنی در باب بدعت اور شرک خاص تیاری کے ماتحت صرف مسئلہ ماتم پر ہی بحث کرنا چاہتے تھے۔ مگر بعد مشکل لوگوں کے اصرار سے مسئلہ اصحابِ ثلاثہ زیر بحث آیا۔ مگر پھر ان کی خلافت کے اثبات سے پہلو تہی کرتے رہے اور صرف ایمانِ ثلاثہ پر بحث کرنا چاہتے تھے مگر مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! آپ ان کے ایمان کو کیوں زیر بحث لاتے ہو۔ اگر خلافتِ راشدہ ثابت ہوگی تو سب کچھ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خلافت کے لئے ایمان کامل شرطِ اوّل ہے (۱) اگر وہ خلافت پر قبضہ نہ کرتے علی علیہ السلام سے بجبر بیعت نہ مانگتے۔ (۲) سیدہ ناراض نہ ہوتی۔ (۳) واقعہ احراق۔ (۴) اور قرطاس نہ ہوتا تو شاید

ہم ان کے ایمان سے تعرض بھی نہ کرتے۔ فساد و فتنہ کے سوا صرف خلافت [illegible] لوگوں کے بعد اصرار سے ان کو منوایا گیا۔ مگر [illegible] وہ دو نہ تھے جن میں [illegible] ثابت نہ کر سکے۔ پھر اس پر بڑی بحث ہوئی کہ مسئلہ ماتم پر بحث مقدم ہے یا مسئلہ خلافت پر علمائے اہل حدیث اس پر بضد تھے کہ پہلے ماتم پر بحث ہو۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ پہلے مارو تو سہی! رونا پیٹنا ہے بعد میں۔ مسئلہ ماتم کسی طرح بھی مسئلہ خلافت پر مقدم نہیں ہو سکتا نہ طبعاً نہ شرعاً نہ اصولاً نہ تمہاری سابقہ فہرست کے مطابق۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ خلافت مانا اور مقدم کیا۔ ۲۶، دسمبر بوقت پونے گیارہ بجے مناظرہ شروع ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ صدر مناظر منتظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ حسب ذیل تقرر ہوا

مناظر از جانب اہلحدیث حافظ عبدالقادر صاحب۔ حافظ ابراہیم صاحب معاون حافظ عبداللہ صاحب۔ مناظر از جانب شیعہ مبلغ اعظم مدظلہ العالی مولانا محمد اسماعیل صاحب صدر مولوی دین محمد صاحب واعظ ساکن اچھرہ لاہور۔ منتظم حاجی سلطان خان صاحب کے فرزندانِ گرامی۔ خصوصاً چوہدری خدا بخش صاحب اور منتظم اوقات چوہدری فضل احمد صاحب مقرر ہوئے۔ اس مناظرہ میں جو قابل ذکر باتیں ہوئیں وہ یہ ہیں۔ چوہدری صاحبان کا عدل و انصاف اس قابل ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ہمارا خیال ہے جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں باوجود سنّی ہونے کے ایسے منصف اور عادل مہمان نواز منتظم زمیندار ہم نے نہیں دیکھے۔ شیعہ سنّی کو ایک ہی جگہ بٹھایا اور کھانا کھلایا عزت و احترام سے پیش آئے۔ دورانِ مناظرہ کسی غیر ذمہ دار کو چون و چرا نہ کرنے دیا۔ حالانکہ مجمع ہزاروں کی تعداد میں تھا اور پولیس کی پوری تسلی کرا دی اور مناظرہ اپنے حسنِ انتظام سے ختم کروایا آخر اہلحدیث مولوی شیعہ مناظر کی آخری تقریر سے پیشتر بھاگنا چاہتے تھے اور اعتراضات کے جوابات سننے میں شور مچانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ اکبر خدا کے بندوں کا انصاف فوراً دوبارہ سب کو لا بٹھایا کہ ایک حرف بھی آگے نہ ہو سکا اور پوری تقریر کرنے کا حق شیعہ مناظر کو دیا۔

اور آخر فیصلہ بھی فرما دیا کہ اگرچہ ہم سنّی ہیں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مناظر اہلسنت غیر معقول اور غیر مدلل گفتگو کرتا رہا اور شیعہ مناظر نے تمام جوابات دے دیئے اور ہر دو موضوعوں میں شیعہ کامیاب رہے۔ بس پھر کیا تھا۔ حلقہ اہلحدیث میں صف ماتم بچھ گئی، چہرے اتر گئے، [illegible] سکوت میں مبتلا ہو گئی۔ اس وقت شیعہ سنّی کی زبان پر تھا کہ شیعہ کا مولوی نہایت مدلل، معقول،

عالم اور شیر دل ہے۔ ایسے عالم سے مناظرہ کیلئے کوئی خاص عالم چاہیئے۔ یہ معمولی ملاں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علمائے اہلحدیث نے جو اس مناظرہ میں بے اصولیاں بے اعتدالیاں اور بے علمیاں ظاہر کیں وہ یہ ہیں۔ اوّل اصول کو چھوڑ کر فروع کو مقدم کرنا چاہتے تھے۔ دوم۔ بکرۃ خاص میں شرائط طے نہ کر سکے۔ بلکہ آخر یہ سرعام رعب عامہ اور زمانہ نے ان کو مجبور کر دیا کہ مسئلہ خلافت پر پہلے بحث کرو۔ پھر مسئلہ امامت پر جس قدر زور شور کر رہے تھے، آخر کار کچھ بھی زور دکھلا سکے۔

اپنے مسلمات سے انکار کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی سر الشہادتین کے ماننے سے انکار کیا۔ حدیث غریب اور حدیث ضعیف میں فرق نہ کر سکے۔ لفظ سقیفہ کو جانتے غیر منصرف کے منصرف کہا اور ایکے علم ہونے سے انکار کیا اور حوالجات مسلمات خود کر دیا جواب چھوڑ گئے۔ فروع کافی میں امّ کلثوم کی نسبت بنت علی کا عقد نہ دکھلا سکے۔ آخر شرمسار ہو گئے۔

الغرض مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کچھ ایسے ذلیل ہوئے کہ اپنے معاون مولوی عبداللہ صاحب کو ہمراہ لیکر بھاگ گئے۔ مناظر شیعہ کی روانی، حدیث خوانی شیرانہ تقریر صحیح استدلال موثر انداز قابل دید تھا۔ بنابریں اس تمام علاقہ میں مذہب شیعہ کی صداقت کا سکہ بیٹھ گیا۔ آئندہ انشاءاللہ یہاں مناظرہ کی ضرورت ہوگی نہ شیعہ سنی تصادم ہوگا۔ کیونکہ عوام صداقت مذہب شیعہ کی مقبولیت کے قائل ہو کر رہ گئے ہیں اور چوہدری صاحبان کے انصاف نے ہر شخص کو دم بخود کر دیا۔ مبلغ اعظم کی محنت سے یہ مناظرہ بھی فتح ہو گیا۔ مذہب شیعہ کی اتمام حجت اس علاقہ میں ہو چکی ہے۔ اب انشاءاللہ تا دیر مناظرہ کی ضرورت نہیں۔

نازک چوٹ

یعنی

مناظرہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا مانع لحکمہ ولا ناقض لقضائہ ثم الصلٰوۃ والسلام علیٰ سید انبیاءہ وسند اولیائہ محمد واوصیاءہ وخلفاءہ ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم۔

امّا بعد، حضرات! ماہ جنوری ۱۹۹۶ء میں تین مناظرے ہوئے۔ مورخہ [illegible] جنوری کو مناظرہ علاقہ کلاچ والا ضلع [illegible] میں مولوی عبدالستار تونسوی سے توحید و رسالت پر ہوا۔ کھلے میدان میں آمنے سامنے جس میں چالیس آدمی کلمہ علی ولی اللہ پڑھ کر منبر پر چڑھ کر عبدالستار کے سامنے شیعیت کا اعلان کر گئے اور سینکڑوں آدمی اس کے اثر سے تبدیل ہو گئے۔

اور مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء کو گوجرانوالہ میں مسجد اہلحدیث کے اندر مولوی عبداللہ محدث مدرس بخاری شریف وال بازار گوجرانوالہ وغیرہ سے مذہب شیعہ کی صداقت امام حسین علیہ السلام کے جواز پر ہوا جو بہت کامیاب ہوا۔ ٹیپ ریکارڈ ہوا۔ اور اہلحدیث کا بڑا ناکام ہو جانے کے بعد ازاں شکست کھا گئے اور تمام شہر اور علاقہ میں مذہب شیعہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

اور مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء کو مناظرہ سیالکوٹ جناب محمد صدیق صاحب [illegible] کے مکان میں نہایت حسن انتظام سے ہوا۔ جس میں مولوی ساجد [illegible] مولوی فضل الرحمن اور مولوی منظور احمد [illegible] بے ریش تھے، سے مسئلہ آل اور عصمت [illegible] پر مناظرہ ہوا۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ کو ہر دو مسائل میں [illegible] اپنوں اور بیگانوں [illegible] ہوا۔ صبح تمام سیالکوٹ میں شیعہ کی فتح [illegible]

وات مناظرہ میں علماء اہلحدیث کی حالت قابلِ دید تھی۔

اگرچہ اس تمام شرارت کے بانی مبانی مولوی منظور احمد صاحب جھگڑا تو تھے۔ مگر وہ پہلے ہی مبلغ اعظم صاحب کے تلاوہ کی صورت دیکھ کر راہِ فرار اختیار کر گئے اور دیگر علماء اہلحدیث اس میدان کے مرد نہ تھے، بہرحال ان کو بہت ہی شکست ہوئی جس کو خود اہلحدیث اور اہل سنت مان گئے جس کا اعتراف انہوں نے خود اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

چنانچہ رسالہ کشف الغمہ ص۱۱ حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ "مگر اگلے روز پیش کر دیں بہت افسوس ہوا کہ چند اہلحدیث افراد فریق اہل السنت کے اہلحدیث مناظر سے ذاتی عداوت و حسد رکھنے والے ہو سے اس کا مطالبہ کرتے ہوئے رہے ہیں اور شیعہ فریق کے اس مجوزہ پراپیگنڈے کو اپنے باطن [illegible] کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اہل السنت مناظر تو میدان سے پیچھے ہٹ گیا اور دوسرے کو بھی کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی" (ملخصاً) الحق ما شہدت بہ الاعداء

لیجئے! ان کی اس اپنی تحریر میں خود اہل حدیث اور اہل السنت کا بیان موجود ہے۔ کہ مولوی منظور احمد صاحب تو فرار ہو گیا اور دوسرا کامیاب نہ ہوا۔ اب اس سے زیادہ شیعہ کی فتح اور کیا نشانی ہو سکتی تھی کہ اپنے اور بیگانے مان گئے۔ مگر انہوں نے اپنی خفت اور شکست کو مٹانے کے لئے بعد میں ایک رسالہ بنام "کشف الغمۃ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ" لکھ دیا جس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مناظرہ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب رسائل و کتب سے بات اوپر ہو جاتی ہے اور رسائل و کتب سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پبلک کے سامنے مناظرہ ہوتا ہے اور لوگ سن کر حق و باطل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر رسائل شروع ہو جائیں تو دور اور تسلسل لازم آتا ہے۔ جو باطل ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مناظرہ میں جو علماء شامل ہوئے وہ اس میدان کے مرد نہ تھے۔ ویسے تیس مار خان بننے کہلانے کو تو ہر کسی کا دل چاہتا ہے مگر اس فن میں بالکل اناڑی تھے۔ نہ دعویٰ و دلیل کا پتہ نہ موضوع کی خبر نہ یہ پتہ کہ اس مسئلہ میں شیعہ سنی کا اختلاف کیا ہے؟ جانبین کے دلائل کیا ہیں حقیقت کیا مجاز کیا؟ و مبادی اور اوساط اور مسائل کیا ہیں۔ مناظرہ کی ترتیب طبع کیا جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ جو لکھنا تھا لکھ دیا۔ اور سنی کو شیعہ کے خلاف علم کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ جتنا علم میں جاتے ہیں حقیقت کا ادراک ہوتا جاتا ہے۔ شیعیت قریب آتی ہے لہٰذا بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ غلط سلط پروپیگنڈہ جتنا شیعہ کے خلاف ہوتا رہے اچھا ہے

ــــــ جب غلط پروپیگنڈہ سے بھی بات نہیں بنتی تو سیاست میں چلے جاتے ہیں کہ لوگو خبردار! انہیں تسلیم کرو، بیچ ہو جاؤ، حکومت کو تحریک اور [illegible] کرو۔ ریزولیوشن پاس کرو، عظمت صحابہ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ [illegible] جو حقائق کی دنیا میں [illegible] کے مذہب کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اگر دنیا ایسا کر سکتی تو حدیث قرطاس میں حکم پیغمبر پر شور شغف کیوں ہوتا؟ حسبنا کتاب اللہ کہہ کے حدیث رسالتمآب کا انکار کیوں ہوتا؟ سقیفہ میں خلیفہ کے تقرر پر اہل بیت کو کیوں چھوڑا جاتا؟ سعد بن عبادہ کو مارا کیوں جاتا؟ خاتونِ جنت کے دعویٰ کے خلاف قرآن کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کیوں ہوتا؟ دنیا انصاف کرتی تو ابوالحسنؑ خلافت سے محروم کیوں ہوتے؟ آپ کی خلافت میں باغیوں کے خروج کیوں ہوتے؟ صفین جمل کے معرکے، زہر حسنؑ، شہادت حسینؑ سب اسی بے انصافی کے مظاہرے اور کرشمے ہیں ورنہ الحق مع علی و القرآن مع علی متفق علیہ حدیثیں ہیں۔

الغرض ان کا یہ رسالہ لکھنا ان کی خفت اور شکست کی نشانی ہے۔ ورنہ جو کچھ میدان میں ہوا لوگوں نے سن لیا، قطع کے بعد [illegible] کیا۔

مگر اب ان کے رسالہ کشف الغمۃ سے غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے، بار بار خط آ رہے ہیں کہ اس کا جواب دو۔ اگرچہ ہمیں فرصت نہیں، تاہم مومنین کی تسکین جانبین کی تلقین کے لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

الجواب

ان کے رسالہ کا نام "کشف الغمۃ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الائمۃ" ہے یہ رسالہ ادارہ تحقیق مذاہب سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے جو سراسر غلط ہے [illegible] کر لکھا گیا ہے۔ جو کچھ مبلغ اعظم صاحب نے شیعہ کی طرف سے پیش کیا اس کا تہائی اس رسالہ میں عشر عشیر بھی نہیں۔ کتمان حق پر مبنی ہے۔ حق چھوڑا اور باطل جوڑا گیا ہے اور اہل حدیث المعروف وہابیوں کے بھی عجیب ادارے ہیں جن کی سعی صرف آل محمدؐ کے خلاف ہو رہی ہے ایک منڈی کامونکی میں ادارہ شبان اہلحدیث ہے جس کی طرف سے [illegible] حمایت میں رسائل شائع ہو رہے ہیں یہ سیالکوٹ کا ادارہ ہے جو آل محمدؐ کے [illegible]

ہے اور حضرت ام عمارہ ابر حق کو مار رہا ہے۔

وہاں کی اصل خوارج ہے جن کو علی مرتضیٰ شیرِ خدا نے قتل کیا تھا کیونکہ وہ متشدد اور متصلب فی الدین تھے مگر ان کی اصل مختلف فرقوں میں اب بھی باقی ہے جن سے بسا اوقات بغض علی مرتضیٰ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵ باب المعجزات فصل اوّل سے چند اقتباسات عرض کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ۔

کہ رسالتمآبؐ نے خارجیوں کے مورثِ اعلیٰ کے قاتل سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلقوم سے نیچے نہ جائیگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایک روایت ہے "یخرجون علی خیر فرقۃ من الناس" کہ بہترین گروہ کے اوپر خروج کریں گے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کریں گے یعنی شیعہ کے دشمن ہوں گے۔

فی روایۃ اقبل رجلٌ غائر العینین ناتی الجبہۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال یا محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ فیا منّی اللہ علی اہل الارض ولا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئ ھذا قومًا یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آیا، آنکھیں گہری، پیشانی اٹھی ہوئی، داڑھی گھنی، رخسار اونچے، سر منڈا ہوا۔ کہا اے محمدؐ! خدا سے ڈرو۔ حضورؐ نے فرمایا افسوس! اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس سے ڈرنے والا کون۔ اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے تو ایک صحابی نے اس کے قتل کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا

یہ اکیلا نہیں اس کی قسم اور اصل سے اور بھی ہیں جو اس کے مذہب پر ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مشرکوں، بت پرستوں کو چھوڑ کر اہلِ اسلام سے لڑیں گے۔ اگر میں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں (قتلِ خوارج کا حق صرف علی علیہ السلام کو تھا اُب نہیں ہے)۔

حضرات! ذرا خوارج کا عقیدہ، نظریہ، عمل، حلیہ، قول سرکارِ دوعالمؐ سے پڑھیئے کہ کچھ ان بزرگوں کے مشابہ ہیں یا نہیں؟

نوٹ! اگر یہ شیعہ کے خلاف رسائل نہ لکھیں اور پروپیگنڈہ نہ کریں اور یزید کی حمایت میں رسائل نہ لکھیں تو اور کیا کریں۔ منافقوں کو حضرت علیؑ سے بغض تھا کہ ان نے ہمارے بزرگوں کو اُحد، بدر، خندق میں قتل کیا۔ لہٰذا اس بغض کا اظہار اب تک ہوتا رہتا ہے۔

مذہب شیعہ کی تصدیق اور تحقیق

رسالہ کشف الغمہ کی پہلی سطر میں ہی شیعہ عقائد پر حملہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں سے ہے حالانکہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ ہے بفضلہٖ قرآن حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور جنت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ رُشد بھی حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی معصوم اولاد کے ماننے والے مذہب کا نام ہے۔

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیًا واھل بیتہ حتی صار اسمًا لھم خاصًا۔

قاموس اللغات ص۲۵ جلد ۳ مطبوعہ مصر کہ کسی مرد کے تابعدار اور مددگار کو شیعہ کہتے ہیں اور یہ اسم بالخصوص ان لوگوں کا ہے جو حضرت علیؑ اور ان کے اہلبیت سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص۴۵۹ جلد ۱ میں ہے "والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ

ــ ــ من قدمه على ابى بكر و عمر فهو غالٍ فى تشيعه" کہ مذہب شیعہ حضرت علیؓ کی محبت اور صحابۂ کرام پر ان کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس جس شخص نے حضرت ابوبکر اور عمرؓ پر بھی ان کو مقدم کیا وہ غالی شیعہ ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ ص۱۸ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اقول کہ اول کسیکہ بشیعہ ملقب شدند جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشاں کہ مشایعت و متابعت حضرت مرتضٰی نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمت صحبت اختیار نمودند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع امر و نواہی ایشاں ماندند و ایشاں را شیعہ مخلص گویند و ابتدائے ایں لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت۔

ترجمہ :۔ کہ پہلے جو لوگ لقب شیعہ سے مشہور اور منسوب ہوئے وہ صحابۂ کرام تھے مہاجرین اور انصار اور تابعین کی وہ جماعت جنہوں نے معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علی کی تابعداری اور پیروی کی۔ جب جناب ان کے خلیفہ ہوتے اور انکی صحبت اختیار کی اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے امر و نہی کے مطیع ثابت ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔ اس لقب کی ابتدا ۳۷ ہجری میں ہوئی۔

لیجئے حضرات ! یہ ہے شیعہ کی ابتداء من حیث الجماعت ورنہ من حیث الاعتقاد و الاصول تو ابتدائے آفرینش سے مذہب شیعہ چلا آرہا ہے۔ شرح مواقف ص۶۲۵ میں اہل السنت کے علم کلام اور عقائد کی معتبر کتاب الفرقة الثانية من كبار الفرق الاسلامية الشيعة هم الذين شايعوا عليًّا قالوا انه الامام بعد رسول الله بالنص اما جليا و اما خفيا واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنه وعن اولاده وان خرجت فاما بظلم يكون من غيرهم۔

ترجمہ :۔ کہ اسلام کے بڑے فرقوں میں سے بڑا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کی پیروی کی اور اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ علی حق کا امام ہے بعد سرکار دو عالم کے نص کے ساتھ خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت حضرت علیؓ اور انکی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر کبھی امامت باہر گئی ہے تو یا ظلم سے گئی یا تقیہ سے۔

مذہب شیعہ قرآن مجید میں

وَاِنَّ مِنْ شِيعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيمَ پ۲۳ ۔ سورۃ الصافات

اور تحقیق تابعوں اس کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ ترجمہ از شاہ رفیع الدین

وہرآئینہ از اتباع نوح بود ابراہیم۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وہرآئینہ از پیروان اوست ابراہیم۔ ترجمہ شیخ الہند فارسی ص۵۴۳

اور نوح کے طریقہ والوں سے ابراہیم بھی تھے۔ ترجمہ اشرفیہ ص۵۲۰

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے تھے یعنی متفق فی الاصول میں ابراہیم کہتے تفسیر بیان القرآن ص۵۸ چھوٹی تقطیع مطبوعہ ... تاج کمپنی اور تفسیر موضح القرآن ص۱۴۹ میں۔ تحقیق تابعداری کرنے والوں نوح کے سے البتہ ابراہیم ہے۔ یعنی اصول شرع کے ہیں اور طریقہ زہد کے تھا تابعدار اس کا تھا۔

ہم نے آیۂ شریفہ کے متعدد ترجمے اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ غلط تاویلیں کرنے والے کچھ شرما جائیں اور غلط تاویلات سے باز آجائیں۔ اب ہم اہل السنت کی مشہور معتبر تفسیریں اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں تاکہ ایک محقق کیلئے سامان تحقیق مہیا ہو جائے۔

اِنَّ مِنْ شِيعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيمَ کے متعلق عربی تفسیریں

وان من شيعته اى ممن تابعه فى اصل الدين لابراهيم و ان طال الزمان بينهما وهو الفان وستمائة واربعون سنة وكان بينهما هود وصالح ۔ تفسیر جلالین ص۳۷۶

اور تحقیق شیعہ سے یعنی حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام

کی اصل دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان لمبا عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال گذر چکے تھے۔

تفسیر بیضاوی ص۱۳۲ جلد دوم علی حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر۔ وان من شیعتہ ممن شایعہ فی الایمان و اصول الشریعۃ کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام ایمان اور اصول شریعت میں تابعدار تھے۔

حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ ص۱۵۷ ممن شایعہ فی الشریعۃ اصولہا وفروعہا وشیعۃ الرجل اتباعہ و انصارہ من شایعہ شیاعًا الی تبعہ۔
کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں سے جو حضرت نوح کی شریعت، اصول اور فروع میں تابعدار تھے اور شیعہ کے معنی تابعدار کے اور مددگار کے ہیں۔

بقول صحابہ اور تابعین اس آیت کی تفسیر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ۔

تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص۱۱ حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے طریقہ اور سنت پر چلنے والوں میں سے تھے۔

اہلحدیث کی مشہور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ شوکانی جلد چہارم ص۳۸۹ میں ہے۔
ثم سبحانہ قصۃ ابراھیم و بین انہ ممن شایع نوحًا فقال و ان من شیعتہ لابراھیم ای من اھل دینہ وممن شایعہ ووافقہ علی الدعاء الی اللہ والی توحیدہ والایمان بہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت ابراہیم کو ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح کی پیروی کی اور موافقت کی اللہ کی طرف

دعوت دیتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کی توحید اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

فضائل شیعہ اور حدیث شریف

اب ہم اہل حدیث اور اہل السنت کی مستند تفسیروں سے چند حوالے فضائل شیعہ خیر البریہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جن کو حق سے پھرے کہا جا رہا ہے قرآن و حدیث میں ان کی اصل کیا ہے۔

لیجئے اہل حدیث کی معتبر تفسیر فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی ص۳۳۳ جلد دہم مطبوعہ مصر میں ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیؑ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین آمنوا الآیۃ فکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل قالوا قد جاء خیر البریۃ۔

حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریہ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو صحابہ کرام ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کہ خیر البریۃ آیا۔ خیر البریۃ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور افضل۔ اس حدیث سے حضرت کی افضلیت اور شیعہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کا مذہب اور رسول اللہ کے فرمان کا مذہب ہے

قولہ:۔ مگر باوجود مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

۱۔ جس طرح نبی معصوم اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں اسی طرح شیعوں کے امام بھی

معصوم ہیں اور نجات کے لئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔

الجواب

بیشک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین معصوم ہیں اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔

کما قال شیخنا الصدوق اعتقادیتہ نور اللہ مرقدہ

اعتقادنا ان حجج اللہ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الائمۃ الاثنا عشر اولھم امیر المومنین علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی ثم جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمٰن فی ارضہ الحاضرۃ فی الامصار الغائب عن الابصار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین واعتقادنا فیہم انہم اولو الامر الذین امر اللہ بطاعتہم وانہم شہداء علی الناس وانہم ابواب اللہ والسبیل الیہ والادلاء علیہ وانہم مھبط علمہ وتراجمۃ وحیہ وارکان توحیدہ وانہم معصومون من الخطاء والزلل وانہم الذین اذھب اللہ عنہم الرجس وطھرھم تطہیراً وان لہم المعجزات والدلائل وانہم امان لاھل الارض کما ان نجوم السماء امان لاھل السماء ومثلہم فی ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح من رکبہا نجی او کباب حطۃ وانہم عباد اللہ المکرمون الذین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ونعتقد فیہم ان حبہم ایمان وبغضہم کفر وان امرھم امر اللہ ونہیہم نہی اللہ وطاعتہم طاعۃ اللہ ومعصیتہم معصیۃ اللہ وولیہم ولی اللہ وعدوھم عدو اللہ ونعتقد ان الارض لا تخلو من حجۃ اللہ علی خلقہ اما ظاہراً مشہوراً او خائفاً مغموراً ونعتقد ان حجۃ اللہ فی ارضہ وخلیفتہ فی عبادہ فی زماننا

ھذا ھو القائم المنتظر محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام وانہ ھو الذی اخبر بہ النبی عن اللہ باسمہ ونسبہ وانہ ھو الذی یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانہ ھو الذی یظہر اللہ بہ دینہ لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وانہ ھو الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا حتی لا یبقی فی الارض مکان الا نودی فیہا بالاذان ویکون الدین کلہ للہ وانہ ھو المہدی الذی اخبر بہ النبی وانہ اذا خرج نزل عیسیٰ بن مریم یصلی خلفہ ویکون المصلی اذا صلی خلفہ کمن کان مصلیاً خلف رسول اللہ لانہ خلیفۃ ونعتقد انہ لا یجوز ان یکون القائم غیرہ بقی فی غیبتہ ما بقی ولو بقی فی غیبتہ عمر الدنیا لم یکن القائم غیرہ لان النبی والائمۃ دلوا علیہ باسمہ ونسبہ وبہ نصوا وبہ بشروا صلوات اللہ علیہم اجمعین وقد اخرجت ھذا الفصل فی کتاب الہدایۃ۔

باب الاعتقاد فی العصمۃ

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی الانبیاء والاوصیاء والملائکۃ انہم معصومون مطہرون من کل دنس۔ وانہم لا یذنبون ذنباً لا صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ومن نفی عنہم العصمۃ فی شئ من احوالہم فقد جہلہم فہو کافر واعتقادنا فیہم انہم معصومون موصوفون بالکمال والتمام والعلم من اوائل امورھم واواخرھا لا یوصفون فی شئ من احوالہم بنقص ولا عصیان ولا جہل۔

ترجمہ :- اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجتِ خدا حضرات آئمہ اثنا عشر ہیں — ان سب سے اوّل حضرت امیر المومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ پھر امام محمد باقرؑ پھر امام جعفر صادقؑ پھر امام موسیٰ کاظمؑ پھر امام علی رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ پھر امام علی نقیؑ پھر امام حسن عسکریؑ پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے (بارہویں امام) حکمِ خدا کو قائم کرنے والے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو۔

ان بزرگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبانِ امر ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور یہ حضرات تمام آدمیوں کے گواہ اور علم الٰہی کے ابواب اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے راہ اور دلیل ہیں اور اس کے علم کے مخزن ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں۔ وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جن سے خدا نے پلیدی کو دور رکھا، اور جتنا چاہیئے تھا اتنے درجے کا ان کو پاکیزہ بنایا۔ ان کے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں۔ یہ حضرات تمام اہلِ زمین کے واسطے امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہلِ آسمان کے لئے امان ہیں اور ان بزرگوں کی مثال اس امت میں کشتی نوحؑ کی مانند ہے اور یہ سب خدا کے بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں لے گئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی محبت ایمان ہے اور عداوت ان سے کفر ہے۔ ان کا حکم خدا کا فرمان ہے۔ ان کی ممانعت خدا کی ممانعت ہے۔ ان کی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔ ان کی نافرمانی خدا کی معصیت ہے — ان کا دوست خدا کا ولی ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو بندگانِ خدا پر اس کی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو یا مخفی اور پوشیدہ ہو۔

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر اس کا خلیفہ اس زمانہ میں حضرت قائم منتظر محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

اور یہ وہی جناب ہیں جن کے نام و نسب کی حضرت نبیؐ نے خبر دی تھی اور آپ ہی زمین کو عدل اور داد سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کر کے تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے گا۔ اگرچہ مشرک اس سے کراہت کریں گے اور اللہ آنحضرتؑ کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح کر دے گا یہاں تک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ اس جگہ سے آوازِ اذان آئیگی اور ساری دنیا میں خدا ہی کا دین ہوگا۔

اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جن کی خبر رسول اللہ نے دی ہے اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہوں گے تو اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آنحضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اس نے رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ کیونکہ وہ حضرت جناب رسولِ خدا کے خلیفہ ہیں۔

(اور) ہم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب ہیں اور آئمہ اہل بیت نے ان حضرات کے نام و نسب کو بتلا دیا ہے اور خلافت آنحضرتؑ پر نص فرما دی ہے اور ان کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ خدا کا درود ان پر نازل ہو۔ میں نے اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے۔

عصمت کے متعلق عقیدہ

شیخ ابو جعفر نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں۔ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں۔ انہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ نہ صغیرہ کے یہ حضرات مرتکب ہوئے اور نہ ہی کبیرہ ان سے سرزد ہوا۔ یہ حضرات حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے موافق اس کے عمل کرتے ہیں اور جو شخص ان کی عصمت کا کسی حال میں کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان کے مرتبے سے جاہل ہے اور جو شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے۔

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ابتدا سے آخر تک کمال اور تمامیت صفات اور علم سے موصوف ہیں۔ کسی حال میں یہ حضرات کبھی نقصان

اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (رسالہ اعتقادیہ شیخ صدوق مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۸۴ تا ۸۶)۔

اعتراض سُنّی و وہابی

شیعہ عقائد (راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں کے دستور کے مطابق گزشتہ صدیوں سے کئی رنگ بدلتے رہے ہیں) مگر موجودہ مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں درج ذیل دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

جوابِ شیعہ

حضرات! یہاں سادہ لوح خالی الذہن بے مطالعہ کنوئیں کے مینڈک مولویوں کی قرآن اور حدیث و تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مذہب شیعہ خیر البریہ وہی صراط مستقیم، سبیل اقوم، عروۃ الوثقیٰ، حبل اللہ المتین ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث کے مطابق ملتِ ابراہیم مجید و صراط مستقیم پر ہے۔ اس کے اصول و فروع ثابت از قرآن و حدیث ہیں۔ دیکھو من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ کہ بے وقوفوں کے سوا ملتِ ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ مذہب شیعہ کی بنیاد امام آل اور شیعہ پر ہے اور یہ تینوں لفظ شیعہ کے ثابت از ابراہیم بقرآن کریم ہیں۔

لفظِ امام

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا مدار استحقاق بالفضائل اور انی جاعلک للناس اماما کی نص پر ہے اور من ذریتی سے اختصاص

امامت باولاد حضرت ابراہیم اور لاینال عھدی الظالمین سے امامت کیلئے عصمت کی شرط ثابت اور یہی شیعہ کے اصول ہیں۔ مذہب شیعہ امامت کی وجہ سے امامیہ ہے۔ استحقاق بالفضائل کی وجہ سے افضل کو چھوڑ کر مفضول کی امامت کا قائل اور مجوز نہیں۔ آلِ ابراہیمؑ کے بعد آلِ محمدؐ کی امامت کا قائل ہے۔

اور غیر معصوم کی امامت کو نہیں مانتا جس کی نفی لاینال عھدی الظالمین سے ثابت ہو رہی ہے۔ یہی مذہب شیعہ ہے یہاں پر امام سے مراد نبی لینا خلاف معقول و منقول ہے۔ کیونکہ اعلانِ امامت سے پہلے ابراہیمؑ نبی تھے۔ یہ امامت کا محل ثانی ہے۔ نبوت حضور پرنور سرکارِ دو عالمؐ ذریت پر ختم ہے۔ امامت باقی ہے جن کا پہلا امام خلیفۃ الرسول، زوج بتولؑ، شاہدِ نبوت، مالک ولایت، پیکر شجاعت، عالم راز خفی و جلی مولانا علیؑ ولی ہے کرم اللہ وجھہ وایدہ اللہ بیدہ اظھر اللہ محاسنہ وعز اسمہٗ علیہ السلام۔

علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

بقول شاہ شمس علیہ الرحمۃ۔

سترِ خدا است راز من
عشقِ علیؑ نماز من

اقول فی مدحہ۔

علیؑ زورِ خدا لم یزل ہے — علیؑ شاہِ ولایت بے بدل ہے
علیؑ نے جنگِ خندق میں مدد کی — خدا کے دین کی اس کے نبیؐ کی
علیؑ مظہر عجائب کا غرائب کا — علیؑ مشکل کشا دافع مصائب کا
علیؑ قاتل ہے مرحب اور عنتر کا
علیؑ فاتح بدر کا اور خیبر کا

لفظ آلِ ابراہیم۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ پ۳ ع۱۳ آلِ عمران۔

شیعہ آلِ محمدؐ کو اسی معنی سے آل سمجھتے ہیں جس معنی میں آلِ ابراہیم اور آلِ عمران آئی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اگر آلِ عمران میں حضرت مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسٰی داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حضرت فاطمہ اور ان کے بیٹے داخل ہیں۔ اگر آلِ ابراہیم میں اسماعیل اور اسحاق داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حسنینؑ داخل ہیں کما قال رسول اللہ۔

قولہ:۔ گذشتہ صدیوں میں کتنی رنگ بدلے۔

الجواب:۔ بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ وہی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تجدید کی۔ حضرت موسٰی علیہ السلام اس کے لئے صاحبِ کتاب ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں اس کی وضاحت فرمائی۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا تم پر گواہ کر کے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اس کو بھیجا تھا۔ (سورۂ مزمل)

معلوم ہوا حضورؐ مثیلِ موسٰیؑ ہیں اور اسی سبب سے قرآن مجید میں ہزار بار حضرت موسٰیؑ کے قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ جس طرح حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے اندر زندگی بسر کی یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تھا۔ جس طرح حضرت موسٰیؑ نے فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور بالآخر حضرت موسٰیؑ کو بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کرنا پڑی۔ جس طرح ہجرت کے دوران حضرت موسٰیؑ کے اصحاب فرعون کا تعاقب دیکھ کر گھبرا گئے۔ فلما ترآء الجمعان قال اصحاب موسٰی انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیھدین۔ پ۱۹۔ الشعراء۔

پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسٰیؑ کے اصحاب ہمراہی اور ساتھی گھبرا کر کہنے لگے اے موسٰیؑ ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسٰیؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ مجھے دریا سے پار جانے کا راستہ دکھلائے گا۔ چنانچہ حضرت موسٰیؑ نے حسبِ حکم رب العزت دریا میں عصا مارا، دریا پھٹ گیا، دروازے ہو گئے اور اصحاب موسٰیؑ پار چلے گئے۔ گھبراہٹ بوجہ عدم عرفان اور عدم اطمینان تھی۔ اسی طرح حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور کفار

نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کا ساتھی بھی بتقاضائے بشریت مضطرب ہوا اور گھبرا گیا اور رونے لگا۔ اس کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔" پ۱۰۔ س توبہ۔ کہ کچھ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ظاہری اضطراب اور گھبراہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمراہی کو خدا کی معیت پر ایمان اور یقین نہیں۔ لہذا غیر منکر کو منکر تصور کر کے معیتِ خداوندی کی تصدیق "ان اللہ" کے حرف "ان" کی تحقیق سے کی گئی "اِنّ" منکر کے انکار کی تردید کیلئے آتا ہے "کما فی المطول"۔ باقی جاری۔

(ناصر حسین ناصر محسن ملتانی)

مناظرہ کوٹ نامدار

ضلع شیخوپورہ

حضرات! مومنین فریبے تو برادرانِ اسلام نے اپنی شکست اور شیعہ کی فتح کا کبھی اقرار نہیں کیا خواہ قرآن، حدیث، تاریخ نسب شاہد اور گواہ ہوں۔ چنانچہ احد، بدر، خیبر، خندق کے تمام معرکے شاہد و عادل ہیں۔ کہ شاہِ لافتیٰ حیدرِ کرار کامیاب ہوئے اور بعض بزرگانِ دین اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ۔ (پ۴) کے مصداق ہوتے میدان چھوڑ گئے "يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" بخاری شریف ص۱۰۵ ج۲ فتحِ حیدری پر مہرِ تصدیق ثبت ہے۔ مگر تاہم کبھی شکست مانی نہیں گئی اور فتح علیؑ کا اقرار نہیں کیا گیا۔ مگر پھر بھی حقائق اور حالات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شاید کوئی چشمِ بینا اور گوشِ شنوا سُن کر سمجھ کر حق کو تسلیم کرے۔ کیونکہ "اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ" مسلّم فریقین حدیث ہے اور "اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ" فرمانِ پیغمبر ہے کہ حق اور قرآن مجید دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں حوضِ کوثر تک ساتھ ہیں۔

چنانچہ یہ مناظرہ ۲۷/۲۳ صفر مطابق ۲۹/۳۰ اپریل ۱۹۵۷ء بروز بدھ جمعرات بمقام کوٹ نامدار ضلع شیخوپورہ متصل شرقپور شریف شرقپوری میاں صاحبان کی حمایت اور سرپرستی کے بل بوتے پر ہوا تھا۔ جس کے بانی مبانی اہلِ سنت کی طرف سے میاں اللہ وسایا صاحب کھرل اور شیعہ کی طرف سے جناب کبیر خاں اور سرور خاں تھے جن کا انتظام میں جناب شہادت خاں صاحب رئیسِ اعظم کا نام نامی بھی قابلِ ستائش ہے۔

چونکہ میاں اللہ وسایا صاحب کا ایک لڑکا اہلِ حدیث تھا۔ خود میاں صاحب اہلِ سنت ہیں، شرقپور کے مرید ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث اور اہلِ سنت دونوں جماعتوں کے علماء تشریف فرما ہوئے۔ اس مناظرہ کے دو موضوع تھے، مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ جس میں برادرانِ اہلسنت و اہلحدیث نہ حدیث دکھلا سکے نہ آیت نہ اہلبیت کی تصدیق اور رضامندی نہ کوئی آیت حدیث دکھلا سکی۔ حضرت علیؑ مخالف ہوئے بی بی

طاہرہ سیدہ فاطمہؑ ناراض ہو کر مر گئیں۔ خلافت ثلاثہ نو ثابت ہو گئی سبحان اللہ یہ ہیں ثبوت اور فتوحات برادرانِ اسلام بمقابلہ شیعیانِ امیر علیہ السلام، دوسرا مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام تھا جس میں شیعہ کا دعویٰ ماتم حسینؑ کے جائز موجب ثواب بخصوصیت حسینؑ ہونے کا تھا۔ جس میں برادرانِ اسلام کے دونوں مناظر وہابی اور سُنّی دونوں دن نہ ماتم کی حرمت از قرآن دکھلا سکے نہ ماتم حسینؑ کی خصوصیت مٹا سکے اور نہ انبیاء گذشتہ اہلبیت یعنی بنی زادیوں کے ماتم قبل شہادت، وقت شہادت کربلا کوفہ شام مدینہ میں ماتم کرنے کا کوئی صحیح جواب دے سکے۔ دونوں دن ہار گئے، باری باری ہار گئے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہار گئے۔ مگر بعد میں سُنا ہے کہ گھر جا کر فتح کے شادیانے بجانے لگے کہ شکر ہو بڑے جیتے آئے یعنی پروپیگنڈہ سے اپنی اپنی شکستوں کو چھپانے لگے۔ یہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اللہ اکبر، دوسری شکست، دونوں گھروں کی شکست اجمعین نہ بولیں تو اور کریں کیا بیچیں کیسے!

اجمالِ مناظرہ کوٹ نامدار:۔

پہلے دن مولوی محمد عمر صاحب مناظر اہلسنت تو فریبے ہی غائب رہے میدان میں ہی نہ آئے۔ مگر جب اہلحدیث علماء مولوی محمد صدیق اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کا مع اپنی پارٹی کے مناظرہ کرتے ہار گئے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ بنصِ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ثابت نہ کر سکے۔ اجماعِ اُمت یعنی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین ہمایون کی رضامندی اور شمول بروایت صحیحہ نہ دکھلا سکے۔ ضعیف روایات کام نہ دے سکیں الٹا جب تَخَلَّفَ عَنَّا عَلِیٌّ بخاری شریف ص۱۰۹ جلد۲ کہ حضرت علیؑ مخالف ہوئے اور غَضِبَتْ فَاطِمَةُ صحیح بخاری جلد اول ص۴۳۵ کہ جناب سیدہ ناراض رہیں اور ناراض ہی مر گئیں حتّٰی تُوُفِّيَتْ اور حسنین ہمایون امامین نے شیخین سے مسجد میں جا کر کہا اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّنَا کہ ہمارے نانا کے منبر سے نیچے اتر جاؤ۔ جب صواعق محرقہ سیرت حلبیہ تاریخ بغداد طبقات ابن سعد سے دکھایا تو بہت ہی کھسیانے ہو گئے اور ماتم میں حرمت ماتم کی کوئی آیت نہ لا سکی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت سارہ پ۱۲ اور حضرت رسالتمآبؐ کے ماتم فتح الباری جلد ص۹ اور حضرت عائشہ کے ماتم کا مسند احمد بن حنبل ص۲۷۰ جلد۶ اور

جدیات عصمت وطہارت کے ماتم بعد شہادت بر سر نعش حسینؑ کا کوئی جواب نہ ہو سکا اور شکستِ فاش ہو گئی۔ اور شکست کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ عوام اہل سنت متاثر اور منفعل نظر آئے تو دوسرے دن اس شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے مولوی محمد عمر صاحب خلافِ قرار داد یوم مناظرہ گنبد جانے کے بعد گیدڑ بھبکیاں دینے لگے کہ شاید شیعہ چلے جائیں تو میری فضیلت بن جائے اور کہنے لگے وہ وہابی ہی تھے جو ہار گئے۔ میرے مقابلہ میں آئیں تو جانوں۔ واہ شیخے مفرور روز اول سچ ہے، جنگ ختم ہوئی تو غازی نکل آئے۔ جب تمام عذر بہانے چل نہ سکے تو تشریف لا کر وہ شکست کھائی کہ لوگوں کو اہل حدیث کا کل کا گذشتہ مناظرہ ہی غنیمت معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ وہ تو دلائل کی شکست تھی۔ یہ اصول کی بیخ کنی تھی۔ کیونکہ مولوی محمد عمر صاحب کی بے علمی کو دیکھ کر اصول امانت و دیانت، شرم و حیا سب میدان چھوڑ گئے۔ دعویٰ دلیل میں تطابق تو کجا مناسبت ہی نہ رہی۔ سوائے گھر میں بیٹھ کر لکھی ہوئی کاپی کے کچھ پڑھ ہی نہ سکے اور گھر کے طاق والا خط میدان میں کام نہ آیا۔

مولوی محمد عمر نے اصولِ مناظرہ اصولِ حدیث اصولِ تفسیر اور اصولِ تاریخ کو کچھ اس طرح پامال کیا کہ شکست تو شکست مناظرہ میں بیٹھے ہوئے اہلِ سنت مارے شرم و حیا کے اُٹھ کر جانے بھی لگے۔

مبلغِ اعظم صاحب نے فرمایا کہ حضرات میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ مولوی محمد عمر اس میدان کا مرد نہیں۔ کیونکہ ختم درود محفل میلاد کا ماحول اور ہوتا ہے وہاں مرید اور معتقد ہوتے ہیں جو طبلے کی تھاپ پر سر ہلاتے جاتے ہیں، سارنگی کے سُر پر بھی وجد میں آجاتے ہیں۔ ان کے نئے تو داتا دربار کی قوالیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب کی سُر لے تو ماشاء اللہ اچھی خاصی اور خاندانی ہے مگر مناظرہ مقام وعظ نہیں جدل ہوتا ہے۔ علم ہدایت کتابِ منیر کے بغیر کام نہیں چلتا۔ جیسا کہ فرمانِ خالق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ۔

مناظرہ علماء کا کام ہے فضلاء کا کام ہے مذہب کے وکلاء کا کام ہے۔ حاضر جوابوں کا کام ہے۔ ترنم کی لے، خطابت کی طراوت، عقیدت کی حسن ظنی کام نہیں دیتی

یہاں دعویٰ و دلیل میں تطابق، دلیل میں تقریب، نقل میں تصحیح، منع و نقض معارضہ و ملازمت دلائل کے مقدمات و شواہد، بحث کے اجزائے ثلاثہ، مبادی اوساط اور مقاطع کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بریلویت میں یہ مکان بے دلیل عقیدت کے بنا برخلاف قرآن و حدیث طبلے اور ستار اور کھودمہ کے مقبرہ اور مزار خلافِ سنت بدعات کے انبار کھوکھلے دلائل کا بار کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ پیرانِ طریقت کے عرس میں تو بیسٹھے شاہ کی کافیاں بھی کام دے جاتی ہیں۔ مگر میدانِ مناظرہ کو ان پر قیاس کرنا سادگی اور خام خیالی ہے۔ بہر حال مولوی محمد عمر نے حضرات اہل سنت کو وہ شرمندہ و شرمسار کیا کہ لوگ کل کا بیت کی شکست کو ہی غنیمت سمجھنے لگے۔

اَلغرض یہ دونوں پارٹیاں نوبت بنوبت باری باری مبلغِ اعظم صاحب کے سامنے کچھ اس طرح ہاریں کہ علم و فضل، عقل و نقل، اصول و ضوابط، صداقت اور دیانت سب کو خیر باد کہہ بیٹھیں، اپنے دلائل کا دیوالہ نکال کے چلیں۔ شیعہ کے امام منصوص اور معصوم نظر آئے۔ ان کے ہزار ثبوت نظر آئے۔ اپنے خلفاء کی خلافت دلائل سے کوری نظر آئی۔

مظلومیت حسینؑ عالمگیر نظر آئی۔ صداقتِ مذہب، امامتِ علیؑ، طہارت زہراؑ سب کچھ شیعیت کے دامن میں نظر آئی۔ اب ہم مبلغِ اعظم صاحب کا اعلانِ مباہلہ ان کے اپنے الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔

اِعلانِ مباہلہ اَز حقیر محمد اسماعیل

حضرات! چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص قطعی فیصلہ اور مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی جھگڑا کرے اور نہ مانے اس سے مباہلہ کرو اور فرمان امام معصوم بھی یہی ہے کہ جب کوئی نہ مانے تو ہمارے نام پر مباہلہ کرو۔ کما فی الکافی باب الایمان۔ سو میں چونکہ دونوں دن مناظرہ کر کے ہر دو پارٹیوں کو شکست دے چکا ہوں اور وہ موقعہ پر بالکل شکست کھا کے آئے ہیں اور بعد میں غلط جھوٹ بولنا شروع کیا ہے۔ لہٰذا میں مولوی محمد عمر اور مولوی محمد صدیق کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جس مقدس مقام میں چاہیں شاہی مسجد میں یا

کربلا گامے شاہ میں جاہیں اپنے بیٹے لیکر چلے آئیں میں بھی چلا آؤں گا اور سرورق پر قرآن دکھ کر اعلان فرمائیں کہ ہم نے بنص کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو حسب شرائط نامہ ثابت کر دیا ہے اور مولوی محمد اسمٰعیل جواب نہ دے سکا۔ یا ہم نے قرآن کریم سے بنص صریح ماتم حسینؑ کو حرام ثابت کر دیا اور مولوی محمد اسمٰعیل ماتم حسینؑ قرآن و حدیث عمل اہل بیت سے رونا پیٹنا ماتم کرنا نہ دکھلا سکا۔ تو ہم دونوں فریق مل کر فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے مطابق جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں گے۔ ایک سال کی مہلت ہوگی۔ اگر یہ پھر بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں تو میں مان لونگا کہ یہ سچے ہیں یا میں عذاب کے نیچے آجاؤں گا۔ میں پنجتن پاک کا نام لیکر جھوٹے پر لعنت کرنے کیلئے ہر میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے شکست کے بعد جھوٹ بولا ہے۔

(محمد اسمٰعیل)

ناشر۔ ناصر حسین ناصر معین مناظرہ۔ درس آل محمد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

مناظرہ جھوک دایہ

ضلع جھنگ

۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء

مناظرہ جھوک دایہ

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں درجنوں دیوبندی اور بریلوی علماء کی معاونت کے باوجود تنظیم اہلسنت کے مبلغ مولوی دوست محمد قریشی، حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ شیعہ مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں پیر سیال شریف کی موجودگی اور ان کی کرامات بھی مذہب اہلسنت کو نہ بچا سکیں۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کی تمام سابقہ شکستوں کی تصدیق ہو گئی۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کو اپنے کسی بھی صدر پر اعتماد نہ رہا اور بار بار انہیں تبدیل ہی کرتے رہے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں علماء اہلسنت ہر نشست کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مناظر اہلسنت اپنے مسلمات سے ہی انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بخاری شریف اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے منکر ہو گیا۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں سنی بانی مناظرہ حاجی گہنا خاں کے بھتیجے محمد خاں اور غلام رسول خان گاڈی بلوچ نے میدان مناظرہ میں ہی شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

○ یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مبلغ اعظم مدظلہ سے شکست کھا کر ندامت اٹھاتے ہوئے بریلوی علماء نے سیال شریف اور دیوبندی علماء نے جامع محمدی میں جا کر دم لیا۔

روئداد مناظرہ جھوک دایہ ضلع جھنگ

وجہ انعقاد شیعہ مناظر مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر اہلسنت کے ہر فرقہ کو میدان مناظرہ میں عبرتناک شکست ہوئی۔ چک نمبر ۱۱ تارڑ ضلع جھنگ میں مولوی اللہ بخش ضیائی اور مولوی قطب الدین صاحب کی ناکامی آج تک علاقہ میں مشہور ہے۔ بہر سہ شیخ دلیشیاں ضلع جھنگ میں مشہور گھڑ بحث سنی مناظر مولوی برہان الدین ربانی کی شکست ضرب المثل بن چکی ہے۔ والوی سندھ میں اہلحدیث کے نامور مناظر مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی تو ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ گڑھ مہاراجہ میں سندہ کی خفت مٹانے کے لئے کمر ہمت تو باندھی مگر ایسی رسوائی نصیب ہوئی کہ آجتک مناظرہ کا نام نہیں لیتے۔ کرپالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت اہلحدیث کے نوجوان مناظر مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی تو پہلی ٹرن میں ہی فیل ہو گئے۔ اس شکست کو اپنی ناتجربہ کاری اور ابتدائی منزل سمجھتے ہوئے اپنے بزرگوں مولوی احمد دین صاحب گکھڑوی، مولوی محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی، مولوی محمد سلیمان صاحب اور مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کی معیت میں حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے میدان میں پھر طبع آزمائی کے لئے تشریف لائے مبلغ اعظم کے سامنے ایسے عاجز ہوئے۔ کہ اہل السنت بانیان مناظرہ کی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ عبدالعزیز ملتانی کی طرح حواس باختہ ہو کر غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ میزان الاعتدال کا غلط حوالہ سر میدان واپس لینا آج تک دنیا کو یاد ہے۔

صدر تنظیم اہل سنت مولوی نور الحسن صاحب مدیر دعوت گوجرانوالہ سے باغ لاہور میں مناظرہ کے لئے شرائط تو طے کر بیٹھے۔ تاریخ کا اعلان بھی ہو گیا۔ مگر گھر بیٹھے ہی شکست قبول کر لی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں تو مناظر ہی نہیں۔ بلکسر تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مولوی اللہ یار صاحب چکڑالوی کو ایسے چکر آئے۔ کہ بسم اللہ پر ہی اپنا ایمان ثابت نہ کر سکا چنانچہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے تنظیم اہل سنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد قریشی کو ہمراہ لیکر حشمت مرالی تحصیل کبیر والا ضلع ملتان مناظرہ کے لئے تشریف لائے اور شکست کھا گئے۔ اور اس شکست کو چکڑالوی صاحب مولوی دوست محمد قریشی کی بزدلی کا عذر

بیان کرتے رہے۔ چنانچہ کالووال ریحاناں ضلع جھنگ میں قریشی صاحب کی بجائے جامع محمدی ضلع جھنگ اور مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے علماء کو لے کر قسمت آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ مگر مخدوم کے بزرگوں کا سایہ بھی تھا۔ مگر ایسی رسوائی ہوئی کہ مولوی نور الحسن صاحب تک انکی کم علمی سے واقف ہو گئے۔ اسی لئے تو اخبار دعوت میں اب انکے مضامین قبول نہیں ہوتے۔ ان شکستوں کو مجلس احرار نے بھی محسوس کیا ادھر محمد صدیق صاحب تاندلوی کو پے در پے شکستیں گھن کی طرح کھائے چلی جا رہی تھیں چنانچہ اہل حدیث مناظر نے اپنے بزرگوں کو نااہل سمجھتے ہوئے اہلسنت اور مجلس احرار کا سہارا لیا۔ اور ایک مشترکہ محاذ بنا کر جس میں بیسیوں تنظیمی علماء کے علاوہ مجلس احرار کے کرتا دھرتا مولوی محمد علی جالندھری اور مولوی لال حسین اختر بھی شامل تھے۔ کوٹ سمابہ ریاست بہاولپور میں نبرد آزما ہوئے۔ ہزار جد و جہد کے بعد بھی منہ کی کھائی اور سنی عوام انکی مناظرانہ خدمات سے سبکدوش ہو گئے۔

ان مناظروں کے علاوہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صداقت مذہب شیعہ پر مبلغ اعظم کی تقریروں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا الحمدللہ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں اہلسنت شیعہ مذہب قبول کر گئے اسکے سد باب کی خاطر تنظیم اہل سنت نے مذہب شیعہ پر فتح حاصل کرنے کی خاطر ایک شاطرانہ چال چلی۔ چنانچہ موضع جھوک وراں ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خانصاحب بلوچ سے ساز باز ہوئی۔ کہ وہ اپنے گاؤں میں شیعہ سنی مناظرہ کا انعقاد اس طریق پر کرائیں کہ کہا تو یہ جائے کہ باہمی فہم و تفہیم ہے۔ جانبین سے ایک ایک مناظر بلا لیا جائے۔ عام مناظرہ نہیں ہو گا۔ خانصاحب نے ملحقہ بستی کے شیعہ ملک غلام باقر کھوکھر سے فیصلہ کر لیا۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء تاریخ مقرر ہوئی۔ جب ضیغم پاکستان مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پروگرام کے مطابق اکیلے ہی وہاں پہنچے۔ تو دو تین علماء کے علاوہ نوابزادہ قمر الدین صاحب آف سیال شریف کی سرپرستی میں ہزاروں سنی عوام جمع ہو چکے ہوئے تھے۔ خدا زندہ و سلامت رکھے

حضرت مخدوم المخادیم پیر سید خضر حیات شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ۔ حضرت شاہ جیونہ رح کو جنہیں بر وقت اس سازش کی اطلاع ملی تو انہوں نے رات ہی رات سارا انتظام فرما لیا۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ کو ان واحد میں بلا لینا بھی مخدوم

صاحب کی کرامت تھا۔ صبح ہوتے ہی ہزاروں کی تعداد میں ضلع جھنگ اور سرگودھا کے شیعہ عوام قومی کارکن اور رؤسا جھوک وراں پہنچ گئے منتظم مناظرہ ہوا اور تنظیم اہلسنت کی عبرتناک شکست ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گئی۔

سید بشیر حسین بخاری

سرگودھا

موضوعات مناظرہ

۱ شیعہ مناظر شیعوں کا ایمان بالقرآن باقوال آئمہ الکرام وغیرہم ثابت کرے گا۔ سنی مناظر اس کی تردید کرے گا۔

۲ اثبات خلافت حضرات ثلاثہ از آیات قرآن مجید وکتب معتبرہ شیعہ بذمہ سنی مناظر تردید بذمہ شیعہ۔

۳ شیعہ مناظر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل بآیات قرآن ثابت کرے گا۔ اور سنی مناظر تردید کرے گا۔

۴ سنی مناظر بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ اور فدک کے مستحق نہ ہونے کو قرآن اور کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت کرے گا۔ اور شیعہ مناظر اس کی تردید کرے گا۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

شیعہ مناظر:۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل

صدر:۔ مولانا مرزا یوسف حسین۔

ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سنی۔

سنی مناظر:۔ مولوی دوست محمد قریشی

صدر:۔ مولوی احمد شاہ چوکیروی۔

مبلغ اعظم نے فصیح وبلیغ خطبہ کے بعد یہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پ۱۴ تلاوت کرتے ہوئے تفسیر صافی سے ثابت کیا کہ خدائے

تعالیٰ اس قرآن مجید کا تحریف وتغییر۔ زیادتی اور نقصان سے محافظ ہے نہج البلاغہ ص۶ ج۲ سے جو حفظ مسطور بین الدفتین پڑھ کر بقول جناب امیر المومنین علیہ السلام ثابت کیا کہ قرآن وہی ہے۔ جو بین الدفتین ہے اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی سے ثابت کیا کہ شیعہ کا ایمان قرآن اور آل محمد پر ہے۔ اصول کافی ص۲۹ ۔ ص۳۹ اور خصال سے بروایت رسول خدا امام جعفر الصادق امام موسیٰ کاظم اور امام رضا سے یہ ثابت کیا کہ جو روایت مخالف کتاب اللہ ہو وہ دروغ ہے فروغ اور قابل رد ہے۔ اعتقادیہ شیخ صدوق ص۲۴ سے شیعہ کا اعتقاد بالقرآن اور آخری فقرہ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فھو کاذب پیش کیا کہ جو شیعوں کی طرف قرآن مجید کے متعلق زیادتی منسوب کرے۔ وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی ان چیزوں کا تو کوئی جواب ہی نہ دے سکے۔ اور کتب شیعہ سے بعض اخبار ضعیفہ اور ظنیہ پڑھ کے بعض آیات میں تحریف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جس کو مبلغ اعظم نے با اصول سابقہ اور تفسیر صافی ص۱۲ سے نقل اخبار ضعیفہ پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب روایات بقول السید مرتضیٰ علم الہدیٰ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں قرآن مجید کی صحت قطعی ہے۔ اور قطعی کے سامنے ضعیف وظنی کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو خلاف موضوع علی علیہ السلام کا ثلاثہ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ شیعہ مناظر نے کہا خلاف موضوع نہ چاہیئے یہ قصے اگلے موضوع میں پیش کریں۔ آپ نے جب سنی کتب سے (۱) بقول حضرت عمرؓ نوے پارے کا قرآن۔ تفسیر اتقان ص۷۲ج اول (۲) سورہ خلع اور سورہ حفد کا اضافہ۔ تفسیر در منثور ص۴۲۱ جلد ۶ (۳) معوذتین (سورہ فلق اور الناس) کی کمی۔ تفسیر ابن کثیر ص۵۷۱ ج۴ (۴) معوذتین کے انکار سے عدم کفر فتاوی قاضی خان ص۹۶ (۵) فی مواسم الحج کی کمی بخاری شریف ص۲۳۱ ج۱ (۶) من ربک منہم الخاصین کی کمی بخاری شریف ص۴۰۶ ج۲ (۷) حضرت عثمان کا قرآن جلانا۔ بخاری شریف ص۷۴۶ ج۲ (۸) بی بی عائشہ کی بکری کا آیات رجم اور رضاعت الکبیر کو چر جانا (ابن ماجہ ص۱۴۱) (۹) آیت مخالف قول صحابہ کا منسوخ تصور کیا جانا۔ اصول کرخی ص۳۷۳ اور فتاوی قاضی خان ص۷۱ ج۴ سے حنفی مذہب کے نزدیک قرآن پاک کا پیشاب سے لکھنا جائز پیش کیا تو دنیا انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی کہ خداوندا! یہ سنی مذہب کیا بلا ہے۔ کہ جس میں

قرآن کو جلانا اور پیشاب تک سے لکھنا بھی جائز ہے۔ سُنّی صدر مولوی احمد شاہ چوکیروی
نے جب دیکھا کہ مولوی دوست محمد قریشی کی حالت پتلی ہو چکی ہے اور سُنّی کیمپ پر
مبلغ اعظم کے حوالہ جات سے وحشت طاری ہو رہی ہے۔ تو فوراً کھڑے ہو کر چلائے۔
کہ حنفیہ کا فتاویٰ نہیں ہے مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر ابوبکر اسکافی کا ذکر طبقات حنفیہ
میں نہ ہو تو داڑھی منڈا داڑھی کی شرط رہی۔ بس پھر کیا تھا۔ چوکیروی حضرات بصورت جھاگ
ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آخر مناظرہ تک اسٹیج کے قریب نہ آئے۔

خلافت حضرات ثلاثہ

ثبوت بذمہ سُنّی۔ تردید بذمہ شیعہ۔ اس دفعہ سُنّی صاحبان نے مولوی احمد شاہ چوکیروی
کو صدارت سے معزول کر کے مولوی درویش محمد کو صدر بنایا۔ مگر شیعہ کی طرف سے جناب
مولانا مرزا یوسف حسین صاحب ہی رہے سُنّی مناظر نے آیہ استخلاف تلاوت کر کے اصحاب
ثلاثہ کو خلیفہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نہ ہی ان کا ایمان ثابت کر سکے اور نہ ہی
ان کے حق میں کوئی نص پیش کر سکے۔ نہ ان سے شرک و ظلم کی نفی پیش کرنے کی ہمت ہوئی
اور نہ ہی مَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِکَ کا کوئی مفہوم پیش کر سکے۔ مبلغ اعظم نے آیہ استخلاف
کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ خلافت کا وعدہ تو اللہ نے خود کیا ہے۔ اور لیستخلفنہم
کا فاعل بھی خدا ہے۔ لہٰذا سوائے خدا کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ قریشی دوست
محمد صاحب نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ شیعہ کتب کی روایات میں کمی زیادتی کر کے
حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کی نماز پڑھنا پیش کی۔ تو مبلغ اعظم نے احتجاج
طبرسی صفحہ اور بحار الانوار صفحہ ج ۸ سے پوری عبارات پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ قریشی
صاحب ابوبکر کی تجویز قتل علی المرتضیٰ بمسجد ملے اشتغب کہ حضرت علیؑ کی انفرادی طور پر
اپنی نماز پڑھنے کو کھا گئے ہیں۔ اور کہا کہ کسی جگہ پر نیت اقتداء بغیر ذکر قتل علی و کوئی روایت
پیش کرو۔ تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

شیعہ مناظر نے جب مشکوٰۃ شریف صفحہ اور بیہقی صفحہ ۱۴۲ ج ۴ سے امیر فاسق و فاجر
[illegible]

معاوضہ کام نہ آسکا۔

مبلغ اعظم نے مسلم شریف صفحہ ج ۲ سے بقول حضرت عمر یستخلف سے پیش کیا
کہ رسول اللہ نے ہم کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور تفسیر ابن کثیر صفحہ ج اول حضرت عمر کی حسرت
و افسوس کہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کے بعد کون خلیفہ ہے۔ تو قریشی صاحب سے تمام جرات
باطلہ چکنا چور ہو گئے۔ اس کے آپ نے

(۱) حدیث ثقلین۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ (۲) انی تارک فیکم الخلیفتین۔ در منثور صفحہ ج ۲
(۳) ھذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا۔ تفسیر خازن ج ۵ صفحہ علی میرا بھائی ہے
وصی ہے خلیفہ ہے اس کا حکم سننا اور اسکی تابعداری کرنا۔ (۴) انت خلیفتی من بعدی۔
(خصائص نسائی صفحہ) اے علی تو میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد یا علی انت خلیفتی فی حیاتی
و فی مماتی۔ اے علی تو میری زندگی اور موت میں خلیفہ ہو۔ (۵) عممنی رسول اللہ یوم غدیر خم کہ
سرکار دو عالم نے بروز غدیر خم علی کے سر پر دستار بندھائی (مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ) پیش
کر کے اختصاص خلافت بہ اہل بیت اور خلافت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ثابت کر کے
فرمایا کہ قریشی صاحب! اگر جرات ہے۔ تو اس طرح خلافت ثلاثہ پیش کرو۔ مگر قریشی صاحب
کے طوطے اڑ چکے تھے۔ سوائے تخت پر قبضہ اور ملک گیری کے ان کے پاس دلیل ہی کوئی
نہ رہی۔

شیعہ مناظر مبلغ اعظم نے کہا قریشی صاحب! ملک گیری بھی خلافت حقہ کی دلیل
بن سکتی ہے؟ کچھ غور تو کرو۔ تخت پر قبضہ کر لینا ثبوت حقانیت نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے رسول
اللہ نبی فلاں ینزون علی منبری نزو القردۃ کہا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
میں نے بنی فلاں کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر کودیں گے۔ مثل بندروں کے۔

۱ تفسیر در منثور صفحہ جلد ۲
(۲) تفسیر در منثور ج ۶ صفحہ
۳ تفسیر عزیزی سورہ قدر
۴ تفسیر ابن جریر سورہ قدر کی روایات سے ثابت ہوتا کہ حضور نبی اکرم نے منبر
پر تو بندر ہی ناچیں گے فرمایئے بندر کون سے ہیں۔

تو قریشی صاحب نے جواب دیا کہ بندر یزید ہے۔ تو شیعہ مناظر نے کہا کہ اول

تو یہ صیغہ جمع ہے۔ اور باقی بندر تبلاؤ کون ہیں؟ اور یزید تمہارا چھٹا خلیفہ بھی تو ہے۔ دیکھو شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۰۰ اور بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۴ ج ۲۔ فتح الباری صفحہ ۲۰ ج ۱۲ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲ پر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یزید ان بارہ میں سے ہے جن پر امت کا اجماع ہوا ہے فرمائیے کیا بندروں پر بھی اجماع امت ہوا کرتا ہے۔ اس پر نعرے بلند ہوئے اور قریشی صاحب بہت ہی کھسیانے ہو کر رہ گئے۔ حتیٰ کہ پیچھے سے علمائے اہل سنت نے بھی ان کی ملامت کی کہ یزید کو بندر کیوں کہا ہے۔

دنیا حیران ہو رہی تھی۔ کہ سُنّی کتب میں جب یزید بھی خلیفہ ہے۔ تو پھر معیار خلافت کیا رہا اس کے بعد قریشی صاحب نے فتوحات ملکی کو معیار خلافت قرار دیا۔ تو مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ حضور فتوحات ملکی معیار نہیں۔ اس قسم کی تائید دین تو اللہ فاجر سے بھی کرا لیتا ہے۔ دیکھو بخاری شریف صفحہ ۴۲۰ ج ۱

ان اللہ لیؤید الدین بالرجل الفاجر۔ اور قسطنطنیہ کا فاتح کون ہے؟ کیا وہی یزید تو نہیں۔ کیا اسی فتح پر فخر کرتے ہوئے آپ کے علماء نے اسے جنتی تو نہیں لکھ دیا؟ دیکھو موطا امام مالک مترجمہ صفحہ ۲۲۰

اس پر تو قریشی صاحب کے تو حواس اڑ گئے اور دنیا یزیدی یزیدی کا شور کرنے لگ گئی جب مبلغ اعظم نے فتویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ سے خلافت ثلاثہ کی نفی اور خلافت جناب علی علیہ السلام کا اثبات بدیں الفاظ پیش کیا۔

قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیاً قال فلک والذی لا الٰہ غیرہ لا یتبعوا لا طعتموہ ادخلکم الجنۃ۔

حضور نے ابوبکر و عمر کی خلافت سے منہ پھیر لیا یہ بات موافق مزاج رسول نہ آئی۔ اور خلافت علی کے وقت قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر تم ان کی بیعت اور ان کی تابعداری کرو گے تو وہ تم سب کو داخل جنت کر دیں گے۔ اس حدیث کا جواب قریشی صاحب آخری وقت تک نہ دے سکے۔ مناظرہ کی دوسری نشست ختم ہوئی۔ مبلغ اعظم

... سر ... عہد ... گے ... اعظم

خلافت بلافصل علی علیہ السلام بآیاتِ قرآن

ثبوت بذمہ شیعہ ——— اور ——— تردید بذمہ سُنّی

اس دفعہ سُنّی صدر پھر تبدیل کر دیا گیا۔ مگر شیعہ صدر بدستور رہا

مبلغ اعظم نے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرات اس عنوان میں ہمارے دعوے ہیں۔ دعویٰ اول کہ علی علیہ السلام نص کے خلیفہ ہیں۔ اجماع اور شوریٰ کے نہیں۔ دوسرا کہ وہ خلیفہ اول ہیں۔ ان سے پہلے کوئی نہیں۔ اور یہی بلا فصل کا مطلب ہے۔ جب تک فصل ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ بلا فصل ہیں اگر فصل ثابت ہو جائے پھر بلا فصل نہ رہیں گے۔ فصل سے مراد خلافت ثلاثہ ہے جس کی نفی کل ہو چکی ہے

قریشی صاحب اپنے ثلاثہ کی خلافت نہ قرآن سے ثابت کر سکے اور نہ حدیث سے آج میرے ذمہ خلافت علی علیہ السلام کا اثبات ہے۔ لیجئے میں حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے خلافت علی المرتضیٰ ثابت کرتا ہوں۔ یہ ہے زور صداقت مذہب شیعہ۔ کہ سنی تو اپنے بزرگوں کی خلافت حدیث سے بھی ثابت نہ کر سکے اور شیعوں کے امام کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہو رہی ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس موضوع کے تین حصے کر دیئے

اول ۱۔ خلافت مطلقہ ——— دوم ۲۔ اختصاص خلافت باہل بیت۔ سوم ۳۔ خلافت علی بنص قرآن جس پر آپ نے بیسیوں آیات قرآنی پیش کیں۔ جو انشاء اللہ العزیز مفصل ورلڈ میں طبع ہوں گی۔

اقلے۔ خلافت مطلقہ کا وجود آیہ استخلاف پارہ ۱۸ سورہ نور وعد اللہ الذین الخ سے ثابت کیا۔ اور خلافت کو عائد اور اصول میں داخل کیا۔ اور پھر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ ۲۲ سورہ فاطر اور وجعلنا للمتقین اماما پ ۱۹ سورہ شوریٰ و من خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پ ۹ سورہ اعراف و من قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون سورہ اعراف سے ثابت کیا۔ کہ خلیفہ معصوم اور مصطفےٰ اور وارث کتاب اللہ اور ہادی بالحق و عادل بالحق ہوگا اور اس کے نہ ماننے والا فاسق و منکر ہوگا۔ اس کے بعد آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین پ ۳ سورہ آل عمران۔ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ پ ۲۵ سورہ جاثیہ۔ فقد

آل یعقوب ۔ پ۱۲ سورہ یوسف ۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت
پ۱۳ سورہ ابراہیم ۔ انما یرید اللہ الخ پ۲۲ سورہ احزاب وغیرہ پیش کر کے آل انبیاء کا معصوم
و مختص بالخلافۃ والامامت ہونا ثابت کیا جس کا قریشی صاحب اور خواجہ صاحب حل کوئی
جواب نہ دے سکے۔ بلکہ ہذیانات باطلہ شروع کر دیئے کہ اگر خلافت حضرت علی اور
اہل بیت کا حق تھا۔ تو ثلاثہ کیوں قابض ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور داؤد اور
رسول خدا کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ تو علی کے دشمن کیوں نہ ہلاک ہو گئے۔ جس پر مبلغ اعظم
نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کی خلافت پر قبضہ نہیں بلکہ خلیفہ حق کا انکار اور مقابلہ ہے اور مقابلہ
مقابلے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اللہ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو شیطان نے انکار کر دیا
حضرت آدم معاف ہو گئے شیطان کا گمراہوں پر ابھی تک تسلط ہے۔ کیا اس سے حضرت
آدم کی خلافت کا غصب ثابت ہوتا ہے یا خدا کے وعدہ کے خلاف؟ بلکہ شیطان ملعون
ہو کر پھر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے ہارون کو خلیفہ بنایا۔ سامری نے خواہ مخواہ بچھڑا
بنالیا۔ اور حضرت ہارون [illegible] کی اتباع [illegible] اس لئے حضرت ہارون کی خلافت غصب ہو
گئی۔ بلکہ قوم [illegible] کا انکار کر کے گمراہ ہو گئی۔ مگر ان کو قریشی صاحب نے ہاتھ تک
بھی نہ لگایا اور زور شور سے چلانا شروع کر دیا کہ شیعہ ہار چکے ہیں۔ تو علی کا نام قرآن
سے دکھانے کا [illegible] مبلغ اعظم نے کہا۔ پہلے جناب میں علی کا نام بھی قرآن سے دکھاتا ہوں اگر
علی کا نام قرآن میں [illegible] ہو گیا۔ پھر تو ثلاثہ کی خلافت ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا
حضرات [illegible] کے لئے [illegible] ہیں۔ اصطفاء، علم و حکمت اور نص میں چاروں چیزیں
علی کے لئے پیش کرتا ہوں [illegible] مبلغ اعظم نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ زخرف پارہ
۲۵ سے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم۔ ام الکتاب جو ہمارے پاس ہے ثابت ہے کہ البتہ
علی صاحب حکمت [illegible]۔ اس پر بھی [illegible] نے اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مریدوں و
درویشوں نے شور مچا دیا غلط ترجمہ غلط ہے۔ مولوی دوست محمد قریشی نے گلا پھاڑتے
ہوئے کہا کہ اگر صداقت ہے تو کسی شیعہ تفسیر یا کتاب سے دکھاؤ کہ اس سے مراد نام علی
ہے اس پر مبلغ اعظم نے کہا لیجئے یہ میرے ہاتھ میں تفسیر قمی ہے۔ اس کے صفحہ [illegible] پر اسی
آیت کی تفسیر میں [illegible] وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم یعنی امیر المومنین مکتوب فی الحمد [illegible]
تعالیٰ اہدنا الصراط المستقیم [illegible] علیہ السلام ہو امیر المومنین یعنی علی سے مراد ا

الحمد اور اہدنا الصراط المستقیم جس سے بقول امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام
مراد ہیں۔ تفسیر صافی ص[illegible] اور دوم پیش کی وانہ فی ام الکتاب [illegible] امیر المومنین فی ام الکتاب
کہ حضرت امام صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ [illegible] علی سے مراد امیر المومنین [illegible] قریشی
صاحب نے ترجمہ مقبول کی طرف توجہ دلائی کہ [illegible] امام جعفر صادق
علیہ السلام یہی تفسیر [illegible] پھر [illegible] نے شور مچانا شروع کر دیا [illegible] شور و غوغا کو بند
کرایا گیا۔ مبلغ اعظم نے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین سورہ شعراء [illegible] کی تلاوت کر کے
کہ لسان صدق کا امت آخری میں ہونا ثابت کیا اور وجعلنا لہم لسان صدق علیا سے جناب
امیر المومنین کا لسان صدق ہو کر جملہ انبیاء کا ہونا ثابت کر رہے تھے کہ [illegible] لوگ اپنے
عوام کو شور مچانے پر ابھارنے لگے تاکہ آیات قرآنی کو کوئی نہ سن سکے [illegible] پکار پکار
کر کہہ رہا تھا۔ اے خالفو! [illegible] صرف و نحو [illegible] ترجمہ کو غلط [illegible] سے کچھ
نہیں بنے گا۔ مگر ملاؤں کا یہ گروہ جس میں مولوی [illegible] شاہ [illegible] مولوی [illegible] محمد
احمد پور سیالوی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی۔ مولوی [illegible] مولوی حامد علی گجراتی
وغیرہ کے علاوہ جو [illegible] اور دیگر [illegible] نے بھی فراہم کئے گئے
تھے۔ کوئی ایک بھی قاعدہ نحوی پیش نہ کر سکا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ترجمہ کو غلط ثابت
کرے آپ نے فرمایا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ علم علی منقول عن [illegible] اگر صفت اصلیہ
کا اعتبار کیا جائے تو اس نام کے [illegible] عالیشان [illegible] مگر [illegible] تو نام
علی ہے۔ اور علم مراد لینے پر کوئی [illegible] نحوی پیش کر دو [illegible] کا الزام ہے
تو تفسیر آئمہ اطہار کا جواب دو۔ میں ترجمہ جعفر صادق [illegible] اور موسیٰ کاظم علیہم السلام
کی موجودگی میں کسی ترجمہ کو صحیح نہیں سمجھتا چنانچہ تفسیر صافی [illegible] مراد لینے کا [illegible]
لفظ قبل سے ظاہر ہے۔ اور نام علی پر نص امام موجود ہے۔ یا تو کسی معصوم کی نص سے اس
ترجمہ کو غلط ثابت کرو یا قرآن کی عبارت سے نص [illegible] یا نقلی یا معنوی استعارہ پیش کرو
مگر خواجہ قمر الدین سیالوی کی سرپرستی کے باوجود سنی گروپ عاجز آ گیا۔ اور کوئی جواب بن
نہ آیا اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعرے سے فضا گونج اٹھی۔
[illegible]
اس مسئلہ میں شیعہ سنی [illegible] ہوتے ہیں۔ مگر مبلغ اعظم نے اس موضوع کو اس طرح

پڑھایا۔ جو علاقہ بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ چونکہ وراثۃ انبیاء کی نفی کے لئے قرآن مجید میں کوئی آیت موجود نہیں۔ حضرت ابوبکر سے لیکر آج تک سنی مولویوں کا گزارہ حدیث لانورث پر ہی رہا ہے مگر قریشی صاحب نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے عدم وراثۃ انبیاء پر دو آیتیں پیش کیں۔ ولا تمدن عینیک کہ اے نبی تو اپنی آنکھوں کو کفار کے مال و متاع کی طرف دراز نہ کر۔ اور دوسری آیت زین الناس حب الشہوات من پیش کرکے ادھر ادھر کی بے محل باتیں جن کا موضوع سے کوئی تعلق تک بھی نہ تھا۔ بیان کیں۔ اور ثابت کیا کہ پیغمبر اسلام کی تو کوئی جائداد ہی نہ تھی۔ لہٰذا وراثت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مبلغ اعظم نے جوابی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت مولوی دوست محمد صاحب دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان آیات کا مطلب یہ نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کا جاہ و جلال اور مال و متاع آپ کو مرعوب نہ کرے۔ اور دوسری آیت کا اگر یہی مطلب ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے فریب دیا۔ کہ بچوں اور عورتوں کی محبت پیغمبروں کو نہیں ہوتی۔ اور یہ محقق بالعموم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبروں کے نہ ہی بچے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی بیویاں۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ بیویاں اور اولاد ثابت ہے۔ فرمایئے اگر آقائے نامدار کو مال کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کہاں سے کھاتے تھے ازواج کو خرچ کہاں سے دیتے تھے۔ اس کے بعد آپنے فان للہ وللرسول ولذی القربیٰ پارہ نمبر ۱۰ سورہ انفال وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ پ ۲۸ ع ۴ سے پیش کیا کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ اور مال فئے اللہ اور رسول اور پیغمبر کے قریبیوں کا ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲ شرح نووی سے تاجدار رسالت کی جائداد کی تفصیل یوں پیش کی کہ حضور کو جائیداد تین حقوق سے حاصل ہوئی تھی اولاً وہ جو مخیریق یہودی نے یوم احد اسلام لاکر حضور کو ہبہ کی اور بنی نضیر کے سات باغ اور جو انصار نے حضور کو زمینیں دی تھیں وکانت ھذہ املاکا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ حضور کی ملکیت خاص تھی۔ حق تعالیٰ نے ارض بنی نضیر جس کی جائداد منقولہ حضور نے تقسیم کردی وکانت الارض لنفسہ اور زمین حضور کی ذاتی جائیداد رہی۔ اسی طرح سے زمین فدک اسی طرح خالصۃ لہ کے الفاظ دکھا ئے کہ یہ رسالت مآب کی خاص

ملک تھا۔ اسی طرح تہائی وادی قریٰ کی اور خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم تحت ثالث خمس خیبر سے آپ کا حصہ اور فتوحات خیبری وغنیمت سے آپ کا حصہ فکانت ھذہ کلہا ملکا لرسول اللہ خاصۃ لا حق فیہا لاحد غیرہ کہ سب کچھ رسول خدا کی خاص ملکیت تھا ہیں کسی غیر کا حق نہ تھا۔ آپ جس طرح چاہتے خرچ کرتے تھے یہ سننے کے بعد عوام پر قریشی صاحب کا فریب ظاہر ہوگیا شیعہ مناظر نے کہا حضرات کیا جناب فاطمۃ الزہرا آغوش محمد کی پلی دوست محمد قریشی جتنا قرآن نہ جانتی تھیں۔ جنہوں نے سرکار مدینہ کی وراثت کا دعویٰ کیا، اور ابوبکر نے انکار کے باعث اس پر غضب ناک ہو گئیں اور تا وفات معصومہ کونین غضب ناک رہیں۔ رات کو دفن ہوئیں علی علیہ السلام نے جنازہ پڑھا۔ اور ابوبکر کو جنازہ میں شریک نہ ہونے دیا اہلسنت کی سب سے بڑی مستند مشہور اور مایہ ناز کتابیں بخاری شریف جلد اول صہ ۴۳۵ و مسلم شریف جلد دوم صہ ۹۱ آپ نے جب انکی عبارات پڑھ کر ترجمے کئے۔ کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی صدیقہ وطاہرہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دربار خلافت سے کس طرح خالی واپس آئیں۔ تو اس پر ایک رقت کا سماں پیدا ہوگیا۔ دنیا زار و قطار رو رہی تھی۔ قریشی صاحب نے کہا روتے کیوں ہو؟ شیعوں نے جواب دیا۔ ہم آل محمد کے مصائب پر رونا ثواب سمجھتے ہیں آپ بنت رسول پر جتنے حملے کر سکتے ہیں کرکے روح ثلاثہ سے خراج تحسین حاصل کرلو قریشی صاحب سے جب احادیث بخاری و مسلم کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ تو مولوی دوست محمد قریشی نے صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام باری کی صحت سے انکار کردیا۔ اور کہا میں بخاری و مسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتا ان کتب میں شیعوں نے بہت سی حدیثیں گھسیڑی ہیں۔ قریشی نے کہا غضبت والی حدیث کا راوی محمد بن مسلم ابن شہاب زہری ہے۔ اس پر مبلغ اعظم نے ہندوستان و پاکستان کے مایہ ناز محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ممتاز کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع کہ تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے۔ کہ بخاری و مسلم کی تمام حدیثیں قطعی طور پر صحیح ہیں وانہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین جو بخاری اور مسلم کے امر کی توہین کرے۔ وہ گمراہ بدعتی اور سبیل مومنین کے خلاف کی اتباع کرنے والا ہے۔ آپ نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمایئے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضرات جنتی اور خارجی ہو گئے یا نہیں۔ جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو قریشی نے یوں گوہر افشانی کی کہ علم رجال وہم رجال شاہ ولی اللہ کی اپنی تحقیق ہے اور میری اپنی تحقیق ہے۔ میرے لئے وہ کوئی حجت نہیں۔ ان کا قول انہیں لوگوں کے لئے تھا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ مبلغ اعظم نے کہا کہ حضور اگر اسی طرح اپنے مسلمات سے انکار کرنا ہے تو پھر مناظرہ کی ضرورت کیا تھی کیمپ نے پھر آسمان سر پر اٹھانا شروع کر دیا۔ کہ زہری شیعہ تھا۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ اگر کتب اہل سنت میں زہری کا امام اور حجت ہونا ثابت نہ کر لوں تو خواجہ قمرالدین صاحب کے ہاتھ پر ابھی بیعت کر لوں گا۔ آپ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۰۳ سے الزہری اعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم القرشی الزہری المدنی الامام اور قول امام مالک اسی تذکرۃ الحفاظ ص۱۰۵ سے قال مالک بقی ابن شہاب وماله فی الدنیا نظیر بقول امام مالک دنیا میں زہری کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ بس اس کے بعد قریشی صاحب و خواجہ صاحب اور ان کے حواری خاموش ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ جلد ۲ ص۳۸۴ سے عمر بن الخطاب کا سیدہ کونین جناب فاطمۃ الزہرا کی سند کو چاک چاک کرنا پیش کیا۔ تو حضور خواجہ صاحب سیالوی پھر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا یہ کتاب اہل السنۃ کی نہیں لیکن جب مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ کے سرورق پر بخط جلی مصنف کا نام برہان الدین الحلبی الشافعی لکھا ہوا دکھایا تو خواجہ صاحب کھسیانے ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن دوست محمد قریشی نے فوراً پینترا بدل لیا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ شافعی نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مناظرہ احناف سے نہیں بلکہ اہل السنۃ سے ہے شرائط نامہ پڑھو۔ جو خواجہ سیالوی کے دست ہائے مبارک سے ٹائپ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ مناظر نے جناب سیدہ کا صواعق محرقہ ص۲۲ سے گواہ پیش کرنا تفسیر در منثور جلد ۴ ص۱۷۷ سے ہبہ فدک اور فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص۱۴۱ سے عبارت وثیقہ سیدہ اور اس پر حضرت ابوبکر کا انکار پڑھا۔ تو سنی ملاؤں کا ہزار شور بھی کام نہ آ سکا۔ اگرچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ مگر صداقت آشکار ہو کے رہی میدان مناظرہ میں ہی جناب خان غلام رسول خاں بلوچ نمبردار محمد خاں بلوچ ساکن جھوک وایہ نے معہ اپنے کنبوں کے مذہب شیعہ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے اعلان شیعیت کر دیا مبلغ اعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اہل بیت اطہار

کی شان میں قصیدہ خوانی سے عالم نور کا سماں بندھ گیا۔ مرزا یوسف حسین اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کو گھوڑوں پر سوار کر کے جھوک وایا کے گلی کوچوں میں جلوس کی صورت میں شیعوں کی فتح و کامرانی کے ڈنکے بج گئے تو مولوی دوست محمد قریشی اور اس کی تنظیم اہل سنت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دیوالہ نکل گیا خواجہ قمرالدین سیالوی کا بنا بنایا علمی رعب ختم ہو کر رہ گیا۔ اس مناظرہ کی کامیابی کا سہرا تو سہرا جناب فخر السادات مخدوم سید خضر حیات شاہ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونہ علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔

مبلغ اعظم کے علم مناظرہ کا شاہکار

یعنی

مناظرہ مندران والہ

میں

مرزائی شکست

یہ مناظرہ

ایک مرزائی مبلغ کی بے اصولیوں اور بے علمیوں کا

مُرقّع

ہے

وجہ تالیف مناظرہ ہذا

حضرات ! اس مناظرہ کو تحریری صورت میں لانے کی ضرورت بوجوہات ذیل پیش آئی :-

اوّل :- تو مبلغ اعظم صاحب قبلہ نے تھوڑے وقت میں دلائل معقول اور منقول کے اتنے بیشمار موتی اور جواہر برسائے کہ ان کا ضائع ہو جانا اور مومنین اور مسلمین مخلصین تک نہ پہنچنا بڑا نقصان تھا۔

دوم :- مرزائی صاحبان غلط پروپیگنڈے کے بادشاہ ہوتے ہیں نہ معلوم اپنی اس ہار اور شکست کو چھپانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ کہاں کہاں پھرتے ہوں گے۔ کیا کیا پروپیگنڈے کئے ہوں گے اور اس کی بیج گفتگو، غلط سلط باتوں کو اپنی کارگزاری بتایا ہوگا۔

اس رسالہ میں ہم وہ دلائل پیش کر رہے ہیں جو حضرت مبلغ اعظم صاحب قبلہ نے مرزائی احمد علی کو مختلف موضوعات پر دیئے۔

مجادلہ حقہ اور مجادلہ باطلہ

مناظرہ حقہ وہ ہے جس کے دلائل علم سے پیش کئے جائیں اور مناظرہ باطلہ وہ ہے جس کے دلائل مطابق علم مناظرہ نہ ہوں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے :-

ما ضربوہ لک الا جدلا۔ اور مناظرہ حقہ وہ ہے جس کی نسبت فرمایا۔

وجادلھم بالتی ھی احسن (تفسیر کبیر ص۱۴۳ ج-۲)

تحقیق مقام

جادلھم بالتی ھی احسن۔ حضرات! مناظرہ حکمت اور موعظہ حسنہ نہیں کیونکہ حکمت علماء محققین کا حصہ ہے جن کے دلائل قطعیہ اور یقینیہ ہوتے ہیں۔ موعظہ حسنہ عوام کے لئے ہوتا ہے جن کی فطرت سلامت ہے وہاں دلائل ظنیہ اور اقناعیہ بھی مفید ہوتے ہیں۔ عبرامثال قصے کہانیاں سن کر بھی وہ اثر لیتے ہیں۔ کیونکہ فطرت سلیمہ میں مادہ انکار نہیں ہوتا مگر جدل مخالفین اور منکرین کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن اس کیلئے بھی احسن ہونا شرط ہے اور احسن کیلئے علم ہدایت کتاب روشن کی شرط ہے۔

مگر مرزائی حضرات ان ہر سہ امور سے کورے ہوتے ہیں۔ اپنا دعویٰ نہ بیان حکمت سے ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ مبنی بر حقائق نہیں۔ افتراء اور کذب ہے، مکر اور فریب ہے، دجل اور جدل ہے۔ اسی لئے ان سے علماء ختم ہوتے جارہے ہیں صرف کالج اور تعلیم دنیاوی پہ گذارہ ہے۔ مرزائیت کی ترقی اور استقامت کا دارومدار صرف اچھی ملازمت دلانے اور اچھے خاندان میں شادی کرنے پہ منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ علم القرآن پڑھانے سکھلانے کا ربوہ میں کوئی اچھا انتظام نہیں۔ جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری کے سوا اب کوئی پرانی قسم کا مولوی نہیں رہ گیا اور قاضی نذیر وغیرہ کی نسبت مبلغ اعظم نے فرمایا، وہ تو عربی کی عبارت بھی مناظرہ عام گڑھ میں غلط پڑھتے دیکھے گئے ہیں۔ وہاں فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا۔ وہ لڑکا جس کے لئے مناظرہ ہوا مرزائی نہیں رہا۔ چنانچہ تحریری فیصلہ ان کے خلاف موجود ہے۔

یہ وجہ ہے علم الحقائق میں رہ کر بات نہ کرنے کی۔

حقائق و حکمت موعظہ حسنہ سے کام نہیں لے سکتے۔ کیونکہ قصص انبیاء اور آل انبیاء ان کی تصدیق نہیں کرتے۔ اقتداء بانبیاء نہیں کر سکتے۔ ملت ابراہیم آل ابراہیم مثال موسوی تشبیہ ہارونی سب ان کے خلاف ہے۔ رہا جدل تو وہ بھی غیر احسن یعنی بغیر علم ہدایت اور کتاب روشن کرتے ہیں۔ ورنہ ایک مرزائی کا مناظرہ ایک شیعہ عالم سے ہو جاتا ہے کہ نہ اپنی نبوت کا دعویٰ مبنی بر صداقت کر سکے نہ مسئلہ امامت پر گفتگو کر سکے۔

یعنی نہ آئمہ طاہرین کی منصوصہ مخصوصہ امامت کا دعویٰ توڑ سکے نہ مان سکے۔ صرف بنات رسول کی تعداد کا مسئلہ جس کا نہ مرزائی اصول سے تعلق ہے نہ شیعہ اصول سے اور اس میں بھی جناب فاطمہؑ کی شہرت تواتر عصمت طہارت میں غیر کو شریک نہ کر سکے اور تعدد میں آیت محکم اور حدیث متواتر و مشہور نہ پیش کر سکے۔ صرف رطب و یابس قیاس مع الفارق۔ حالانکہ جدل احسن کی تعریف یہ ہے۔ ان یکون دلیلاً مرکباً من مقدمات مشہورۃ عند الجمہور او من مقدمات مسلمۃ عند الخصم ذالک القائل و ھذا الجدل ھو الجدل الواقع علی الوجہ احسن۔ کہ مجادلہ احسن وہ ہوتا ہے کہ دلیل ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ مشہور عند الجمہور اور مسلم ہوں یا کم از کم ایسے مقدمات سے دلیل مرکب ہو جو عند الخصم مسلم ہوں ورنہ مجادلہ احسن نہ ہوگا بلکہ غیر احسن ہوگا اور دلیل مقدمات باطلہ سے مرکب ہوگی۔ ایسے مناظر کا کام صرف جھوٹے اور باطل مقدمات کی ترویج ہوتا ہے۔ سامعین کو بیوقوف بنانا حیلے بہانے سے کام لینا دوران مناظرہ میں طرق فاسدہ یعنی فاسد راہیں اختیار کرنا، غلط روش اختیار کرنا۔ (کما فی تفسیر کبیر ص۲۳ ج ۵)

جیسا کہ مرزائی اور اکثر جاہل ملاں کرتے ہیں کبھی ایسی دلیل نہ پیش کریں گے جو عند الجمہور مشہور و مسلم یا کم از کم عند الخصم مسلم اور مشہور ہو۔ صرف نوادرات ظنیات غیر مشہورہ اور غیر مسلم دلائل پیش کریں گے۔ ایسے جوڑ توڑ تو بے نماز اور بے عمل بلکہ بے ایمان بھی قرآن سے کر سکتے ہیں۔ مثلاً لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن میں موجود ہے۔

جدلِ احسن اور مرزائیوں کی بے اصولیاں

حضرات ناظرین! جب مرزائی جماعت کا وفد آیا تو انہوں نے چالاکیاں بے اصولیاں شروع کیں تو مبلغ اعظم نے اس پر اچھا خاصا تبصرہ فرمایا۔ حضرات اصول بات کرنی چاہیئے۔ مناظرہ کے اصولوں میں رہ کر بات کرنی چاہیئے۔ ورنہ جدل غیر احسن قرآن مجید اور حدیث کی رو سے منع ہے، حرام ہے، دینی حیات کی موت کا باعث ہے نقصان ایمان ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ومن الناس من یجادل

فی اللہ بغیر علم ویتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انّہ من تولّاہ
فانّہ یضلّہ ویہدیہ الی عذاب السعیر۔ پ۱۷ - الحج ۳۔

کہ بعضے لوگ دینِ خدا میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور شیطان پر یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کے پیچھے چلے گا اوّل تو وہ اس کو گمراہ کرے گا، دوم اس کو وہ عذابِ جہنّم کی طرف رہنمائی کریگا کہ بغیر علم اور بغیر اصولِ مناظرہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر
ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم
القیٰمۃ عذاب الحریق۔ (پ۱۷ - الحج ۹)

کہ بعض لوگ وہ ہیں جو دینِ خدا میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور ان کے پاس نہ مناظرہ کرنے کی ہدایت ہے اور نہ ہی کتاب روشن کا ثبوت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دینِ خدا میں مناظرہ کرنے کے لئے اوّل علمِ دین کی ضرورت ہے۔ دوم ہدایتِ مناظرہ یعنی مناظرہ کے اصول، سوم کتاب روشن کا ثبوت یعنی اشارے کنایے جوڑ توڑ نہ ہوں کوئی روشن ثبوت چاہیئے۔ مگر مرزائیوں کی نبوّت صداقت اس کی متحمل کہاں کہ علم سے مناظرہ ہو اور اصول کی پابندی ہو اور کتابِ منیر کا ثبوت ہو جس میں شک و شبہات نہ ہوں۔

ولا تجادلوا اھل الکتاب الّا بالّتی ھی احسن الّا الّذین
ظلموا منھم۔ (پ۲۱ - العنکبوت)

کہ اہلِ کتاب سے سوائے مہذب طریقہ کے بحث مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔

یعنی اصولِ مناظرہ کی حدیں پھاند جاتے ہیں اور بے محل گفتگو کرتے ہیں یہ مرزائی مبلّغ اکثر بے علم مثلاً الّا الّذین ظلموا منھم کے مصداق ہوتے ہیں بے اصول بے محل بات کرتے ہیں۔ ان کو ترکی بترکی جواب دینے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے چنانچہ آپ کو یہ مناظرہ پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی مبلّغ نے جمہور کی راہ کو کیسے چھوڑا۔ متواترات سے منہ کیسے موڑا اور قواعدِ مسلّمہ کو کیسے توڑا۔ ان چیزوں کے ظاہر کرنے سے ہمارا مطلب مرزائیوں کا کذب و افتراء جھوٹ طوفان غلط بیان

غلط دلائل وہمی اور ظنیات کو ظاہر کرنا ہے تاکہ عوام سادہ لوح کامل چیزوں پر ایمان رکھیں۔ ظنیات وہمیات مغالطات سے بچ جائیں۔ سچ ہے تمّت کلمۃ ربّک صدقاً وعدلاً۔ کہ اللہ کے کلمے پورے ہوتے ہیں ناقص نہیں ہوتے، سچے ہوتے ہیں مطابق واقعات ہوتے ہیں افترا نہیں ہوتے۔ مبنی بر عدل ہوتے ہیں پُر از انصاف ہوتے ہیں بے محل نہیں ہوتے۔

جیسے مرزائیوں کے دلائل اور دعوے نہ پورے نہ سچے نہ عدل نہ انصاف صرف لاف وگزاف جھوٹی چالاکی اللہ سے بیباکی، نہ خوف نہ ڈر، نہ در، نہ گھر، نہ علم نہ اصول، جو چاہا مان لیا، جو چاہا چھوڑ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے نبی مرزا صاحب کے اقوال بھی چھوڑ جاتے ہیں جب وہ معصوم ثابت نہیں ہوتے تو دوسرے انبیاء کی عصمت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔

فنِ مناظرہ اور مرزائی مبلّغ کی بے علمی

حضرات! مرزائی اصولِ مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے لہٰذا کسی علم کے قواعد و ضوابط بھی مدِّ نظر نہیں رکھتے۔ نہ تفسیر کے، تفسیر بالرائے کرتے ہیں نہ علم حدیث کے، لہٰذا صحیح و ضعیف میں فرق نہیں کرتے نہ تاریخ کے، لہٰذا غلط روایات بے سند کا سہارا لیتے ہیں۔ نہ اصولِ مناظرہ کے قواعد و ضوابط کی پرواہ کرتے ہیں۔ شترِ بے مہار کی طرح چلتے ہیں۔

مناظرہ مشتق من النظیر ہے

مرزائی مبلّغ، مبلّغِ اعظم کی علم و مہارت میں نظیر ہی نہ تھا۔ لہٰذا گھٹیا دلائل دیتا رہا۔ ان کو اظہارِ صواب مطلوب ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ کرتے ہیں اور مجادلہ پر اتر آتے ہیں۔ یعنی اپنا بڑا پن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خفت نہ ہو۔ لہٰذا ان کو تکلف تصنع بناوٹ اور جھوٹی چالاکی مکر و فریب سے

جن کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ان کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا بناتا ہے سچ ہے ۔ شعر

سید آنست کہ بر مذہب اسد اللہ باشد

... اپنی قساوت شقاوت جہالت کی وجہ

... نے آیات اور حدیث سے گھبرا کر یہ جاہلانہ اعتراض کیا کہ

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس کو اگر حسنین اور فاطمہ زہرا

سے متعلق کہہ دیجئے تو تسلیم ان کے اندر گند ماننا پڑے گا - کیونکہ گند نکالنے کا

ارادہ ہے ازواج النبی میں گند موجود تھا کیونکہ وہ کافر اور منافقوں کے گھروں سے

آئی تھیں

مبلغ اعظم کا عالمانہ جواب

مبلغ اعظم نے فرمایا - حضرات سامعین یہ ہے اس جاہل کا علم اور ایمان ادب اور عرفان کہ معاذ اللہ عائشہ وغیرہن ازواج النبی میں گند ثابت کرنے لگا اور آیت کا ترجمہ بھی غلط کرنے لگا اور آل نبی کو طاہر بتا کر گند کے اخراج کا الزام دھرنے لگا۔

ہم نہ معاذ اللہ ازواج النبی میں گند مانتے ہیں نہ آل محمد سے گند نکالنے کا دعوے کرتے ہیں نہ آیت خدا کا ترجمہ گندہ کرتے ہیں نہ اللہ کی طرف اسکو منسوب کرتے ہیں۔

تحقیق آیۂ تطہیر

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً

(پ ۲۲ احزاب) - آپ نے بجا فرمایا ان حقائق کا سمجھنا آپ کی جماعت کا کام نہیں ہے ۔ انما کلمۂ حصر ہے اپنے مدخول کا تحقیق اور اثبات اور اپنے غیر مدخول کی نفی چاہتا ہے - لہذا یہ اذھاب رجس اور اثبات تطہیر صرف ان کے لئے ہے جو اس میں داخل اور شامل ہیں نہ غیر کے لئے۔

ارادہ سے مراد ارادہ مجردہ نہیں بلکہ وہ ارادہ ہے جس کے بعد فوراً تطہیر کا تحقق اور ظہور ہو جاتا ہے۔

انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون - کہ عالم امر میں جب کوئی ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً ثابت ہو جاتی ہے صورت ارادہ عام اور مجرد تخیل سے کرتا ہے کر وہ پاک ہو جاتے - یہ وہ ارادہ رجس کے ساتھ بالفعل والفعال صرف ارادۂ ازلی سے یہ ہستیاں رجس سے دور رہیں گی اور تطہیر کا اعلان اور تطہیر کا تاج کرامت ان کے سر پر ہمیشہ رہے گا - کوئی ہزار کوشش کرے ان میں سے رجس ثابت نہ کر سکے گا - رجس سے مراد شیطانی اعمال ہیں - انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان (المائدہ پ ۷) یعنی شراب، جوا، کھڑے ہوئے بت تیروں سے تقسیم سب رجس اور شیطانی ہیں "من" بیانیہ ہے یعنی شیطان کا ان پر تسلط نہ ہوگا - چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مریم شیطانی نظر سے پاک ہیں کیونکہ فطرۃً اور پیدائشی پاک ہیں۔

چنانچہ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطھرک اور یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک الخ (آل عمران)

ان دونوں کو یہ تطہیر حاصل ہوئی مگر محمد و آل محمد کی تطہیر کا علیحدہ اہتمام ہے ۔ یطھرکم تطھیراً کا مفعول مطلق بتلا رہا ہے کہ اگرچہ وہ بھی معصوم و مطہر پاک ہیں مگر یہاں اکمال اور اتمام کی حد ہے ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا - مرزائیوں کا کہنا حضرت عیسیٰ اور جناب مریم پر بہتان لگا کر اس سے پاک ہونے غلط ہے - جناب مریم قبل پیدائش عیسیٰ ہی پاک و مطہر تھیں اور آپ قبل پیدائش ہی پاک ہیں "انی نذرت لک ما فی بطنی محررا" - وقت سے پہلے پاک اور حضرت عیسیٰ "انی لاھب لک غلاماً زکیا" کا اعلان قبل ولادت سے پاک ثابت کرتا ہے - یعنی یہ وہ ہستیاں ہیں جو قبل پیدائش پاک ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا - گند نکالنے کے معنی تو تب ہوتے جب اخراج ہوتا "یخرج عنکم الرجس" ہوتا کہ رجس کو نکالنا ، یہاں لفظ "اذھاب" ہے جس کے معنی لے جانے کے ہیں ۔ اور "عن" للبعد والتجاوز ہوتا ہے یعنی دوری کے لئے ہے تو مطلب یہ کہ اللہ کا ارادہ تم سے دور ہی دور رکھنے کا ہے ۔ تو حضرات ! اللہ رجس کو قریب نہیں آنے دیتا یہ کمال ہے ...

[illegible] کے علم کا جمال [illegible]

[illegible] لعفا اور دوسری ڈنگ سے وارد کافی ہوتا ہے"

ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل سے ہے باب تفعیل یا ایجادِ فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے قطعتہٗ یا نقطع یعنی میں نے اس کو قطع کیا یعنی میرے کاٹنے سے قطع پیدا ہوئی یا پہلے نہ تھی۔

اور نیا اعتبار نسبت فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے کبرہ تکبیرا اللہ کی کبریائی کا اعلان کر۔ اللہ اکبر کہو۔ نہ اللہ کو بڑا کر۔ معاذ اللہ و یطہرکم تطہیرا۔ میں باب تفعیل کا مصدر ہے تطہیر نسبت فعل کے لئے ہے یعنی اللہ تمہاری طہارت کا اعلان کرے گا۔ تمہاری طرف پاکیزہ چیزوں کو منسوب کرے گا۔ معجزات آیات و دلائل و براہین سے تمہاری ایسی تطہیر ثابت کرے گا کہ کوئی مرزائی، عیسائی خارجی، وہابی تمہاری طرف رجس کو منسوب نہ کرسکے گا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیان نے بھی یہ کہا ہے کہ

صد حسین است در گریبانم

اور یہ بھی کہا ما بقی حسینہم من ظلم یزید (مقدمہ خطبہ الہامیہ)
لیکن یہ لکھنے کے بعد کہنا پڑا کہ حسینؑ وہ ہے جس کو خدا نے اپنے دست قدرت سے پاک کیا۔ مگر مرزائیوں کی بلا جانے کہ "یطہرکم تطہیرا" کے کیا معنی ہیں۔ ظالم لوگ ہیں ان کی پیدائش کیسی ہے اور اعلانِ تطہیر سے کن پاک چیزوں کا اعلان اور اثبات مطلوب ہے۔ [illegible] ہے۔

اللہم یا من خص محمدا و آلہ بالکرامۃ وحباہم بالرسالۃ وخصہم بالوسیلۃ وجعلہم ورثۃ الانبیاء و ختم بہم الاوصیاء والائمۃ وعلمہم علم ما کان وما بقی و جعل افئدۃ الناس تہوی الیہم۔ (صحیفہ سجادیہ)

ترجمہ:- اے اللہ تو نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو بزرگی کے ساتھ خاص کیا اور ان کے گھر میں رسالت بلاعوض رکھی اور ان کو مقام وسیلہ اور اپنے قرب اور مقام محمود سے خاص کیا اور انبیاء کے وارث بنایا اور ان کے ساتھ آئمہ اور اوصیاء کو ختم

کر دیا۔ یعنی ان کے سوا کوئی وصی ہو سکتا ہے نہ امام۔ اور ان کو علم ما کان وما یکون دیا۔ اور مومنوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکایا کہ ان کی محبت اور مودت کرتے ہیں جاتی

اَللّٰھُمَّ صلِّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ۔

رب صل علی اطائب اہل بیتہ الذین اخترتہم لامرک و جعلتہم خزنۃ علمک وحفظۃ دینک وخلفاءک فی ارضک وحججک علی عبادک وطہرتہم من الرجس والدنس تطہیرا بارادتک و جعلتہم الوسیلۃ الیک والمسلک الی جنتک (صحیفہ سجادیہ)

اے اللہ درود و سلام بھیج اُن پر ان ہستیوں کے جن کو تو نے ہر عیب اور نقصان سے پاک کیا اور اپنے امر کے لئے خود چن لیا اپنے علم کے خزینے بنایا اور اپنے دین کا محافظ کیا اور اپنی زمین پر خلیفہ بنایا ان کو وسیلہ اور مسلک بنایا اپنی جنت تک۔
یعنی جنت میں وہی جائے گا جس کا وہ وسیلہ ہوں گے اور ان کے مذہب اور مسلک پر چلے گا۔ یہ کہ اپنے آپ کو سید کہلا کے مرزائی ہو۔ جو اپنے جد پاک محمدؐ و آلِ محمدؐ کو چھوڑ کر مرزا کے پیچھے ہو۔

مرزا تجھے پیٹ تیرا برا ہو تو نے کتنے لوگوں کے ایمان ضائع کر دیئے کتنے مسافر آب کے بجائے سراب میں داخل ہو گئے۔ یحسبہ الظمآن ماء حتی کہ پیاسے پانی سمجھے مگر وہ سراب دھوکے آب کی ریگ تپاں میں جا کر [illegible] آبِ حیات ایمانی کے پیاسے مر گئے۔ ایمان کے قطرہ آب نے ان کو سیراب نہ کیا۔ ہائے چشمہ کوثر سے انہوں نے پانی نہ پیا۔ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت) یعنی قرآن پاک اور اہل بیت حوض کوثر تک متفرق اور جدا نہ ہوں گے۔ یعنی حوض کوثر تک نہ قرآن کی بجائے کوئی کتاب آئے گی نہ آلِ محمدؐ کے سوا کوئی اور امام ہوگا۔ یعنی باب اور بہائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن منسوخ ہو گیا اور مرزائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں مہدی ہادی اہل بیت کی بجائے [illegible] آگیا یعنی مغل مرزے امام اور نبی بن گئے جن کا آلِ محمدؐ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ پاک و پاکیزہ ہستیوں کا تاج ابد تک آلِ محمدؐ کے سر رہے گا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

تحقیق لفظ اہلبیت

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً ۔ (پ۲۲)

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات! اس پر امتِ محمدیہ کا اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد اہل نبوت اور رسالت ہیں کسی اور کے گھر یا اہل کا ذکر نہیں نہ مرزائیوں کا نہ بابیوں اور بہائیوں کا نہ ہمارے اسلامی بھائیوں کا نہ ان اہلبیت میں صحابہ کرام کے شمول کا کوئی مدعی ہے۔ ہاں البتہ ازواج النبی کے داخل و شامل ہونے کے بعض صحابہ اور تابعین قائل ہوئے مگر ان کا دعویٰ قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں۔ کیونکہ "البیت" معرف باللام ہے اور الف لام برائے جنس یا استغراق نہیں بلکہ برائے عہد ہے۔

اور عہود جب تک اللہ و رسول نہ بتلائیں کون جان سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی حدیث ازواج کے شمول میں وارد نہیں بلکہ بعض حدیثوں میں بی بی ام سلمہ کو حضورؐ نے آیۂ تطہیر کے نزول پر اہل بیت میں شمول سے منع فرمایا۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر ص۴۸۳ جلد سوم میں ہے حضرتؐ نے بی بی ام سلمہ سے فرمایا تنحی تنحی عن اھل بیتی اٹھ کر میرے اہل بیت سے علیحدہ ہو جاؤ۔

بقول رسولِ خدا
اہل بیت اور ازواج کا فرق

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ان ھذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس قالت و انا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت فقال صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم انک علی خیر انت من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۴۸۳)

ترجمہ:- بی بی ام سلمہ سے روایت ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور پُرنور میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس اہل بیت سے نہیں ہوں۔ فرمایا تیرا انجام بخیر ہے۔ تو ازواج النبی یعنی رسولؐ کی بیویوں سے ہے۔

لیجئے! حضور رسالت مآبؐ کی زبانی فیصلہ اور فرق ہو گیا کہ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حدیث کی کتابوں میں باب مناقب اہل بیت میں کسی بیوی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کا باب علیحدہ ہے۔ اگر کوئی عالم صحاح ستہ کے اندر اہلبیت کے مناقب میں کسی بیوی یا دیگر ہستی کا ذکر دکھلا دے تو قابل انعام ہے۔

اہل البیت کی تحقیق

مرزائی مبلغ نے موضوع سے منہ پھیرتے ہوئے اہل بیت میں بیویوں کے داخل یا نہ داخل ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ بیٹیاں کہاں اور بیویاں کہاں۔ اصل بات یہ تھی کہ مبلغ اعظم سے بات کر کے نام پیدا کرنے کا متمنی تو تھا لیکن اصول و قواعد علم و موضوع میں رہ کر بات کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا الغریق یتشبث بالحشیش یعنی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ہر طرف پاؤں مارتا رہا۔ آپ دیکھ کر بنات سے ازواج تک ازواج سے ختم نبوت پر حملہ کر کے ختم ہو گا اور ڈسکہ تک مرزا بادشاہ کے نعرے لگے مگر

ع اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت

ع شرم چہ کتی است کہ پیش مردان آید

مگر کیا کریں مدعیان کذب و افترا کا ان کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہو سکتا صدق و سچ کہاں سے لائیں بنیاد ہی کذب و افترا پر ہے۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے مرزائی مناظروں کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ مناظرہ

میں شاعرانہ چالوں، حیلوں، بہانوں، جھوٹوں فریبوں، غلط بیانیوں، حوالوں میں قطع و برید سے پرہیز نہیں کرتے۔ حوالہ دینے میں قوی و ضعیف صحیح و سقیم کا فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر ان کا گذارہ بھی نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کے مدعی ہیں جس کی قرآن و حدیث میں کوئی گنجائش نہیں اور کوئی مقام نہیں اور دین میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں۔

مرزائی مبلغ کی دلیل

برائے

شمول ازواج باھل بیت

مرزائی مبلغ مولوی احمد علی نے پرانا آموختہ دہرایا کہ اہل بیت سے مراد ازواج ہیں انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً میں سیاق و سباق میں ازواج کا ذکر ہے۔ اور "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت" میں اتعجبین میں صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ بی بی سارہ کو خطاب ہے۔ لہٰذا اہل البیت سے مراد زوجہ ہے اولاد نہیں۔

جواب مبلغ اعظم

حضرات! خدا کو حاضر و ناظر اور شاہد کر کے کہتا ہوں کہ مبلغ اعظم نے اپنی عادت کے مطابق روانی اور دائمیگی سے اس کے جواب میں دلائل کی بارش کر دی۔ فرمایا حضرت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت کا ترجمہ خود قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

اور قرآن مجید میں وانذر عشیرتک الاقربین سے حضورؐ کے خاندان کے اقرباء افراد مراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ کو خصوصیت سے خطاب کیا۔ دیکھو بخاری شریف، کتاب التفسیر ص۷۲۳ اور قرآن شریف میں

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی موجود ہے کہ خمس خاندان رسولؐ کا حق ہے چنانچہ حضرت علیؑ متولی خمس ہوئے۔ صحابہ کے اعتراض پر حضورؐ نے فرمایا علیؑ کا خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔ اور قرآن مجید میں النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم واولوا الارحام اولی بعضھم ببعض کہ حضورؐ ہم سب کے حاکم ہیں اور ازواج النبیؐ ہماری مائیں لیکن ہم میں سے اہل بیت اہل بیت اور اولی الارحام رحمی نسبی رشتہ داروں کا نام ہے۔

اس کے بعد آپ نے مشکوٰۃ شریف کا تمام باب مناقب اہل بیت کتاب کھول کر مولوی احمد علی کو دکھلایا کہ اس میں ازواج کا ذکر دکھلاؤ۔ مگر خاموش بے ہوش، اور ترمذی شریف کا باب مناقب اہل بیت النبیؐ، کہ اس میں ذکر ازواج دکھلاؤ۔ مگر ندارد۔ فرمایا کہ قرآن ضرور کہا کہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ غیر مذکور کو مذکور میں شامل کبھی نہیں پایا جاتا۔ الغرض قرآن اور حدیث کا کوئی جواب نہ دیا اور مان گیا کہ باب مناقب اہل بیت میں نہ ازواج کا ذکر ہے نہ دیگر بیبیات کا۔

اتعجبین من امر اللہ

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضورؐ من امر اللہ تک تو صیغہ واحد مؤنث مخاطب مذکور ہے مگر یہاں سلسلہ کلام ترک ہو جاتا ہے۔ سابقہ

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید کا جملہ معترضہ ہے۔ اس کے صیغے مؤنث کے نہیں بلکہ مذکر کے ہیں۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے مراد نعمت نبوت و امامت ہے اور کوئی عورت نبی ہوئی ہے نہ امام اور اس کا ترجمہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض میں آل کا ترجمہ ذریت خود موجود ہے۔

"انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین" میں ذریتی خود موجود ہے اور

اَمْ یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ میں لفظ آل موجود ہے اور تلک حجتنا آتیناھا ابراھیم الخ آباء ذریت اخوان موجود، خاندان بن گیا۔ بیوی کا لفظ موجود نہیں ہے۔ آباء اخوان ذریت کا ترجمہ خدا نے اہل بیت سے کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ ازواج اصحاب کا اہل بیت آل عترت ذریت خاندان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

"کونسے ازواج اہل بیت میں داخل ہوتے ہیں"

مبلغ اعظم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مغالطہ ہے کہ بیوی صرف زوجہ ہونے یا صیغہ نکاح کے جاری ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہو جاتی ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن پر صدقہ حرام ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن کے لئے آیہ تطہیر آئی، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جو مباہلہ میں گئے یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کے ساتھ تمسک کا حکم ہے۔ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں آیا، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کی مودت کا حکم آیہ مودت میں آیا۔ اس کی تردید حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما چکے ہیں۔ اور صحیح مسلم جیسی مستند کتاب میں آ چکی ہے۔

فقلنا من اھل بیتہ نساءہ قال لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۰ مطبوعہ دہلی)۔

کہ حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی کہ حضور نے فرمایا میں تمہارے اندر قرآن اور اہل بیت چھوڑنے والا ہوں۔ تو راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں۔ فرمایا نہیں عورت کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے۔ کچھ زمانہ مرد کے ساتھ گزارتی ہے۔ پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

خصوصیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت آپ کی اصل اور آپ کا خاندان ہیں

جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ صحابہ کرام کی زبانی ہی بات طے ہو گئی۔ اب بیچارے مرزائی اسے ہمارے سہارے کیا کریں۔ پس ثابت ہو گیا۔

عورت صرف تین طرح سے داخل اہل بیت ہو سکتی ہے، ایک خاندانی ہو جیسے حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد تھی۔

دوم۔ ام ولد یعنی بچہ کی ماں ہو جیسے حضرت اسحاق کی ماں، یعقوب علیہ السلام کی دادی انبیاء بنی اسرائیل کی اصل۔

اُمِّ موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کی ماں۔

سوم۔ معصومہ ہو جیسے حضرت مریم، حضرت سارہ جو فرشتوں سے ہمکلام ہوئیں۔ اُمِّ موسیٰ جن کو وحی ہوئی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا جو معصومہ، طاہرہ صدیقہ شہیدہ ہوئیں جن سے فرشتے ہمکلام اور خادم ہوتے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنہوں نے تصدیق رسالت کی اسی لئے ان کا گھر شرور و شفت سے پاک جنت الماویٰ بنا۔ کیونکہ وہ اہل بیت کی اصل ہیں۔

بیت سے کونسا بیت مراد ہے

اہل بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے بیت کا سمجھنا ضروری ہے۔ بیت سے مراد بیت اللہ ہے یا مسجد النبی ہے یا خاندانِ رسالت ہے یا بیت المقدس ہے۔ اگر بیت اللہ ہے تو وہ اہل بیت ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم نے فرمایا۔

انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم الخ۔ کہ یا اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسا دیا۔

لفظ ذریت صاف موجود ہے اور حضرت علی کی تو کعبہ میں پیدائش ہے۔ اگر اس سے مراد بیت المقدس کی بنیاد وہ خیمہ ہے جو حضرت موسیٰ نے جنگل میں برائے عبادت لگایا حضرت ہارون اور ان کی اولاد کے اہل اور متولی ہوئے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ سے مراد حضرت علی اور ان کی اولاد اہل بیت ہوئے۔ اگر مسجد

نبوی سے دیگر صحابہ کے دروازے بند کرا کے حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔
اور خاندان کا انتخاب دلیل کا محتاج نہیں۔ حضورؐ نے بار بار فرمایا علیؑ منی وانا منہ اور یتلوہ شاھدٌ منہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت علیؑ اور سرکارِ دو عالم ایک دوسرے کے جزو اور ٹکڑے ہیں۔

"مسئلہ ختم نبوت میں مرزائی مبلغ کی حیل و حجت"

مرزائی مبلغ صاحب عادت جب دیگر بنات کو مثل فاطمۃ الزہرا دلائل صحیحہ قاطعہ ساطعہ متواترہ مشہورہ سے بنت رسولؐ نہ ثابت کر سکا۔ معارضہ میں اخبار صحیحہ نہ پیش کر سکا تو ازواج کو اہل بیت بنانے میں مشغول ہو گیا۔ اور جب ازواج کو بھی بدلائل صحیحہ داخل اہل بیت تطہیر نہ کر سکا تو مسئلہ ختم نبوت میں چلا گیا یعنی کسی موضوع میں رہ کر بات نہ کر سکا۔ مگر مبلغ اعظم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سچ کہا کسی شاعر نے مناظرہ کورٹ سمابریں ہے۔

شیر نے پیچھا نہ چھوڑا بن کے ایٹم بم گرا
پہیہ پنچر ہو گیا باطل کی موٹر کار کا

○

مسئلہ ختم نبوت کے خلاف

مرزائی مبلغ نے چار چیزوں سے استدلال کیا۔
پہلا استدلال اس وقت کیا جب مبلغ اعظم نے خطاب احد بلفظ الجمع پر یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت واعملوا صالحًا کی آیت پڑھی۔ پ۱۸ المؤمنون آیت ۵۱ کہ صرف صیغہ جمع سے تعدد بنات پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت میں "رسل" جمع ہے "کلوا" جمع ہے۔ واعملوا جمع۔ حالانکہ حضورؐ کے وقت میں آپ کے ساتھ کوئی رسول نہیں اور قیامت تک کسی نئے رسول کے آنے کا امکان نہیں اور انتظار نہیں اور پیدا کوئی آئے تو اس میں شمار نہیں۔ لہٰذا جمع سے استدلال غلط ہے۔

دوسرا استدلال:- ام یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکًا عظیمًا کی تفسیر میں اصول کافی کی ایک حدیث سے کیا۔
اور تیسرا:- انعم اللہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین سے کیا۔
چوتھا:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیا۔ ان شبہات کے جو جواب مبلغ اعظم نے ترکی بترکی دیے۔ انشاء اللہ ہم دلائل ختم نبوت جو اس وقت مبلغ اعظم نے اس وقت دریا کی روانی کی طرح بہائے ان کو نقل کرنے کے بعد نقل کریں گے۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی مغالطے

حضرات! ہم لوگ درس آل محمدؐ کے طالب علم ہیں۔ مبلغ اعظم کے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ فن تقریر اور مناظرہ کے اصول بھی سیکھتے رہتے ہیں۔ سفر اور حضر میں بالحکمت موعظہ حسنہ جدال احسن کے اصول سنتے رہتے ہیں۔
قبل اس کے کہ وہ دلائل اور حقائق پیش کروں جو مبلغ اعظم نے اس مرزائی مبلغ کے سامنے پیش کئے۔ جن کا وہ تو کیا کوئی بھی مرزائی جواب نہیں دے سکتا۔ ختم نبوت کی مہر تو شناہ طلوع شمس نبوت کے بعد معنوی نبوت کی شمع جلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ حضورؐ پر نبوت ختم، نعمت تمام، دین کامل، شریعت پوری۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لے لیا۔ قرآن مجید کے اندر وہ تمام علوم واصول رکھ دیئے ہیں جو قیامت تک کے لئے پیش آئیں گے۔ حدیث نبوی میں قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہو چکی ہے۔ آئمہ طاہرینؑ اس کی الہامی تفسیر فرما چکے ہیں علم البلاغت کے طور پر آخری امام کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رجعی نزول کی تخصیص اور تعیین ہو چکی ہے۔
لہٰذا اجراء نبوت کیا، وحی جدید کیسی قرآن کے بعد اللہ کی اور کلام کیسی۔ آل محمدؐ کے سوا امام کیسا۔ مرزا کا کلام اور بہاء اللہ کا بیان کیسا؟
اللہ کا قرآن آل محمدؐ کا امام تا حوض کوثر ساتھی وقرین رہیں گے۔ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ (ترمذی شریف ص۲۲۶ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۹)۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے دلائل محکم اور متواتر ہیں برہان اور استقراء سب اس پر شاہد ہیں۔ ختم نبوت حضورؐ پر نور کا خاصہ ہے۔ دیگر کسی نبی کے لئے خاتم النبیین کا لفظ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہیں آیا من ادعی فعلیہ البیان و لہ الانعام ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

"تیس دجال مدعیانِ نبوت کاذبہ"

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ختم نبوت کی مہر کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ بقول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدعیانِ نبوت کاذب اور دجال ہوں گے۔

عن ثوبان فی حدیث قال قال رسول اللہ وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وخاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔ (رواہ ابوداؤد ص۲۲۸ والترمذی ص۵۵/۲ نقل از مشکوٰۃ شریف ص۴۶۵ کتاب الفتن)۔

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں تیس جھوٹے مدعی ہوں گے۔ سب دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے ان کا نقصان نہ کر سکیں گے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔

فوائد حدیث ہذا

پس معلوم ہوا کہ مدعیانِ نبوت تیس کے قریب ہوں گے، جھوٹے ہوں گے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا ہے اور خاتم النبیین کا معنی بقول سرکارِ دوعالم لا نبی بعدی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت میں سے

ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ لوگ اس کی ہزار مخالفت کرکے بھی ان کو حق سے نہ ہٹا سکیں گے۔

شیعہ یعنی گروہ کہنے والے لفظ طائفہ پر غور فرمائیں اور الحق مع علی کو یاد رکھ کے دیکھیں کہ وہ کونسا گروہ ہے حتی کہ امر اللہ آجائے گا یعنی صاحب الامر کا ظہور ہوگا اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ

اس حدیث میں کاذب مدعیانِ نبوت کی پیشگوئی خاتم النبیین کے معنی اور مذہب شیعہ کی حقانیت سب ثابت ہو گئی اور حضرت حجت کی آمد ثانی بھی ثابت ہو گئی الحمد للہ علی ذالک

تفصیل مغالطہ وتناقض

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات مسئلہ ختم نبوت تو اپنی جگہ پر ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس کے دلائل وہ پہاڑ اور حصار ہیں جن کو کوئی بڑے سے بڑا دجال نہ توڑ سکے گا اور مرزائی صاحبان جتنے دلائل اس باب میں دیا کرتے ہیں وہ سب باب مغالطہ کا اظہار اور اشکال ہوتے ہیں۔ سو ان میں پھنسنے والے مغالطہ کا شکار ہوتے ہیں۔

اسباب مغالطہ

اگر دیکھیں تو مختصراً ان کا صرف دو امر ہیں۔ سوء فہم اور اشتباہ الکواذب بالصوادق۔ لہٰذا یہ مرزائی لوگ ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو سوءِ فہم کا شکار ہوتے ہیں دینیات کا فہم و ادراک نہیں رکھتے۔ قرآن وحدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کرتے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ سمجھ کے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

دوم:۔ حدیث کے مقابلہ میں ضعیف اور متواتر کے مقابلہ میں نوادر پیش کرکے سچ اور جھوٹ کو ملا دیتے ہیں اور لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کبھی صحیح دلائل نہ پیش کر سکیں گے "عدم التمیز بین الشئ وشبہہ" سے دھوکہ دیتے ہیں یعنی شبہات پیدا

کرنے سے کام لیتے ہیں۔ لفظی اور معنوی غلطیوں سے فریب دیتے ہیں گاہے لفظ مشترک المعنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گاہے حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنانے میں تصریح کی بجائے استعارہ کنایہ سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ترکیب عبارت کا خیال نہیں رکھتے کہ غلام احمد کون ہے اور احمد کون۔ غلام کو حذف کر کے احمد کے مدعا ہو جاتے ہیں۔ اور تو معنویہ میں قید اور حیثیت کا خیال نہیں کرتے۔ دعویٰ کو دلیل بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اکثر دلائل مصادرہ علی المطلوب پر مبنی ہوتے ہیں۔

تناقض اور تعارض

یہ ہشت وحدت در تناقض شرط داں کو نظر انداز کر کے سائل کو فریب دیتے ہیں وحدات ثمانیہ وحدۃ الموضوع ، وحدۃ المحمول وحدۃ المکان وحدۃ الزمان ، وحدۃ القوۃ والفعل وحدۃ الشرط الجزء والکل وحدۃ الاضافیۃ۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یہ تفصیل ہم نے اس لئے لکھی ہے تاکہ ناظرین مناظرہ ہذا کو مرزائیوں کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے کہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ شبہات ہوتے ہیں اور مغالطے ہوتے ہیں۔

دلائل ختم نبوت

مبلغ اعظم نے مرزائی مبلغ کے خارج از موضوع بات ہو کر ختم نبوت کے شبہات شروع کرنے پر مندرجہ ذیل دلائل قرآن اور حدیث سے پیش کئے اور شبہات کے

جوابات دیئے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (۲۲ احزاب)

نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین ص۴۸۲ پ ۲۲ احزاب)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (ترجمہ اشرفیہ ص۴۸۳ مطبوعہ تاج کمپنی)

ترجمہ آیت ہذا از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی بھی لفظاً یہی ہے۔

لفظ ختم اور قرآن مجید

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضور قرآن کریم میں لفظ ختم بند کرنے کے معنی میں آیا ہے جیسے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم۔ پ۱ سورۃ ۲ ع ۱

یہاں ختم اللہ ہدایت بند کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اللہ نے اس کا ترجمہ "ہم لا یؤمنون" فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

خود خدا نے فرمایا اور قرآن مجید میں آیا۔ اب اگر وہ ایمان لے آئیں تو کذب لازم آئیگا اور وہ نقص ہے "وھو محال علی اللہ" جب ختم کے بعد وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسے آسکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں حضورؐ نے فرمایا "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری دلیل آپ نے معنی ختم پر "الیوم نختم علی افواھہم" کہ ہم ان کے منہ پر قیامت کے دن مہر کر دیں گے وہ منہ سے بول نہ سکیں گے۔ اس پر مرزائی مبلغ نے کہا کہ ان ایک ذریعہ کلام ختم ہو گیا دوسرا شروع ہو گیا۔ "تکلمنا ایدیہم" کہ ان کے ہاتھ پاؤں ہم سے کلام کریں گے۔ کلام جاریہ ذریعہ ختم ہو گیا۔ دوسرا شروع ہو گیا۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضورؐ دنیا سے کلام خدا کے نبی کا جو ذریعہ ختم ہوا وہ ختم نبوت ہے کیونکہ خاتم النبیین ہے۔ لہٰذا یہ ذریعہ کلام اب دنیا میں نہ ہوگا۔

دوسرے ذریعہ امامت خلافت ہمارے ہیں مگر ان کا نام نبوت نہیں نبوت ختم کلام کا اصل ذریعہ
صرف منہ ہے ہاتھ پاؤں کا یہ وظیفہ نہیں ان کی کلام قال نہیں حال ہے۔ وہ اصلی نہیں تفقہ ہے
اصلی نہیں عارضی ہے۔ لہٰذا ہاتھ پاؤں کی کلام منہ کی کلام نہیں۔ لہٰذا خلفاء و اصلا و صیاد
کی کلام، کلام نبوت نہیں لہٰذا دلیل آپ کی ختم۔ ختامہ مسک اس کی مہر کستوری کی ہے۔
مہر اگر ٹوٹ گئی تو شراب خالص نہ رہے گی۔

مرزائیوں نے نبوت کی مہر توڑ دی اب ان کا دین اور مذہب خالص محمدی نہیں بلکہ
اس میں مرزائی الہامات پیغامات اور دیگر ولیوں کی ملاوٹ ہے لہٰذا خالص اسلامی محمدی
قرآنی نہیں کہلا سکتے۔

اور غیر خالص کا لینا کیا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دین اور مذہب اختیار کریں جس
پر خاتم النبیین کی مہر سلامت ہو امامت کا شہادت ہو۔

"معنی ختم نبوت بالقطاع نبوت از مرزا صاحب"

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ خاتم النبیین کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے انقطاع
نبوت کا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

و اما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی
فقد آمنا بانقطاعنا من یوم نزل فیہ ما کان محمد ابا احد من
رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

کہ نبوت تامہ کاملہ اسی دن منقطع ہو گئی جس دن خاتم النبیین کی آیت اتری لفظ ختم
بمعنی قطع ثابت ہو گیا۔ (توضیح المرام ص۱۰)

اللھم صل علی محمد و آل محمد

الغرض مرزائی مبلغ قرآن کریم سے کوئی لفظ ختم نہ دکھلا سکا جس کے معنی
بند کرنے کے نہ ہوں۔

خاتم المحدثین یا خاتم الشعراء وغیرہ کے الفاظ سے جو مرزائی دھوکہ دیا کرتے
ہیں۔ اول تو وہ لفظ کسی آیت یا حدیث کے نہیں۔ دوم بطور مبالغہ مجاز ہیں حقیقت
نہیں۔ اور مرزائی مغالطہ کی یہ مثال مشہور ہے۔ کہ مجاز کو حقیقت بنا دیا
کرتے ہیں۔

خاتم کے معنی ہیں یا من ختمت علیہ الکمالات یا من لا یکون
بعدہ نبی" حضور پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اگر کمالات ختم ہیں تو دوسرا نبی کیسا اور
"من لا یکون بعدہ نبی" کے بعد نبوت کیسی اور حضور نے یہ ترجمہ "لا یکون بعدی
نبی" خود فرمایا ہے لیت ولعل کیسی؟ جو حضور کا خود کردہ ترجمہ نہ مانے تو مسلمان
کیسا؟

"حدیث رسول کریمؐ اور لفظ خاتم النبیین"

من ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی
کمثل رجل بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من
زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ یتعجبون ویقولون ھلا وضعت
ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ (بخاری شریف ج۱
باب خاتم النبیین، مسلم شریف ج۲ ص۲۴۸، ترمذی شریف ج۲ ص۱۱۳، مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا میری مثال اور دوسرے
انبیاء علیہم السلام کی جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور
اس کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر دیا۔ احسن و اجمل بنایا مگر ایک کونے
میں ایک اینٹ نہ تھی۔ لوگ آتے تھے اور اس مکان کے گرد گھومتے تھے اور دیکھ کر تعجب
کرتے تھے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔

حضور نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں خاتم النبیین میں ہوا۔ اور مسلم شریف کی ایک
روایت میں ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانا موضع اللبنۃ جئت
فختمت الانبیاء ص۲۴۸۔ کہ حضور نے فرمایا۔ اس اینٹ کا مقام میں ہوں میں آ گیا
پس میں نے انبیاء کو ختم کر دیا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔
کمثل رجل ابتنی بیوتا فاحسنھا واجملھا واکملھا الا موضع
لبنۃ من زاویۃ من زوایاھا۔ کہ حضور فرماتے ہیں میری مثال اور سابق
انبیاء کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کئی مکان بنائے بہت احسن عمدہ اور اجمل بنائے

اکمل بنا ہے مگر ایک زاویہ خالی تھا اور لوگ کہتے تھے یہ اینٹ کیوں نہ لگائی۔
فیتم بنیانہ فیقال بعجبنی کنت انا اللبنۃ ۔ تو عبارت پوری ہو جاتی۔
حضور فرماتے ہیں وہ مجھ سے پہلے ہی کمال پر جس کا جواب کچھ آگیا ۔ مرزا قادیانی نے
کا فر حقیقت سے نہ ذرا لیجئے آجتے ہیں۔

ختم نبوت از کلام مرزا صاحب آنجہانی

حضرات ! مسئلہ ختم نبوت اتنا متواتر اور ضروریات دین کا مسئلہ ہے کہ مرزائی نہ انکار کر سکتے ہیں نہ اقرار ۔ اگر انکار کریں تو خطرۂ کفر ہے اگر اقرار کریں تو مرزا صاحب کی نبوت کا کچھ نہیں رہتا ۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ایسے تصریحات موجود ہیں جن سے معنی ختم نبوت ثابت ہوتے ہیں چنانچہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۲ پر و یشابہا الخاتمۃ بالفاتحۃ تاکہ خاتمہ فاتحہ کے مشابہ ہو جائے معلوم ہوا کہ لفظ ختم فتح کی ضد ہے ۔ ختم کے معنی بند کرنے کے معنی کشادن ۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ پر آخری خاتم الاولاد ہوگا ۔ چنانچہ مرزا صاحب کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا ۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ۔ اور خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۲ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے ۔ وجعلہ خاتم انبیاء ھم ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں ۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اتمہا بعیسیٰ کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میں خاتم النبیین کا بروز ہوں دیکھو صفحہ ۱۶۰ خطبہ الہامیہ جب بروز کے بعد کچھ نہیں تو اصل کے بعد نبی کیسا ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں خاتم الخلفاء ہوں صفحہ ۹۰ دونوں سلسلے ختم صفحہ ۔ مسیح آخری اینٹ صفحہ ۳۵ آخر الخلفاء صفحہ ۷۵ مسیح پر سلسلہ بنی اسرائیل ختم صفحہ ۱۳۳ مرزا صاحب کے بعد قوم کو کسی نبی کی خبر نہیں صفحہ ۱۹۵ مرزا صاحب کا وقت عصر ہے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں صفحہ ۱۹۷ خاتم دنیا (ختمی) الایام صفحہ ۱۵۷ تین زمانے مسیح موعود کے بھی تھا ۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶ ، زمانہ آخر و خلیفہ آخر صفحہ ۱۸۲ الہامیہ۔

الغرض سیکڑوں جگہ سے مرزا صاحب کی کلام سے ہی ثابت کر دیا کہ ختم کے معنی آخری اور اتمام اور بند کرنے کے ہیں جیسے الف سابقون آخری اینٹ ، نماز عصر سب خاتم کی معقول مثالیں ہیں ۔ وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم

ھذا کذب بحت لا یمازجہ شیٔ من الصدق ولا اصل لہ اصلاً وما افتروا الا لیھیجوا الناس علی التکفیر والسب واللعن والطعن ینھضوا ھم العناد والفساد ویفرقوا بین المؤمنین وانی واللہ آمن باللہ ورسولہ آمن بانہ خاتم النبیین ۔ سلسلہ تصنیفات جلد ششم صفحہ ۲۹۷ حمامۃ البشریٰ ۔ کہ میرا دعویٰ نبوت نہیں میں خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہوں ۔ اور علم کے تحقق الفساد و نبوت مانتا ہوں سا لبتہ یہ کہتا ہوں کہ بالقوۃ محدث میں اجزاء ہوتے ہیں مگر بالفعل نہیں کیونکہ باب نبوت ختم ہو چکا ہے لہٰذا خاتم النبیین کے بعد میری طرف جو نبوت بالفعل منسوب کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں ۔ فتنہ وفساد و تفریق بین المؤمنین کے بانی ہیں ، مجھے کافر بنانا مشہور کرنا چاہتے ہیں ۔

معاملہ صاف ہوا

(۸۹)

تنظیمی

مُلّاؤں کا غلط وَطیرہ

شرائط وضوابط

مناظرہ ۲ دو چک ذخیرہ

حضرت مبلّغ اعظم قبلہ کا بیان

حضرات!

عزیزم عبدالستار صاحب کوئی خاص مناظر نہیں ہے۔ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ہمہ تن جھوٹی ہے اور اس بزرگ کی گھر بیٹھ کر لکھی ہوئی ہے اور جن کتابوں کے پاس میں حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو ان کے پاس اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور چند سال ہوا اس نے میرے مناظروں سے ڈر ڈر کر بھاگتے ہوئے گذارے اور باگڑ سرگانہ میں شکست کھا گیا اور گھر بیٹھ کر جھوٹی روئیداد لکھ دی۔ جس پر کسی سنی کی تصدیق نہیں نہ شیعہ کی حتیٰ کہ ان علماء کی بھی تصدیق نہیں جو اس کے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ اب اسی نے بیماری کے بہانے سے جان بچا رہا ہے کہ میرے پرانے راز بھی نہ کھل جائیں۔ لہٰذا میں انہیں کو اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہے شیعہ کے ایمان بالقرآن پر بحث کرے۔ شرائط مساوی ہوں گے۔ الزامی تحقیقی جواب کا حق دونوں کو حاصل ہوگا۔ دوسرا اس نے جو کتاب مختصر شافی کی روایت پیش کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا شور مچا رکھا ہے۔ اگر وہ روایت صحیح ہو اور شیعہ کتب کی ہو اور سنی کتب میں موجود نہ ہو اور اس کا یہی مطلب ہو جو یہ کہتا پھرتا ہے تو ہم اہلسنت کو لکھ کر دے دیں گے کہ ہم ہار گئے۔ اور آئندہ کبھی میدان مناظرہ میں نہ آئیں گے۔ ورنہ ان کو سمجھا دو کہ جاہل پیر بکنے کیوں خالی اور شور نے میدانوں میں نعرے لگاتا پھرتا ہے۔ جب میدان میں سوائے فرار کے کچھ نہیں جانتا اور میدانوں سے بھاگ کر دو گھنٹوں کو شیعہ بنا رہا ہے۔ چودہ آدمی اس کا فرار دیکھ کر بستی سیالکوٹ ضلع جھنگ میں شیعہ ہو گئے تھے اور ایک مولوی فتح محمد المعروف غلام مرتضیٰ باگڑ سرگانہ میں شیعہ ہو گیا تھا اور دو ہی اس کا فرار دیکھ کر مولوی کرم دین اور تاحن کے کئی ساتھی شیعہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ اہلسنت کی توہین نہیں جو یہ بزرگ کر رہا ہے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا مَانِعَ لِعَطَائِهٖ وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِهٖ وَالصَّلٰوۃُ [illegible]
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ اَنْبِیَائِهٖ وَعَلٰی عِتْرَتِهٖ وَاَوْلِیَائِهٖ اَلْمُعَارِضِ لِاَعْدَائِهٖ

حضرات السلام علیکم

میں نے آج تک سنی مولویوں کی شکست و فرار کے قصے، اشتہارات، اخبارات میں تو متعدد بار پڑھے سنے تھے مگر اب تک علمائے فریقین کو بالمشافہ بابہ النزاع مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھنے اور سننے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اتفاقاً مجھے معلوم ہوا کہ بتاریخ ۲۳ کو موضع چک [illegible] نزد [illegible] تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں شیعہ و سنی مناظرہ ہو رہا ہے۔ میں بھی بصد شوق اشتیاق وہاں پہنچا۔ علماء فریقین اپنے اپنے کتبخانہ سمیت [illegible] خان صاحب کی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ علماء شیعہ میں سے مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب آف لاہور۔ مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودہا۔ مولانا سید غلام حسین بخاری حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ عمدۃ الواعظین سید محبوب علی شاہ ہمدانی اور خود راقم الحروف اور مولوی ناصر حسین صاحب ناصر شاگرد مبلغ اعظم صاحب۔

اہلسنت مولوی صاحبان میں سے مولوی عبدالستار تونسوی۔ پروفیسر خالد محمود صاحب مولوی احمد شاہ اور مولوی منظور احمد چنیوٹی وغیرہم۔

یہ ظاہر و باہر ہے کہ باقتضاء الحق مع علی و علی مع الحق۔ حق ہمیشہ علی کے ساتھ ہے اور مخالف علی کے ساتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ رہی یہ بات کہ مولوی عبدالستار اور خالد محمود کے [illegible] اس طرح پہلو تہی [illegible] ہزار [illegible] اور فرار ہی کام آیا۔ آخر مولوی کرم دین صاحب نے شیعہ ہونے کا اعلان کر کے کمزوری اور فرار کی تصدیق کر دی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

انعقاد مناظرہ کی وجوہات

مولوی منظور احمد چنیوٹی کی اشتعال انگیز حرکات

[illegible] خان صاحب (سابق سنی) چونکہ اپنے علاقہ کی ایک معتبر شخصیت تھی

اور اپنے گاؤں [illegible] میں مولوی منظور احمد چنیوٹی کے [illegible] کا یا [illegible] جماعت [illegible] مولوی منظور احمد چنیوٹی کے [illegible] ختم [illegible] بتائی [illegible] کو مناظرہ کی [illegible] شاطرانہ چال [illegible] کر ڈالنے [illegible] مکر و فریب [illegible]

آغاز مناظرہ

ملاں خالد محمود کی چالاکیاں اور علمی کمزوریاں

چونکہ ضلع گوجرانوالہ میں [illegible] کا [illegible] ہو نہیں سکتا تھا [illegible] صفوں میں بیٹھے تھے۔ منجانب شیعہ (۱) مولانا محمد اسمٰعیل [illegible] (۲) مولانا سید غلام حسین [illegible] اہلسنت مولوی عبدالستار تونسوی مناظر [illegible] صدر مقرر ہوئے [illegible] مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ پہلے اصول و شرائط مناظرہ طے ہونے چاہئیں۔ لیکن مولوی خالد محمود صاحب جھٹ سے کھڑے ہو گئے [illegible] چنانچہ ایک کاغذ [illegible] منظور احمد صاحب چنیوٹی [illegible] ہے کہ اس کاغذ [illegible] آپ کی طرف سے تو مولوی منظور احمد [illegible] ہماری طرف سے [illegible]

[illegible]

ہے کرنا علماء کا کام ہے۔ اور پھر اس معاہدہ میں کئی ایک بنیادی اور فنی غلطیاں بھی ہیں۔
مثلاً اس میں موضوع لکھا ہے "ایمان بالقرآن" جس میں مدعی اہل سنت کو بنایا گیا ہے اور
سائل شیعہ کو۔ حالانکہ ایمان بالقرآن کا لفظ مثبت ہے نہ کہ منفی۔ اس میں سنی علماء کی جتنی
بھی گفتگو ہوگی وہ من حیث النفی ہوگی اور شیعہ کی من حیث الاثبات۔ اور مدعی ہمیشہ
وہ ہوتا ہے جو اثبات کی جہت سے کلام کرے ملاحظہ ہو موضوع نمبر ۲ سے موازنہ کیا جائے۔
اس کے بعد مبلغ اعظم نے کتاب رشیدیہ [illegible] پڑھا المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم
من حیث الاثبات الخ یعنی مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے
کے لئے کھڑا ہو۔ اس حیثیت میں کہ وہ اثبات کر رہا ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں الٹ ہے
اثبات ایمان بالقرآن کا تو ہم نے کرنا ہے اور نفی مولوی عبدالستار نے۔ اور نفی
کرنے والے کو سائل کہتے ہیں۔

چنانچہ رشیدیہ کے صفحہ ۱۶ سے یہ عبارت پڑھی کہ والسائل من نصب
نفسہ لنفیہ۔ یعنی سائل وہ ہے جو اس کی نفی کے لئے کھڑا ہو۔ اسلئے ضابطہ کی
رو سے ہم مدعی ہیں اور مولوی عبدالستار سائل۔ لیکن عبدالستار، خالد محمود اور احمد شاہ
جیسے علم کے دعویدار اس دیدہ دانستہ غلطی کو بھی تسلیم کرنے سے گریز کرکے اہل حق
کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے۔

اس کے جواب میں مولوی خالد محمود نے احمد شاہ چوکیروی کی مدد سے ان الفاظ
میں اظہار بے علمی کیا کہ نفی کرنے والا بھی مدعی ہو سکتا ہے اور رشیدیہ سے یہ عبارت
پڑھی: ان المدعی من تصدی نفسہ لاداۃ مطابقۃ النسبۃ الخبریۃ
للواقع الخ۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا، حضرات! ذرا اپنے مناظر کی
علمیت ملاحظہ فرمایئے کہ رشیدیہ کی معمولی عبارت کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ
اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مدعی کی وہ تعریف ہے جو ملا عصام نے اپنے رسالہ عضدیہ کی
شرح میں کی ہے، اور یہ ناقص ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ جیسا کہ مخفی نہیں یہ تعریف
محل نظر ہے۔ لیکن یہ سنی علماء صحیح کو چھوڑ کر عمداً غلط پیش کر رہے ہیں۔ اور دوسرا
نسبت خبریہ میں دو احتمال ہوتے ہیں۔ نفی اور اثبات۔ اور رشیدیہ کا اصل متن کہتا

ہے کہ مدعی وہ ہے جو من حیث الاثبات کلام کرے۔

اس کے بعد مولوی خالد محمود صاحب فن مناظرہ کے ضابطہ کے تحت کوئی علمی
جواب تو نہ دے سکے البتہ ایک نئی اٹکل آنکالی کہ لا الٰہ الا اللہ بھی تو ایک دعویٰ ہے
جس کے مسلمان مدعی ہیں۔ حالانکہ اس سے بھی نفی الٰہ مقصود نہیں ہے۔

مبلغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ مشرکوں کے دعاوی کی
رد ہے۔ الغرض مدعی کی تعریف میں بھی علماء اہل سنت کوئی علمی جواب نہ دے سکے اور شور
مچانا شروع کر دیا کہ نہیں نہیں ہم تو اسی پر مناظرہ کریں گے جو کاغذ پر لکھا جا چکا ہے ورنہ
ہم جاتے ہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اس طرح فرار کے بہانے تو نہ بنایئے کیونکہ میرا
سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ آپ لوگ صحیح طور پر اصول و شرائط طے کرکے شیعہ سے مناظرہ
نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ قرآن اور اہل بیت کا مذہب ہے اس پر اعتراض کرنا
کار دارد۔

اس کے بعد کافی اصرار کیا گیا مگر علماء اہل سنت صحیح شرائط طے کرنے پر تیار نہ ہوئے
کیونکہ ان کو اپنی کمزوریاں نظر آ رہی تھیں۔ جب سنی علماء راہ فرار اختیار کرنے لگے ہی تھے کہ
مبلغ اعظم مدظلہ نے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے بہانگ دہل اعلان کیا کہ اگرچہ یہ نہ تو
کوئی شرائط نامہ ہے اور نہ ہی ہماری طرف سے طے کرنے والا کوئی عالم تھا۔ لیکن ان بزرگوں
کے فرار کو روکنے کے لئے میں اس فریب نامہ کے مطابق مناظرہ کرنے کے لئے
تیار ہوں لیکن ہماری ایک بات مان لی جائے کہ فریقین کو تحقیقی جوابات دینے
کے ساتھ ساتھ الزامی جوابات دینے کا بھی حق حاصل ہوگا جسے فریقین
نے قبول کر لیا۔ [illegible]
ساتھ ہی مناظرہ شروع کیا۔

(۱) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (قرآن مجید) [illegible] نے
قرآن کو نازل کیا ہے وہی اس کا حفاظت کنندہ ہے۔
(۲) اصول کافی میں ہے کہ جبرئیل جو قرآن لایا تھا اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔
۳۔ دیباچہ ترجمہ مقبول میں ہے کہ [illegible]
احزاب سورۂ بقرہ سے زیادہ تھی۔ لہٰذا اگر مولوی محمد اسماعیل جواب دیتا [illegible]

مرتضیٰ، طوسی، شیخ صدوق وغیرہ علماء کا کام ثبوت میں پیش نہ کریں۔ صرف اقوال معصومین ہی سے ثبوت دے سکتے ہیں جیسا کہ میں نے اقوال معصومین سے ثبوت دیا ہے۔

۴۔ علامہ کلینی تحریف کا قائل تھا۔ پھر یہ ثبوت تقریر شروع کر دی کہ موجودہ قرآن صحابہ نے دیا ہے اور شیعہ صحابہ کرام کو مانتے نہیں حضرت علی نے صدیق اکبر کی بیعت کر لی۔

نوٹ: اس پر مبلغ اعظم نے ٹوکا کہ مولوی صاحب! مناظرہ کا موضوع ایمان بالقرآن ہے نہ کہ خلافت ثلاثہ۔ اگر آپ بیعت وغیرہ پر نازاں ہوں تو خلافت ثلاثہ کا موضوع رکھ لو تمہیں خود ہی آپ کے دلائل کا پتہ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ مولوی خالد محمود نے عبد الستار کو "یہ بات خلاف موضوع ہے" کہہ کر روک دیا تاکہ خلافت کے بارے میں سنیت کی رسوائی نہ ہو۔

اس کے بعد مبلغ اعظم جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الْآيَة کو عنوان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پھر فرمایا کہ مولوی عبد الستار صاحب کا پیش کردہ ثبوت اور استدلال دونوں غلط ہیں کیونکہ موضوع کا عنوان ہے ایمان بالقرآن چنانچہ ضابطہ کے مطابق عبد الستار صاحب کو پہلے ایمان کی تعریف اور پھر قرآن کی تعریف کرنا چاہئے تھی۔ اور پھر ثابت کرنا چاہئے تھا کہ ایمان کن چیزوں سے ثابت ہوتا ہے اور کن چیزوں سے کفر لازم آتا ہے اور پھر یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ جو روایات اصول کافی وغیرہ میں سے پیش کیں وہ اس معیار پر پورا اترتی ہیں یا نہیں۔ [illegible]

بعدہٗ مبلغ اعظم نے ایمان کی یہ تعریف فرمائی کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ قطعیات اور یقینیات سے حاصل ہوتا ہے اور قطعیات کیلئے آیت محکم اور خبر متواتر کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے قرآن مجید کی یہ تعریف کتب فریقین سے پڑھی۔

۱۔ اَلْقُرْاٰنُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُوْلِ الْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ (نور الانوار صفحہ وغیرہ) کہ قرآن وہ ہے جو رسول خدا پر نازل کیا گیا ہے اور دنیا بھر کے مکتوب قرآنوں میں لکھا ہوا ہے نقل متواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے۔ یہ تعریف شیعہ کی کتاب [illegible]

[illegible] سے یہ عبارت پڑھی کہ اَلْقُرْاٰنُ مُتَوَاتِرٌ فَمَا

[illegible]

نَقْتَدِيْ بِكَ مَا هُوَ كَذٰلِكَ فَالْقِرَاءَةُ تَقْتَضِيْ يَحْتَوِيْ ......

یعنی قرآن مجید متواتر ہے اور جو خبریں اخبار احاد سے نقل کی گئی ہیں وہ قرآن نہیں ہیں۔ مرکز فکر یہ قرآن منقول متواتر ہے کیونکہ اس کی نقل کے اسباب کثیر تھے اور جو الیسا ہو اس میں عادت کا اس طرف کے تواتر کا تقاضا کرتی ہے اور متواتر بھی طبقاتی ہے [illegible]

۳۔ پھر مبلغ اعظم نے تواتر کی اقسام پر تفسیر فتح الملہم جلد ۱ صفحہ سے یوں پیش کیں کہ تواتر چار قسم پر منقسم ہے [illegible]

اوّل۔ تواتر اسناد۔ دوم۔ تواتر طبقہ۔ سوم۔ تواتر عمل۔ چہارم۔ تواتر معنوی۔ یہ تواتر کی سب سے گھٹیا قسم ہے لیکن مولوی عبد الستار صاحب نے جو روایات پیش کی ہیں وہ ضعیف، موضوع اور غیر متواتر ہیں۔ اگر ان روایات سے کسی کو صحیح مان بھی لیا جائے تو خبر واحد سے آگے نہیں بڑھتیں جن سے زیادہ سے زیادہ تواتر معنوی ثابت ہوگا اور قرآن مجید تواتر طبقاتی سے ثابت ہے جو اہل علم حضرات کے سامنے ہے لیکن جب تواتر معنوی بھی تواتر طبقاتی کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تو اخبار احاد کی کیا حقیقت ہے جن کو مولوی عبد الستار نقل فرما رہے ہیں حتیٰ کہ اپنے ہی دشمن جہلا کو گمراہ کئے ہوئے ہیں۔ [illegible]

مبلغ اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بحث موجودہ قرآن مجید میں ہے کہ کس کا اس پر ایمان ہے اور کس کا نہیں۔ مولوی عبد الستار کا قرآن مجید کے متعلق ائمہ معصومین علیہم السلام کی تصدیق کا مطالبہ ہے سو میں ائمہ معصومینؑ کے فرامین قرآن موجودہ کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ [illegible]

تصدیق قرآن اور ائمہ معصومین

اوّلاً۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ وَاِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْاٰنَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا هُوَ

[illegible]

خَصْمٌ مَسْتُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ الخ۔ یعنی ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مستور ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تصدیق بھی ہے اور موجودہ قرآن کی تعریف بھی ہے اور تحدید بھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا یہ کلام حکمین کے بارے میں ہے اور حکمین کا معاملہ علیؑ اور معاویہ کے درمیان تھا اور اس میں لفظ ہذا اسم اشارہ بھی موجود ہے جو مخصوص مبصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے وہی قرآن مراد ہو سکتا ہے جو حکمین کے درمیان موجود اور مسلم ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ فرمان قرآن موجودہ کے متعلق ہے جو بین الدفتین ہے۔

ثانیاً:۔ اس کے بعد احتجاج طبرسی ص۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان پیش کیا۔ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْکَرِیُّ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ قَاطِبَةً لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ لَا رَیْبَ فِیْهِ عِنْدَ جَمِیْعِ فِرَقِهَا فَهُمْ فِیْ حَالَةِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَیْهِ مُصِیْبُوْنَ وَعَلٰی تَصْدِیْقِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مُهْتَدُوْنَ۔ یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام اُمت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے۔ اور اُمت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بیشک مصیب اور درست ہیں اور مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

اس پر مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ لیجئے مولوی صاحبان! میں نے اس موجودہ قرآن مجید کی جو تمام اُمت کے پاس ہے۔ اپنے آئمہ معصومین سے تصدیق بھی پیش کر دی ہے کہ یہی قرآن واجب العمل والاعتقاد ہے جو تمام اُمت کیلئے ہے کیونکہ اس روایت میں عند جمیع فرقہا کا لفظ موجود ہے جو موجودہ قرآن پر دال ہے۔

تکذیب روایات تونسوی از آئمہ معصومینؑ

اس کے بعد مبلغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ جو روایات مولوی عبدالستار صاحب

نے پیش کی ہیں ان کا جواب ہمارے آئمہ معصومین نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

جواب روایات از آئمہ معصومینؑ

اوّلاً:۔ اصول کافی ص۴۳ سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا یہ قول پڑھا۔ فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ اِذَا کَانَتِ الرِّوَایَاتُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْاٰنِ کَذَّبْتُهَا۔ یعنی حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں تو میں ان کی تکذیب کرتا ہوں اور ان کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

ثانیاً:۔ اصول کافی ص۸ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ فرمان پڑھا۔ أطلقة العالم علیه السلام اعرضها علی کتاب الله فما وافقه فخذوه وما خالف کتاب الله فردوه۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے رد کر دو۔

ثالثاً:۔ اصول کافی ص۳۹ سے حضرت امام جعفر الصادقؑ سے یہ روایت پڑھی۔ عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال رسول الله ان علی کل حق حقیقة وعلی کل صواب نورا فما وافق کتاب الله فخذوه وما خالف کتاب الله فدعوه۔ یعنی حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر درستی پر ایک نور ہوتا ہے۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اسے چھوڑ دو۔

رابعاً:۔ مبلغ اعظم نے کتاب احتجاج طبرسی ص۲۳۴ سے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا شَهِدَ الْکِتَابُ بِتَصْدِیْقِ خَبَرٍ وَتَحْقِیْقِهٖ فَاَنْکَرَتْ طَائِفَةٌ مِنَ الْاُمَّةِ وَعَارَضَتْهُ بِحَدِیْثٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ الْمُزَوَّرَةِ فَصَارَتْ بِاِنْکَارِهَا وَدَفْعِهَا الْکِتَابَ کُفَّارًا ضُلَّالًا وَاَصَحُّ خَبَرٍ مَا عُرِفَ تَحْقِیْقُهٗ مِنَ الْکِتَابِ۔

ترجمہ :- یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کتاب اللہ کسی حدیث کی تصدیق اور تحقیق کرتے اور اُمت کا کوئی گروہ پھر بھی اس کا انکار کرے اور جھوٹی حدیثوں سے اس کا مقابلہ کرے تو کتاب اللہ کو چھوڑنے اور حدیث کا انکار کرنے سے کافر اور گمراہ ہو جائے گا اور سب سے صحیح حدیث وہی ہوتی ہے جس کی تصدیق کتاب اللہ سے پہچانی جائے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے اپنی مختصر تقریر میں آئمہ طاہرینؑ کے کلام سے قرآن مجید کی تصدیق اور مولوی عبدالستار کی پیش کردہ ضعیف اور مجہول روایات کی تکذیب بھی پیش کر دی ہے۔ اب ایسی پختہ اور ناقابلِ تردید آئمہ معصومینؑ کی تصدیقات اور تصریحات کے بعد عبدالستار کے پیش کردہ رطب و یابس کی کیا حقیقت رہ گئی ہے۔ مگر یہ تمام ہدایت تو اہلِ ایمان اور سلیم القلب حضرات کے لئے ہی ہو سکتی ہے۔ ختم اللہ علی قلوبہم کے مصداق تو ضد اور تعصبیت کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ اور یہی جواب ایسی روایات کا اہلِ سنت کے محققین علماء تسلیم کر چکے ہیں۔ شرح مواقف ۲۲۴

الجواب :- ان ما نقل منه بحاد المردود۔ ص۲۲۴ پر ہے :- ان الاحاد لا تعارض القاطعة یریدان اختلاف الصحابة فی بعض سورة القرآن مروی بالاحاد المفیدة للظن و مجموع القرآن منقول بالتواتر المفید للیقین الذی یضمحل الظن فی مقابلة فتلك الاحاد مما لا یلتفت الیه۔

ایسی روایات کا جواب یہ ہے کہ جو بطور احاد نقل ہوا وہ مردود ہے۔ کیونکہ اخبار احاد قطعیات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو قرآن کی بعض صورتوں میں اختلاف کیا وہ بطور اخبار احاد مروی ہے جو صرف مفید ظن ہوتے ہیں اور قرآن مجید منقول بالتواتر ہے۔

مولوی عبدالستار اور خالد محمود کی تو کیا حقیقت پوری تعلیمی دنیا کے مُلاں مل کر بھی قیامت تک میری پیش کردہ روایات اور استدلال کا جواب نہیں دے سکتے۔

پڑھی تو اقرا القرآن فی جملتہ فجنب الخلائق ... فذلك فیہ ولا شبھة تعصبیہ الخ یعنی قرآن مجید جو آج تک ہمارے پاس موجود ہے اس کا تواتر الیہ ثابت ہے اور اس پر عمل واجب ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں اور نہ کوئی شبہ داخل ہو سکتا ہے۔

اب میں مولوی عبدالستار اور اس کے حواریوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ بخاری کی کتاب سے یہ ثابت کریں کہ شیعہ کو موجودہ قرآن شریف کی کسی آیت یا سورت میں شک ہے اور وہ کسی آیت یا سورہ کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تو مولوی عبدالستار منہ مانگا انعام حاصل کریں اور ہم اپنی شکست تسلیم کر لیں گے۔

اہلسنت کے موجودہ قرآن پر ایمان کی حقیقت

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ لیجئے حضرات اب میں اہل سنت حضرات کی کتب سے ثابت کرتا ہوں کہ یہ لوگ موجودہ قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کو کامل اور مکمل نہیں سمجھتے۔ فرمایئے اس قرآن پر ان کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے جبکہ ان کو شبہات ہیں۔ مبلغ اعظم نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں مندرجہ ذیل کتب سے حوالہ جات پیش فرمائے :-

اوّل :- نور الانوار ص۹ مطبوعہ مجتبائی۔ فلا یجد شبھتہ ... التسمیة ... شبھة ... تلاوتھا للجنب والحائض والنفساء وعدم ... جاء ... الشبھتہ الخ

بلاشبہ کہ تعریف قرآن میں جو قول قرآن ہے یہ احتراز ہے بسم اللہ سے کیونکہ اس میں شبہ ہے۔ اسی لئے اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا اور اس پر نماز میں اکتفا جائز نہیں اور اس کی تلاوت جنب حائض اور نفساء پر حرام نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ بسم اللہ قرآن کی جزء ہے مطلقاً اس کے منکر کو کافر اس لئے نہیں کہا جاتا کہ بادجود صحیح ہونے کے اس میں شبہ ہے۔

شبہ پھر بھی موجود ہے

لیجئے حضرات! ایمان بالقرآن کے دعویداروں کو بسم اللہ میں ہی شبہات شروع ہو گئے۔ اب اختتام قرآن کے متعلق بھی سن لیجئے۔ کہ قرآن کی آخری سورتیں معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورۂ والناس ہے اور دونوں کے متعلق سُنّی مذہب کے فتاوٰی قاضی خاں صفحہ ۹۹ پر یہ فتاوٰی موجود ہے۔

۲۔ من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ یکون کافراً۔

کہ جس شخص نے یہ زعم کیا۔ کہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۂ فلق اور سورۂ والناس قرآن نہیں ہیں۔ امام محمد شاگرد رشید امام ابو حنیفہ نے کتاب نوازل میں ذکر کیا ہے کہ وہ کافر ہے۔

پس سنی کتب سے یہ دونوں روائتیں پیش کرنے کی دیر تھی کہ خالد محمود اور عبدالستار نے قبر سُنیت کو تزلزل سے بچانے کے لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اگر کچھ دیر مناظرہ اور جاری رہا تو لوگوں پر سنیوں کے ایمان بالقرآن کی حقیقت پورے طور پر کھل جائے گی۔ بخاری مسلم سے قرآن جلانے کے قصّے، سنن ابن ماجہ سے بکریوں کو چرانے کے واقعات النخری سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی داستانیں مروج الذہب سے قرآن کو نیزوں کا نشانہ بنانے کی کہانیاں اور فتاوٰی قاضی خاں سے قرآن مجید کو خون اور پیشاب سے لکھنے کے جواز کے فتوے سامنے آجائیں گے۔ اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی خود نوشت داستان بے تصدیق اور خانہ ساز رشیدیہ کے مجموعہ کا بھانڈہ بھی پھوٹ جائے گا اچالاکی سے کام لیتے ہوئے ضد لگا کر بیٹھ گئے کہ اگر الزامی جواب دو گے تو ہم مناظرہ نہیں کریں گے۔

ملاں خالد محمود کی تقریریں اور انکے جوابات

ملاں خالد محمود نے اس پر بہت شور مچایا۔ کہ یہ دوسرا موضوع ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ دوسرا موضوع تو اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب مسئلہ بھی دوسرا اور الگ ہو۔ اگر مسئلہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایمان بالقرآن۔ تو اختلاف موضوع کیسا آپ کو شیعوں پر اعتراض کرنے کا تب حق ہے جب کہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔

یعنی ملاں خالد کے لئے یہ مصیبت بن گئی۔ کہ اگر حقائق کو تسلیم کرے تو مذہب ختم ہوتا ہے۔ بس ضد اور ہٹ دھرمی کی پناہ میں ہی خیریت بھی۔ حالانکہ جہاں و دنیا بھر کے مناظرین مذاہب ہمیشہ سے تحقیقی الزام دیتے آئے ہیں۔ الزام سنتے بھی آئے ہیں۔

ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کے مناظرین میں سے کوئی بھی منصف مزاج مناظر یہ کہہ دے کہ شیعہ مناظر کا مطالبہ خلاف اصول مناظرہ تھا۔ تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں لیکن سنی ملاؤں کی ہٹ دھرمی۔ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی اور ملاں حضور بخش کی چالاکی۔ تلہ گنگ سٹیشن والے خاں صاحب کی سادگی سے فائدہ اٹھانے کی ناجائز کوشش ثابت ہو جائے۔ تو خالد محمود اور عبدالستار تونسوی کو دوبارہ مناظرہ منظور کر کے اپنی پوزیشن صاف کر لینی چاہیئے۔ یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی جہالت کا اعتراف کر کے صف مناظرین سے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے کیونکہ حق الحقیقت مسلّمہ اصول مناظرہ سے ان کا فرار اور ان کی شکست مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے الزام کی تعریف میں بہت بری طرح شکست کھائی اور الزام کی تعریف بسیار تلاش کے باوجود بھی پیش نہ کر سکا۔

مبلغ اعظم نے رشیدیہ صفحہ ۱۲ سے الزام خصم دکھایا اور تسمیۃ الالزام الخصم الزاماً پڑھ کر پوچھا کہ حضور! یہاں لفظ الزام سے کیا مراد ہے؟ کیا الزام بمعنی اعتراض نہیں ہے اگر ایسا ہی ہے تو قوانین ضابطہ مناظرہ سے پہلو تہی کر کے ہٹ دھرمی سے ہنوز زور لگانے سے فرار کیسا! اور اگر فرار ہی مقصود ہے تو کھلے بندوں بھاگ جاؤ۔

ملاں خالد محمود کی دھاندلی کے جواب میں شیعہ کے صدر مناظرہ مولانا محمد حنیف صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا نے سُنّی صدر مناظرہ خالد محمود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے نزدیک بے ضابطگی کا نام مناظرہ ہے۔ تو مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کیا ہے؟ آخر موعظۃ الحسنۃ کے آپ عالم دین ہیں۔ آپ کو علم اصول اور ضوابط اخلاق کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے لیکن یہاں تو ہم نے عجیب ہی منظر دیکھا۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس کے بعد موصوف نے قرآن وحدیث سے اخلاقیات کے موضوع پر انتہائی مختصر اور جامع اصلاحی تقریر کی جس کا عامۃ الناس پر بہت اثر ہوا۔ اور سب مسان گئے۔ کہ سُنی صدر مناظرہ سے شیعہ صدر مناظرہ علم واخلاق۔ شرافت اور تہذیب میں بلند پایہ۔ اور سنی صدر سوائے دھاندلی کے کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ مُلاں خالد محمود کو بھی مولانا کے علم وفضل اور شرافت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کے بعد مُلاں خالد محمود نے پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ حضرات یہ الزامی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسرا موضوع ہے۔ جب اس پر گفتگو ہوگی۔ تو ہم کتابوں کے طبقات اور مراتب کی تفتیش کریں گے۔ اور پھر اس پر گفتگو کرنے کا حق دیں گے۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ پر الزام اور اعتراض دیتے وقت کیا آپ نے کتابوں کی تفتیش اور مراتب وطبقات کی تحدید کرلی تھی۔ اور آپ کے فریب نامہ میں کوئی شرط کتب کے مراتب طے کرنے کی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ یہ شور کیوں مچا رہے ہیں۔ تاکہ یہ نہ پتہ چل جائے۔ کہ تمہاری اوّل درجہ کی کتابوں میں قرآن جلانے کے قصّے صحیح بخاری ص۴۸۲ موجود ہیں اور طبقہ اوّل کی کتاب ابن ماجہ ص۱۴۱ میں بکری کے قرآن کھا جانے کے قصّے موجود ہیں اور مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری کتاب اتقان ص۷۵ میں حضرت عمر کی زبانی قرآن مجید منزل کا دس لاکھ حرف لکھا ہے۔ اسی لئے اپنی کتابوں کی شکل دیکھ کر چلاتے ہو اگر تمہاری کتابیں ان الزامات سے پاک ہیں۔ تو صرف دس منٹ تو پورے کرو۔

بس پھر کیا تھا خالد محمود تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اور سب لوگ حیران تھے کہ جب شیعہ مولوی اپنی کتابوں کی صفائی دیتا ہے تو یہ کیوں اعتراض اور الزام نہیں سنتے کہ برابر کی چوٹ ہو جائے۔

کہیں مُلاں خالد محمود کا اونٹ کس کل سیدھا بیٹھتا ہے یا الٹا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ سُنی مناظر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کرنا چاہتے ہیں تو اہل دانش ان کی بے ضابطگی کو بھانپ گئے۔ سُنی عوام بے چارہ اگرچہ اپنے مذہب کی رسوائی کی وجہ سے کلمہ حق کہہ تو نہیں سکتے تھے لیکن بددل ضرور ہو گئے سُنی مُلاؤں کا چور دروازہ سے فرار دیکھ کر ایک سُنی مولوی مسمی کرم الدین ولد میاں علاول سکنہ جسو کے ڈاکخانہ برالہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور جو محض تحقیق حق کے لئے ہزار مشقت ۸۰ میل سفر طے کر کے پہنچا تھا۔ نے عین میدان مناظرہ میں ہی شیعہ

ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کا اعلان ہوتے ہی شیعوں میں جو شکست خاموشی اور مظلومیت سے طاری تھی مناظرہ پہنچنے والا کوئی دور ہوا۔ شیعوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور نعرہ ہائے حیدری بلند ہوئے۔ مولوی کرم دین صاحب کی زیارت کی۔ مصافحے کرنے لگے گلے مل مل کر مبارکبادیاں دیں۔ اور استقامت حال کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب کا مبلغ اعظم مدظلہ اور مولانا سید خادم حسین بخاری راقم الحروف (تاج الدین حیدر علی عنہ) کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا گیا اور یہ سب منظر مولوی خالد محمود۔ عبدالستار تونسوی اور احمد شاہ چوکیروی وغیرہ نے خود آنکھوں سے دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ (پ۲۴)

مناظرہ گھنگ شریف ضلع لاہور میں مذہب شیعہ کی فتح مبین

اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھوں بریلوی مُلاؤں عنایت اللہ سانگلوی، عبدالرشید جھنگوی، عبدالتواب اچھروی کی شکست اور توہین

حضرات! ایک مدت سے شیعہ سُنی اختلاف کی تحقیق میں تھا۔ گھنگ شریف متصل کاہنہ ضلع لاہور میں ۱۵؍ اپریل ۱۹۶۵ء کو مناظرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ شیعہ علماء کا علم واستدلال صحیح بیان اصول مناظرہ کی پابندی اور سُنی بریلوی مولویوں کی دھاندلی اپنے اصول اور خلفائے اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں کمزوریاں، غلطیاں اور بے انصافیاں دیکھ کر شیعہ ہو گیا ہوں۔ میرے حق میں دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ میرے ساتھ اس علاقہ کے اور بھی بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ہیں جن کی فہرست عنقریب شائع ہوگی اور کچھ پہلے بھی شیعہ ہو چکے

اُن کو مانا ہی نہیں بلکہ مخالفت کی۔ چنانچہ دیکھو مخالف عنا علی باب رحم الحبلی صفحہ ۱۰۲ ج ۲
اور اس کا ترجمہ الفاروق صفحہ ۱۰۱ ج ۱۔ سے صاف دکھلا دیا کہ حضرت علیؓ نے ابوبکر
کی مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے بھی مخالفت کی۔ اسی سنت پر شیعہ ابھی تک قائم ہیں۔
جن کو حضرت علیؓ نے مانا ان کو مانتے ہیں جن کو نہیں مانا ان کو نہیں مانتے۔ فغضبت
فاطمة بنت رسول فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت
بخاری شریف صفحہ ۴۳۵ ج ۱۔ مطبوعہ اصح المطابع کراچی فاطمہؓ ابوبکرؓ پر غضبناک
ہوئیں اور تا وفات غضبناک رہیں اور فوت ہو گئیں۔ اب فرمائیے جن پر خاتون جنت
ناراض ہوں اُن پر شیعہ کیسے راضی ہو جائیں۔ اس کا جواب نہ دے سکے۔ ائمہ اثنا
عشر حضرت علیؓ سے لیکر مہدی ہادیؑ تک کی امامت خلافت کے دلائل جو شیعہ مناظر
نے پڑھے لایزال ھذا الدین عزیزاً منیعاً الی اثنا عشر خلیفۃ۔
بخاری شریف صفحہ ۱۰۷۲ ج ۲۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۱۹ ج ۲۔ ترمذی شریف صفحہ ۲۹۹، اس کا
جواب ان کو آیا ہی نہیں۔ ہم اس وقت شیعہ نہ ہوتے تو اور کیا کرتے کیونکہ شیعہ
کے جنتی ہونے کی سند خود کتب اہل سنت میں موجود ہے "یا علی انت و
شیعتک فی الجنۃ" تفسیر فتح القدیر صفحہ ۴۶۲ ج ۵۔ تفسیر فتح البیان
صفحہ ۳۲۳ ج ۱۔ تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۴۶ ج ۲۔ تفسیر در منثور صفحہ ۳۷۹ ج ۶

عبدالتواب اچھروی نے ازراہ جہالت
یہ آیات پڑھیں

جو شداد وغیرہ کی خلافت پر دال ہیں یہ ہے اصحاب ثلاثہ پر ان بریلوی مناظروں کا
احسان معاذ اللہ۔ کاش کوئی اہلحدیث یا دیوبندی مناظر ہوتا تو بے علمی کی باتیں
نہ کرتا کیونکہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں
اور یہ میلاد خوانیوں اور عرسوں میں مشغول رہتے ہیں علم نہیں رکھتے مناظرہ کیا کریں۔

پہلی آیت:۔ سورۂ اعراف پ ۸ آیت ۶۹ ترجمہ مقبول صفحہ ۳۱۵ سے
پیش کی وہ یہ ہے۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح و
زادکم فی الخلق بصطۃ۔

اشتہار میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ سب ان کی مذہبی کمزوری اور شور شرابا دیکھ کر شیعہ
ہو گئے ہیں۔ دیکھو لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور یہ اپنی فتح کے اشتہار چھاپ رہے ہیں۔
شرم کہاں ہے، حیا کس مقام میں رہتا ہے۔ اگر بریلویت انہی تین چار مُلّاؤں کے سہارے
زندہ ہے تو اللہ مالک ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

حضرات ناظرین! حقیقت الامر یہ ہے کہ بریلوی مولوی یہ مناظرہ اصول و
قواعد کی پابندی سے کر ہی نہیں سکے ہر طرح ہار گئے ہیں۔ اصول مناظرہ کی پابندی نہ
کرنے میں اصحاب ثلاثہ کے خلافت راشدہ کا ثبوت نہ دینے میں اور خلافت بلافصل
کے حوالوں پر خاموشی کرنے میں ہار گئے ہیں۔

اوّل:۔ انہوں نے شیعہ بانی مناظرہ سے دھوکہ کیا چنانچہ وہ غریب انتظام نہ کر
سکا۔ مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ نے ان کو اس مکر کی یہ سزا دی
کہ شیعوں کی طرف سے خود انتظام کرا دیا، عالم آ گئے لاؤڈ سپیکر لگ گیا۔ شیعہ کے
مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب تو تقریر پر پہنچ گئے۔

دوئم:۔ انہوں نے دھاندلی اور شور سے لوگوں کو مناظرہ سننے نہ دیا فاستمعوا
لہ وانصتوا کے خلاف چلتے رہے یعنی شور کر کے مناظرہ سے بچنا چاہتے تھے
حالانکہ حکم قرآن یہ ہے کہ خاموشی سے قرآن سنو اور سناؤ کیونکہ شیر پاکستان سے
اصول مناظرہ کی ان کو طاقت کہاں؟ نرغے میں آ گئے تھے چیختے چلاتے رہے۔

سوم:۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ اور حکومت جابرہ میں فرق ہی نہ کر سکے
چنانچہ ملوکیت جابرہ کے ایسے آیات پڑھنے لگے جن سے نمرود، شداد، فرعون
یزید، مروان، ولید وغیرہ سب کی خلافتیں ثابت ہوتی ہیں دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۱۲۵
اگر اسی ملوکیت کا نام خلافت راشدہ ہے تو شیعہ کو اس سے انکار نہیں۔

مبلغ اعظم نے جو خلافت اصحاب ثلاثہ کی نفی کے دلائل پڑھے کہ خدا اور
رسولؐ نے ان کو خلیفہ راشد بنایا ہی نہیں۔ بقول عمر
لم یستخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۱۰۷۲
صحیح مسلم صفحہ ۱۲۰ ج ۲۔ ترمذی شریف صفحہ ۳۴ اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام نے

ترجمہ:- اور تم یاد کرو جبکہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین کا اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا۔ یہ آیت شداد کی خلافت کے متعلق ہے دیکھو تفسیر جلالین صـ۱۳۵، تفسیر بیضاوی صـ۱۶۶، تفسیر ابی سعود علی حاشیہ کبیر صـ۲۰۷ فان شداد بن عاد ممن ملك معمورۃ الارض کہ یہ آیت شداد کے متعلق ہے جو زمین کا خلیفہ بنا بیٹھا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے ثبوت خلافت راشدہ کا جو بریلوی مناظر نے گھمنگ شریف میں پیش کیا۔ آیت شداد کی خلافت کی۔ سبحان اللہ ایسی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور رسولؐ خلافت راشدۃ الٰہیہ کا ثبوت مانگتے تھے جو یہ پیش نہ کر سکے اور اب اشتہارات سے خفت مٹا رہے ہیں حالانکہ وہاں علم و اخلاق کا دیوالیہ نکال بیٹھے۔

دوسری آیت:- پ۸ سورۂ اعراف ترجمہ مقبول صـ۳۱۶ آیت ۷۴

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد و بوّاکم فی الارض۔

ترجمہ:- اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے یعنی عاد کے بعد شداد خلیفہ ہوا۔ تفسیر جلالین صـ۱۳۵، تفسیر بیضاوی صـ۱۶۶، تفسیر ابو سعود بر حاشیہ کبیر صـ۲۰۶ ج ۴

سبحان اللہ یہ آیت بھی شداد کی ہے اور ثبوت خلافت راشدہ کا دیا جا رہا ہے یہ ہے محمد عمر اور اس کے لڑکے کا علم جن کو حکومت شداد اور نمرود، فرعون اور خلافت راشدہ کا فرق بھی معلوم نہیں۔ نامعلوم بریلویوں کے پاس کوئی پڑھا لکھا مناظر کیوں نہیں ہوتا۔ یہ آیات پیش کر کے تمام پاکستان میں اہل سنت کو بدنام کر دیا گیا ہے۔ اہل حدیث دیوبندی اور دیگر پڑھے لکھے علماء ان کے اسی مناظرہ کو صحابۂ کرام کی توہین سمجھ رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی گرامی ہستیوں پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں۔

تیسری آیت:- ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعدھم

لننظر کیف تعملون پ۱۱ سورہ یونس آیت، ترجمہ مقبول صـ۴۱۶

پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تھا تاکہ ہم دیکھیں

دیکھو۔ تفسیر جلالین صـ۱۴۱، تفسیر خازن صـ۱۴۱ ج ۲، تفسیر معالم التنزیل صـ۱۴۱ ج ۲ علی حاشیہ خازن۔ ثم جعلناکم یا اھل مکۃ خلائف جمع خلیفہ۔ سبحان اللہ یہ آیت اہل کفار کے متعلق ہے جنہوں نے رسالتمآبؐ کو پتھر مار کے ہجرت کرا دی۔ دیکھو تفسیر کبیر صـ۵۵۳ ج ۴، بیضاوی صـ۲۰۹ اور محمد عمر اچھروی اور اس کے بیٹے اس کو اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ پر فٹ کر رہے ہیں۔ کیا ان کو بھی ایسا خلیفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہے تو ان کی ایسی خلافت سے شیعہ کو انکار نہیں وہ تو خلافت راشدہ کا ثبوت مانگتے ہیں۔ بقول خدا اور رسولؐ مثل حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی تصدیق مانگتے ہیں ورنہ ملک عضوض تو شیعہ کو انکار نہیں۔

چوتھی آیت:- جو پیش کی جس پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور اشتہار میں بھی نقل کی ہے وہ یہ ہے:-

وھو الذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتاکم ان ربک سریع العقاب و انہ لغفور رحیم پ۸ سورۂ انعام آیت ۱۶۵ صـ۲۹۷ ترجمہ مقبول۔

ترجمہ:- اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین کا متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بیشک تمہارا پروردگار عذاب دینے والا اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت بھی کفار مکہ کے متعلق ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر صـ۱۷۷ ج ۴ یا پھر یزید وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضورؐ اس آیت سے اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کہاں تک ثابت ہوتی ہے اور اس آیت سے وہ نبی کریمؐ کے منصوص خلیفے کہاں بنتے ہیں۔ موعود من اللہ کہاں ثابت ہوتے ہیں آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کی قید کہاں ہے۔ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلافت نصی کب ہوتی ہے یہ تو بریلوی مولویوں کی جدت سمجھئے یا بدعت۔ کیونکہ خلاف سنت کہتا اور کرتا ان کی بیخ و بنیاد میں داخل ہے۔ ان کو عدم استخلاف کے خلیفے کی

کیا خبر صحابہ کرام کے اختلاف کی کیا خبر۔ اہل بیتؑ کے مذہب اور دعویٰ کی کیا خبر۔ داتا دربار میں چڑھاوے آتے ہیں، کھاتے ہیں، موج اڑاتے ہیں۔ استدلال اور علم ان کی بلا سے ——

ایک ہزار روپے کا انعام

ان مناظرہ باز کے دھاندلی مچانے والوں نے اپنے اشتہار میں یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ مناظر اہل سنت نے یہ آیت پڑھی ھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات اور شیعہ کے مستند ترجمہ مقبول اور اس کے حاشیہ سے ثابت کیا کہ اس آیت کے مصداق خلفاء اربعہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی المرتضیٰ لکھے ہیں۔

لو ہمارا چیلنج ہے

کہ وہاں مناظرہ میں تو یہ دکھلا نہیں سکے۔ اب بھی اگر اس آیت کے حاشیہ مقبول میں یہ لکھا ہوا دکھلا دیں کہ اس کے مصداق یہ خلفاء اربعہ ہیں تو ہم ان بریلوی مولویوں کو **ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے** اور دوبارہ سنی ہو جائیں گے ورنہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** کس کی قسمت میں لکھا ہے خلافت راشدہ کے لئے اعمال صالح ایمان کامل کی شرط ہے۔ خلافت حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل ان کے استخلاف کے لئے نص ضروری ہے۔ جو خلافت پڑھ رہے ہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کی قوموں کی خلافت ہے۔ جیسے مولانا مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے خلائف الارض اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائم مقام نیک ہو یا بد۔ مگر بریلوی مولوی اس کو نبی کریم کی جانشینی اور خلافت ثابت کر رہے ہیں۔ ان کو ملوکیت اور خلافت راشدہ میں فرق معلوم ہی نہیں حالانکہ اس میں یزید، ولید سب ثابت کئے گئے۔ یہی تمام سنی تفسیروں میں لکھا ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۲۹ خلائف الارض جمع خلیفہ **ای یخلف بعضکم بعضاً فیہا و رفع بعضکم فوق بعض درجات بالمال والجاہ وغیر ذالک** کہ فوقیت درجات سے مراد مال و جاہ

کے مراتب ہیں نہ کہ علم و فضل کے درجات کی فوقیت اور یہی تفسیر مظہری ص۳۹۶ ج ۳، تفسیر خازن ص۱۸۱ ج ۲، معالم التنزیل ص۲۷۱ ج ۲، موضح القرآن ص۱۳۵، تفسیر ابی سعود ص۳۴۳ ج ۴، تفسیر کبیر ص۱۴۴ ج ۴، تفسیر بیضاوی ص۱۲۰ مصری اور یہی تفسیر کشاف ص۴۸۵ میں لکھا ہے دیکھو شیعہ کی تفسیر مجمع البیان ص۳۹۶ ج ۳ کہ بقول خواجہ حسن بصری اور سدی اور ایک جماعت اس خلافت سے مراد ہر زمانہ والوں کی خلافت لیتی ہے کہ ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس طرح امت محمدیہ بھی اگر اپنے سے پہلے زمانے کے لوگوں کی خلیفہ بنے، تو اس میں قیامت تک کی تمام امت داخل ہے۔ جس میں یزید پلید بنی مروان بنی عباس وغیرہ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۲، صواعق محرقہ ص۱۸ کے سب خلیفے داخل ہیں۔

اسی حساب سے شمر و یزید پلید مروان بنی مروان حجاج ظالم سب خلیفہ بن گئے۔ یہ موعود خلافت کہاں ہے آمنوا و عملوا الصالحات کی مصداق! اس میں مثل حضرت آدم علیہ السلام انی جاعل فی الارض خلیفہ مثل خلافت حضرت داؤد علیہ السلام انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اور مثل حضرت ہارون علیہ السلام اذ قال موسیٰ لاخیہ ہارون اخلفنی قولِ خدا یا قولِ رسولؐ کی نص کہاں ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو عام جابر بادشاہ ثابت کرنا ہے تو [illegible]

چشم ما روشن دل ما شاد

مگر پھر خلافت راشدہ نہ کہنا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی حدیث نہ پڑھنا۔ آپ کے خلیفے قابیل اور شداد سے لے کر فرعون، ہامان، مروان اور یزید پلید ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو عند الامتحان فیل ہو گئے اور جیسے پہلے بادشاہ اور خلیفے انبیاء کا انکار اور قتل کر کے فیل ہو گئے۔ اس طرح امت محمدیہ کے خلیفے اہل بیتؑ پر ظلم اور قتل و کشت کر کے برباد ہو گئے اور امتحان میں فیل ہو گئے۔

تفسیر قمی سے استدلال اور اس کا جواب

بریلوی مناظر نے تفسیر قمی ص۶۸۴ سورۃ تحریم کی تفسیر سے یہ عبارت پیش کی

قال ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم ابوک کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابوبکر خلافت پر میرے بعد قبضہ کرے گا۔ پھر تیرا

باپ کیونکہ وہی یہ کے قائل خود شیخین ہیں۔ نہ اللہ نہ ان کا رسولؐ بلکہ علم غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

الجواب مبلغ اعظم صاحب نے فوراً فرمایا

حضور میاں خلافت یعنی مثل سابق بادشاہت جابرہ ہے اور راز کی بات ہے علم غیب کا مسئلہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے، اظہار پر توبہ کرانے کا حکم ہے اس روایت میں زہر دینے کی پوری سازش کا ذکر ہے۔ خلافت راشدہ الٰہیہ کی نقش کہاں پوری سورۃ تحریم پڑھو۔

چنانچہ حضورؐ کے الفاظ موجود ہیں :- انا افضی الیک سرا کہ یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو میں تجھ کو پہنچاتا ہوں۔ تاکہ تیرا امتحان ہو کہ ظاہر کرتی ہو یا راز کو راز سمجھ کر چھپاتی ہو لیکن فخانتھما پرانی قمی میں ان اخبرت فعلیک لعنۃ اللہ والملائکۃ ہے۔ نئی قمی غلط چھپ گئی ہے ورنہ خود قرآن کریم میں موجود ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما تحریم اگر تم توبہ کرو تو بہتر ورنہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ اگر توبہ نہ کرو اور رسول اللہ کے خلاف مظاہرے کرو گی تو اس کا اللہ مولا ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین اور باقی فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ پوری سورۃ تحریم میں اسکی نقد ہے فان اللہ مولاہ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! جب اس راز کو ظاہر کرنے پر توبہ کرنی پڑتی ہے تو ماننے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس خلافت پر مناظرے کرنے والے اگر بغیر توبہ مر گئے تو کیا ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سورۃ سے تو یہ خلافت رسول اللہ کے برخلاف پوری سازش ثابت ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلوی بولے خلاف موضوع جا رہے ہو۔ یہ علم غیب کی بات ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! خلاف موضوع کیا، پہلی آیت تم نے پڑھی دوسری میں نے پڑھ دی مخالفت موضوع کیسی۔ بس پھر کیا تھا جب سمجھے کہ سورۃ تحریم اس خلافت کے سب راز کھول کر رکھ دے گی تو سب شور ڈالنے لگے کہ خلاف موضوع ہے۔ بس اس پر اللہ مولیٰ اور علی مولیٰ کی ولایت بھی ثابت ہو گئی۔ اور

خلافت جابرہ کا راز بھی کھل گیا اور توبہ کا حکم بھی ہو گیا اور حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل کا ثبوت فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۶۰ ج ۷، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۶۳۰ ج ۷ اور فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب "ولا" سے دو طرح سے پیش کیا گیا۔

اوّل:- حدیث منزلت سے۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی میں من اتصالیہ ہے جس کے معنی فتح الباری، عمدۃ القاری اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے صاف "انت متصل بی بالخلافۃ" دکھلا دیئے کہ اے علیؑ تو میرا بلافصل خلیفہ ہے درمیان میں کوئی فصل نہیں۔ تیری خلافت میری نبوت سے متصل اور بلافصل ہے۔

حدیث دوم:- ھو ولی کل مومن من بعدی ترمذی شریف ص ۶۱۷ کہ علیؑ تو ہر مومن کا ولی ہے میرے بعد بلافصل۔ کیونکہ بعدیت حقیقی ہے نہ اضافی ہے نہ عرفی اور ولایت کا معنی فتح القدیر کتاب الولاء سے من غیر فصل صاف دکھلا دیا گیا کہ ولی عہد کے معنی ہی بلافصل خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جب خلافت بلافصل علی علیہ السلام کے حوالے دیئے گئے تو نہ کتابیں دیکھ سکے نہ جواب دے سکے بلکہ آدھ گھنٹہ خاموشی نہ جواب نہ کتاب بلکہ اپنا وقت چھوڑ کر بیٹھ گئے۔

شیعیانِ حیدرِ کرار بلافصل کے ثبوت سن کر نعرے لگاتے ہوئے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے فاتحانہ شان سے جا رہے تھے۔ بریلوی اب پروپیگنڈہ سے اس شکست کی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر کہاں جگہ جگہ لوگوں کے شیعہ ہو جانے کی خوشی میں شیعیانِ حیدر کرار جلوس نکال رہے ہیں اور دیوبندی، اہل حدیث اور دیگر اسلامی فرقے ان چند بریلوی مولویوں کی جہالت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ خلافت راشدہ کا مسئلہ مشترکہ تھا جس کو بے علمی کی وجہ سے لیکر بیٹھ گئے۔ وہ ان کے خلاف ملامت کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام کی توہین ہو گئی۔ اگر صحیح ثبوت نہیں دے سکتے تھے تو مناظرہ نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ عنایت اللہ مناظرہ جتیہ ضلع گجرات کا شکست خوردہ تھا اور مولوی عبدالرشید سوہاوہ متصل منڈی بہاؤالدین میں مولانا تاج دین حیدری سے مار کھا چکا تھا لہٰذا وہ کھڑے نہ ہو سکے اور یہ بے علم بچہ تھا مار کھا گیا اور مناظرہ نہ کر سکا

لوگ شیعہ ہو گئے۔

نئے شیعہ ہونے والوں کے نام یہ ہیں:-

۱- فقیر حسین کھوکھر گھنگ شریف - ۲- سیدا گھنگ شریف -
۳- چوہدری محمد نواز گھنگ شریف - ۴- چوہدری محمد نواز باجوہ شیخوپورہ -
۵- فرزند علی چک بوٹا - ۶- لیاقت علی چک بوٹا بقول پسر چوہدری قدرداد آف گھنگ شریف -

المشتہر

مولوی غلام حسین کلاچی نو

مناظرہ
باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والا
ضلع ملتان

اپنی عادت کے مطابق چیلنج بازی کا شوق تونسوی صاحب کو پڑ شور انگیز رہا - سنی سرگانہ برادری میں اپنی علمیت کا پرچار کرنے لگے وہ بچارے ان کے چھندے میں آگئے - اور شیعہ سرگانہ برادری سے مناظرہ طے کرلیا۔ یہ مناظرہ تین روز رہا - اس میں ایسی شکست فاش کھائی کہ سوائے مذموم حرکات کے کچھ نہ بن سکا۔ سُنی سرگانے آپ کو بلا کر سخت شرمسار ہوئے۔ تحریف القرآن کے موضوع میں تو انہوں نے صاف تسلیم کرلیا کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں - اور شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح اور درست ہے۔ اس بحث کی طوالت اور الزامی جواب کی پیش بندی کے باوجود بھی کامیاب نہ ہوسکا - اور

خلافت علی علیہ السلام میں مبلغ اعظم نے اتنی دلائل پیش کئے

- خلافت مطلقہ کا جزو ایمان اور داخل اعتقاد ہونا دکھلایا۔
- قرآن مجید سے امامت اور خلافت کو مختص با اہل بیت ہونا دکھایا۔
- خلافت علی علیہ السلام من بعد رسول خدا بلا فصل منصوص خلیفہ ہونا دکھایا بالفظ خلیفہ دکھایا من بعدی وال بر بلا فصل دکھلایا -
- دستار بندی دکھلائی خلیفہ بنانا دکھلایا - مگر حضرت کسی بھی دلیل کو توڑ نہ سکے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کی ترکیب نحوی نہ کر سکے۔ علی علیہ السلام کو علم مراد لینے پر کوئی استحالہ معنوی اور لفظی نہ پیش کر سکے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر پیش ہوئی تو تونسوی صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور آخر پر خلافت ثلاثہ میں وقت بھی

گھٹایا۔ مگر پھر بھی ثابت نہ کر سکے۔ مثلاً آیت استخلاف میں جواب نہ دے سکے
کہ اگر اصحاب ثلاثہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تو ان کی خلافت نصی اور
قرآنی ہوئی۔ اجماعی نہ ہوئی۔ اور نص قرآن کا منکر کافر ہے۔ پھر اہل السنت کے
نزدیک منکر ثلاثہ اور مخالف خلافت ثلاثہ کافر کیوں نہیں؟ اور ان کی خلافت
کا ماننا داخل ایمان اور اعتقاد کیوں نہیں؟ مبلغ اعظم کے طرز بیان سے
حاضرین محو حیرت ہو رہے تھے۔ اور سنی سٹیج پر ایک ہیبت کا سماں طاری تھا
آپ نے فرمایا! آیۃ استخلاف اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر قطعی الدّلالت
ہے یا ظنی الدلالت؟ اگر قطعی الدلالت ہے تو نص قطعی کا منکر کون ہے۔
اگر ظنی الدّلالت ہے تو آپ پیش کیا کر رہے ہیں؟ حق کے مقابلہ میں باطل
کی کیا حقیقت اور ظن سے ثابت شدہ خلافت کیسی؟ اجماع اور شوریٰ کے مقابلہ
میں یزید پر مہاجرین اور انصار کا اجماع کثرت دکھلایا گیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کا
سنگ بنیاد خلافت یزید رکھنا اور خلیفہ زادہؑ

حضرت عبداللہ بن عُمر کا یزید کی بَیعت کرنا

دکھایا گیا تو بجائے تحقیقی جواب کے الزامی جواب دینے کی کوشش کی
اور وقت چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے۔ جیسا کہ ان کے اشتہار کی آخری
سطر اس پر شاہد ہے۔ مثلاً پہلے آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کا یزید کی بیعت کرنا پیش کرنا چاہا (نعوذ باللہ) انا عبدلك مكرہ روضہ
کافی سے پیش کیا۔ اور خود ہی ترجمہ یہ کر دیا کہ میں جبراً اور کرہاً غلام بنایا گیا ہوں.
مبلغ اعظم نے دریافت فرمایا کہ حضرت اس میں لفظ بیعت کہاں ہے اور مکرہ
کا ترجمہ کیا ہے. پس پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہاتھ مارا اور
پہاڑوں سے بھی بڑا دعویٰ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت
کی (نعوذ باللہ) اس پر آپ نے سہ مرتبہ شکست خوردہ مولوی اللہ یار چکڑالوی
کی ایماء سے تلخیص شافی سے ایک مجہول السند مبہم روایت پیش کی۔ جس کے

الفاظ یہ تھے۔
حیث يقال انه عليه السلام القى بيده الى التهلكة فقد
روى انه عليه السلام قال لعمر بن سعد اختاروا منى اما الرجوع
الى المكان الذى اقبلت منه او ان اضع يدى على يد يزيد فهو
ابن عمى ليرى فى رأيه واما ان اسير الى ثغر من
ثغور المسلمين تلخیص شافی ص۱۷۴
ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا
کہ آپ نے دانستہ اپنے آپ کو بدست خود ہلاکت میں ڈالا کیونکہ یہ روایت
کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ مجھے تین باتوں میں ایک جو
چاہو اختیار کر دیا مجھے واپس مدینے جانے دو یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں
آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ وہ
اپنی رائے کے مطابق جو چاہے گا خود فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے مسلمانوں کی
سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف نکال دو مگر انہوں نے کچھ بھی منظور نہ کیا
بلکہ حضرت کو بلاوجہ بے جرم وخطا قتل کر دیا۔
اس پر حضرت مبلغ اعظم صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کئے جن
کا جواب مولوی عبدالستار صاحب نہ دے سکے۔
۱:۔ فرمایئے! یہ آپ کے اعتراض پر خودکشی حسین علیہ السلام کا الزامی جواب
ہے کہ نہیں۔
۲:۔ اس میں لفظ بیعت کہاں ہے؟
۳:۔ وضع الید علی فلاں کا ترجمہ بیعت کس لغت کی کتاب میں ہے؟
۴:۔ اگر یہ بیعت تھی تو یہ بیعت لیرای فی رایہ کہ یزید اپنی رائے
کے مطابق فیصلہ کرے گا بیعت کے بعد یزید کی رائے اور فیصلہ کی
کیا ضرورت؟
۵:۔ اس روایت کا ماخذ کتب شیعہ ہیں یا کتب اہلسنت؟ اگر کتب شیعہ

اہلبیت کی وجہ سے صحیح منہا - اقوال صحابہ اعنی صحابہ خلافت یزید سے معارض ہو کر قابل وثوق نہ ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوتے۔ تو تونسوی صاحب اور ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوتے۔ بخاری ومسلم کی روایات کا کوئی، جواب نہ بن پڑا تو نبراس صـ۵۵۲ـ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں۔ مگر اسی وقت اسی نبراس کے صـ۵۵۵ـ سے صاف دکھلایا گیا کہ ولا یخفی ان الشارع بنی کلام جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موتہ علی الکفر وھذا خلاف التحقیق کہ شارح عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے جواز پر رکھی ہے۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے یعنی یزید پر لعنت کرنا اہل سنت کے نزدیک خلاف تحقیق ہے اور پھر اسی نبراس صـ۵۵۵ـ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ وبھذا اظھر ان استدلالھم علی اللعن یزید بالنصوص العامۃ غیر صحیح کہ اس سے ظاہر ہوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر نصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ امالی سے جب فلم یلعن یزید بعد موت، سوی المکثار فی الاغرا عفاق۔ پڑھ کر سنایا گیا تو تونسوی کے الفاق پر لعنت یزید کی کر کری ہوگئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری ومسلم کی روایات کا تحقیقی جواب آخری دم تک نہ ہو سکا۔ تو پھر کتب شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف لپکے اور کہا کہ حضرات کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؒ نے، یزید کی بیعت کر لی اور اس کو اپنا امام مان لیا۔ روضۂ کافی سے یہ عبارت پیش کی۔ قد اقررت لک بما سئلت انا عبد مکرہ لک کہ میں نے، سوال کا اقرار کر لیا کیوں کہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب کی توجہ انا عبد مکرہ کی طرف مبذول کرائی گئی کہ حضرت اس میں،

لفظ مکرہ ہے اور جو چیز اکراہ سے کی جائے وہ دین اور شرع میں سند نہیں ہے لا اکراہ فی الدّین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے۔ تو تونسوی صاحب نے مولوی اللہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کانا پھوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگادی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسین کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ شیعہ مناظرہ کی کتاب تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یری فی رأیہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر دیا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا پس وہ میرا چچازاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔ حضرات یہ ہے بالآخر سرگنہ میں ملاں تونسوی کا آخری تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اب ذرا اس کی حقیقت سن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیت اور قابلیت کا مالک ہے اور تنظیم اہلسنت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے اور یہ عبارت بطور الزام کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے اور اہل سنت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ آپ الزام سے ہمیں الزام نہ دیجئے۔ یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہل سنت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابن کثیر صـ۱۷۰ـ ج ۸، ملاحظہ فرمائیے۔ فقال لہ الحسین یا عمر اختر منی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فسیرلی الی الترک فاقاتلھم حتی

اموت کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اے عمر! میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر دیا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ترک کی طرف جانے دو میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہل سنت کی معتبر کتاب کا حوالہ جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انہ قال اختار منی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی وبینہ رایہ واما ان یسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اہلہ لی مالہم وعلی ما علیہم تاریخ طبری ص ۲۳۵ ج ۶۔ کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکر یزید سے کہا کہ میری طرف سے تین باتیں اختیار کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں گا۔ وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤں گا۔ ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رھقہ السلاح عرض علیہم الاستسلام و

الرجوع والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ فقتل کہ جب سید الشہداء کو تیر تلواروں سے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ نے صلح کے شرائط پیش کئے۔ ایک واپس جانا۔ دوم یزید کی طرف جانا چاہا تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں تیسری شرط مذکور نہیں۔ مگر انہوں نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ

قال الحسین یا عمر اختر منی ثلاث خصال اما تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فاخری سیرنی الی الترک اقاتلہم حتی اموت او تسیرنی الی یزید فاضع یدی فی یدہ فیحکم لی بما یرید۔ (جلد دوم ص ۱ مطبوعہ مصر) کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کر یا مجھے چھوڑ دے میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ وہ میرا فیصلہ خود کرے گا۔ جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین! یہ تھی تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر بیٹھے ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلئے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تنظیم کا پیر اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تین آدمی حسینؑ کیساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب میں یہ بھی ہے ...

ہوا کہ تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے۔
ملاحظہ فرمایئے تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۸۹ ج ۸ الامامت والسیاست صفحہ ۶ ج ۲

وکان مع عمرو بن سعد من قریش ثلاثون رجلا من اھل الکوفة فقالوا یعرض علیکم ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدة منھا فتحولوا مع الحسین فقاتلوا ۔ ترجمہ: عمرو بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے۔ انہوں نے عمرو بن سعد سے کہا کہ نواسۂ رسولؐ نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں۔ لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کی رکاب میں لڑ کر شہید ہو گئے۔ **رحمة اللہ علیھم** یہ ہے ابن رسولؐ کی سیاست ایمانی کا اثر

اس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتب شیعہ کی نہیں، تلخیص شافی صفحہ ۴۳۴ پر سنیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلمات سے دیا گیا ہے۔ حسب قاعدۂ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلمات خصم سے ہوتا ہے۔ اگر کتب شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہل سنت پر حجت نہیں تھا۔ پس ان کے لیے جواب کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ دیکھئے تلخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب **فیقال انہ علیہ السلام القی بیدہ الی التھلکہ روی انہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختاروا اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یری فی رأیہ واما ان تسیرونی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلا من اھلہ لی مالہ وعلی ما علیہ** ۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ

اعتراض کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت **لا تلقوا بایدیکم الی التھلکة** کا خلاف کیا کیوں کہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک منظور کر دیا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا کیونکہ وہ میرا چچازاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی امیہ اوپر سے ملتے ہیں تم نہ دخل دو) یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاؤں۔ میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں۔ الخ۔

لیجئے حضرات! تلخیص شافی سے سنیوں کا اعتراض انہی کی روایت سے رد کر دیا ہے۔ اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں جو اوپر تاریخ طبری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب تونسوی صاحب سے پوچھئے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے۔ کہ یہ الفاظ ہماری روایات کے ہیں اور کتب شیعہ میں بطور الزام نقل ہیں دوسرا اس شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور تاریخ طبری سے بھی اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

ان الفاظ کا تاریخ طبری سے رد

قال ابو مخنف فاما عبد الرحمن بن جندب فحدثنی عن عقبہ ابن سمعان قال صحبت حسینا فخرجت معہ من المدینة الی مکة ومکة الی العراق ولم افارقہ حتی قتل ولیس من مخاطبة الناس کلمة بالمدینة ولا بمکة ولا فی الطریق ولا بالعراق ولا فی عسکر الی یوم مقتلہ الا وقد سمعتھا الا واللہ ما اعطاھم ما یتذاکر الناس وما یزعمون من ان یضع

يده في يد يزيد بن معاوية وان يسيروه الى ثغر من ثغور المسلمين ولكنه قال دعوني فلاذهب في هذه الارض العريضة حتى ننظر ما يصير امر الناس " ابومخنف نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی مدینے سے نکل کر مکہ آیا اور مکہ سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کی ہر بات سنی جو کہ آپ نے مدینہ یا راستہ عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی۔ میں نے سب سنیں۔ یوم قتل تک مگر خدا کی قسم جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے۔ میں نے بالکل نہیں سنی بلکہ یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا مجھے چھوڑ دو میں کسی وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتیٰ کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی ان الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہِ عام پر ہے دیکھئے تاریخ طبری ص ۲۲۵ قد تحدث الناس بذلك وشاع فيهم من غير ان يكون سمعوا من ذلك شيئا ولا علموه

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کر دیں کہ حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سنی نہ جانی۔ لیجئے یہ روایت جو مؤرخین اہل سنت ہر جگہ ٹھونستے جا رہے ہیں سب تحقیق اور افواہ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ تھا تونسوی صاحب کی فتح کا حال کہ روایت بھی اہل سنت کی کتب کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ

کو دے رہے ہیں خوب جہالت اس کو کہتے ہیں۔ حماقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

میں نے اس وقت جوابا تین دعوے کیے تھے۔ جن پر اب تک مصر ہوں۔ اولاً کہ یہ روایت کتب اہل سنت کی ہے تلخیص شافی میں بطور الزام نقل ہے۔ دوم، یہ ضعیف ہے۔ جس پر صاحب شافی نے روی بصیغہ مجہول تمریض ظاہر کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعت یزید نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہوں وہ خود فیصلہ کرے گا کہ میں واجب القتل ہوں یا کہ قید و بند کے قابل! یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پر رہنے دیا جائے۔ مگر تونسوی نہ اس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالمِ شور میں میری سنتے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔ شاید جہل مرکب سے ساری عمر کرتا رہے گا۔ مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

لیجئے! جو ترجمہ میں نے کیا تھا۔ وہی ابوالکلام آزاد امام اہل سنت کر رہے ہیں۔ اب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسینؑ

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صورتیں پیش کی تھیں۔ ۱:۔ مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔ ۲:۔ مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ ۳:۔ مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو، وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہے۔ وہی مجھ پر گزرے گی۔ (شہادت حسینؑ ص ۱۴۳ ابوالکلام آزاد)

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں۔ کیوں کہ جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند۔ دوم شرائط صلح، سوم، جنگ۔ اصل مطالبہ بیعت یزید تھی وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم اس کے علاوہ شرائط صلح پیش کئے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرتا بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں۔ کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابن کثیر ص۱۷۰ ج ۸ میں ہے انا نشدهم الله و الاسلام ان يسيره الى امير المومنين يزيد فيضع يده فقالو لا الا ان تنزل على حكم ابن زياد۔ کہ آپ نے اُن لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس کے ساتھ طے کروں گا۔ مگر انہوں نے کہا نہیں۔ ابن زیاد کے حکم پر اُترا آؤ۔ شاید تونسوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کسے کہتے ہیں اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری ص۲۳۶ ج ۸ میں ہے کہ شمر نے ابن زیاد سے کہا الئن رحل من بلدك ولم يضع يده فى يدك ليكونن اولى بالقوة والعزة ولتكونن اولى بالضعف والعجز فلا تعطه هذه المنزلة فانها من الوهن ولكن لينزل على مملك وهو اصحابه فان عاقبت فانت ولى العقوبة وان غفرت كان ذالك الخ"

کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائط ثلاثہ ابن زیاد کے پاس آیا تو وہ امام حسین کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا۔ مگر شمر نامراد نے اعتراض کیا کہ اگر امام حسین علیہ السلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں بڑھ جائیں گے تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا ان کا یہ حق نہ دے یہ کمزوری

ہے۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ تیرے حکم پر اُتر آئیں اور تیرا حکم اور فیصلہ منظور کر لیں۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی اپنے فیصلہ میں، اگر تو ان کو عذاب دے تو تو عذاب کا ولی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے۔

دیکھیے حضرات! یہ ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا مطلب کہ ان کے فیصلہ کو منظور کر لیا جائے عذاب کریں یا معاف کریں۔ اگر اس کا مطلب بیعت ہو تو بیعت کے بعد عذاب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الغرض یہ تونسوی جاہل ہے۔ علم کی باتیں اس کے دماغ اور عقل کا کام نہیں مگر با وجود این ہمہ اگر قلندرانہ رقص اور زور دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ میں نہ خلافت ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت یا یزید کا جواب دے سکے۔ الزامی جواب میں ایسے پھنسے کہ قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ باوجود اس ذلت اور خواری روئیداد مناظرہ باگڑ سرگانہ میں جو بے معنی شیخیاں ماری ہیں ان کو ذرا ملاحظہ کریں تاکہ اس پیر پٹھان کا حال معلوم ہو جائے۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ص۲۰ پہ لکھتے ہیں کہ ناظر اعظم اہلسنت علامہ تونسوی نے فرمایا! میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا۔ چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پر وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو ادھر اُدھر سے تو پڑھتا تھا۔ مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ اِدھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش بحال کر کے درمیان سے پڑھو۔ مولوی اسمٰعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا اور حواس باختہ تھے ادھر اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا۔ اور علامہ تونسوی کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے۔ تو آپ نے فوراً ہی کتاب ان سے واپس لے لی اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر

ہوتے۔ شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر یہ حوالہ اس سے پڑھوایا تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوالہ پڑھایا گیا۔ جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس مبہوت ہوئے۔ کہ لاجواب ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے مناظر اعظم اہلسنّت کا ابھی تین منٹ وقت باقی تھا۔ کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی صاحب مدظلہ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے۔ ہم کو زیادہ رسوا نہ کیجئے شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنّت نے حضرت علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعائے خیر فرما کر ختم کیجئے

لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

حضرات یہ عبارت پڑھ کر ذرا اندازہ لگائیے کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے شیخ جلی مرحوم کی روح ملاں تونسوی میں بول رہی ہے۔ کہ شیعہ علما کتاب پھاڑ رہے تھے۔ لہٰذا علامہ تونسوی حوالے دکھانے میں پس و پیش کر رہے تھے حضرات آپ نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے کہ یہ کتب اہل سنّت کی عبارت ہے۔ مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے معلوم ہی نہیں اور اس کا مطلب بھی علمائے اہل سنّت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے۔ اب فرمائیے یہ تونسوی صاحب کا اچھلنا کودنا شور و غوغا قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ ہے یا کچھ اور، پیر تنظیم اہلسنت کے مناظرین کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے خدا دہما جن کے علما کا یہ حال ہو ان کے عوام کا کیا حال ہوگا۔ رہا مہر حق نواز صاحب کی نسبت بہتان عظیم اس کا فیصلہ ن کا یہ بیان پڑھ کر کر لیجئے

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہل سنّت کو ہر قسم کی رعایت دی۔ اُن کی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا۔ مگر تاہم مولوی عبد الستار تونسوی کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس مناظرہ میں حضرت مبلغ اعظم ہر طرح کامیاب رہے۔ اس میں نہ کوئی رعایت ہے نہ ملمع یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد میں عبد الستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں۔ اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ میں نے بالکل نہیں کہا یہ میرا فیصلہ ہے (حق نواز سرگانہ بقلم خود)

مندرجہ ذیل مقامات سے بھی ہماری کتب دستیاب ہیں

افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور
جعفریہ کتب خانہ کربلا گامے شاہ لاہور
رحمت اللہ بک ایجنسی، کھارادر کراچی
اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علی حیدر آباد سندھ
مکتبۃ اصغریہ دار العلوم محمدیہ سرگودھا

حق برادر انارکلی لاہور
محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
احمد بک ڈپو رضویہ سوسائٹی کراچی
قاسم سٹیشنری مارٹ پارہ چنار

ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی درس آل محمد سرگودھا روڈ فیصل آباد
فون ۲۰۵۴۱

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ ساغر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید انعام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ہما زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا احمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم